Marfat.com

326

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

(انہیں خوشخبری ہے دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ یُونس: ۶۴)

یادگارِ

مجدّدِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ

مرتبین

ابُوالسرور محمّد مسرور احمد

مولانا محمد یونس باڑی مظہری

مولانا. جاوید اقبال مظہری

ڈاکٹر عدنان خورشید مسعُودی

ادارۂ معارف مجدّد الف ثانی

بتعاون ادارۂ مسعُودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء

Marfat.com

86432

حقوق طباعت محفوظ ہیں

۱۔	عنوان کتاب	یادگار مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
۲۔	مرتبین	ابوالسرور محمد مسرور احمد، حاجی محمد یونس باڑی، ڈاکٹر عدنان خورشید، مولانا جاوید اقبال مظہری،
۳۔	طابع	حاجی محمد الیاس
۴۔	حروف ساز	سید شعیب افتخار مسعودی
۵۔	ناشر	ادارۂ مسعودیہ، کراچی
۶۔	مطبع	شاھکار پریس، کراچی
۷۔	طباعت	۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء
۸۔	اشاعت	اوّل
۹۔	تعداد	ایک ہزار
۱۰۔	قیمت	پچاس روپے

ملنے کے پتے

۱۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل، شوگن مینشن، آف محمد بن قاسم روڈ، عیدگاہ، کراچی، فون نمبر: 2213973

۲۔ فرید بک اسٹال، ۳۸، اردو بازار، لاہور۔ فون نمبر 7224899

۳۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون نمبر: 6614747

Marfat.com

ذخیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

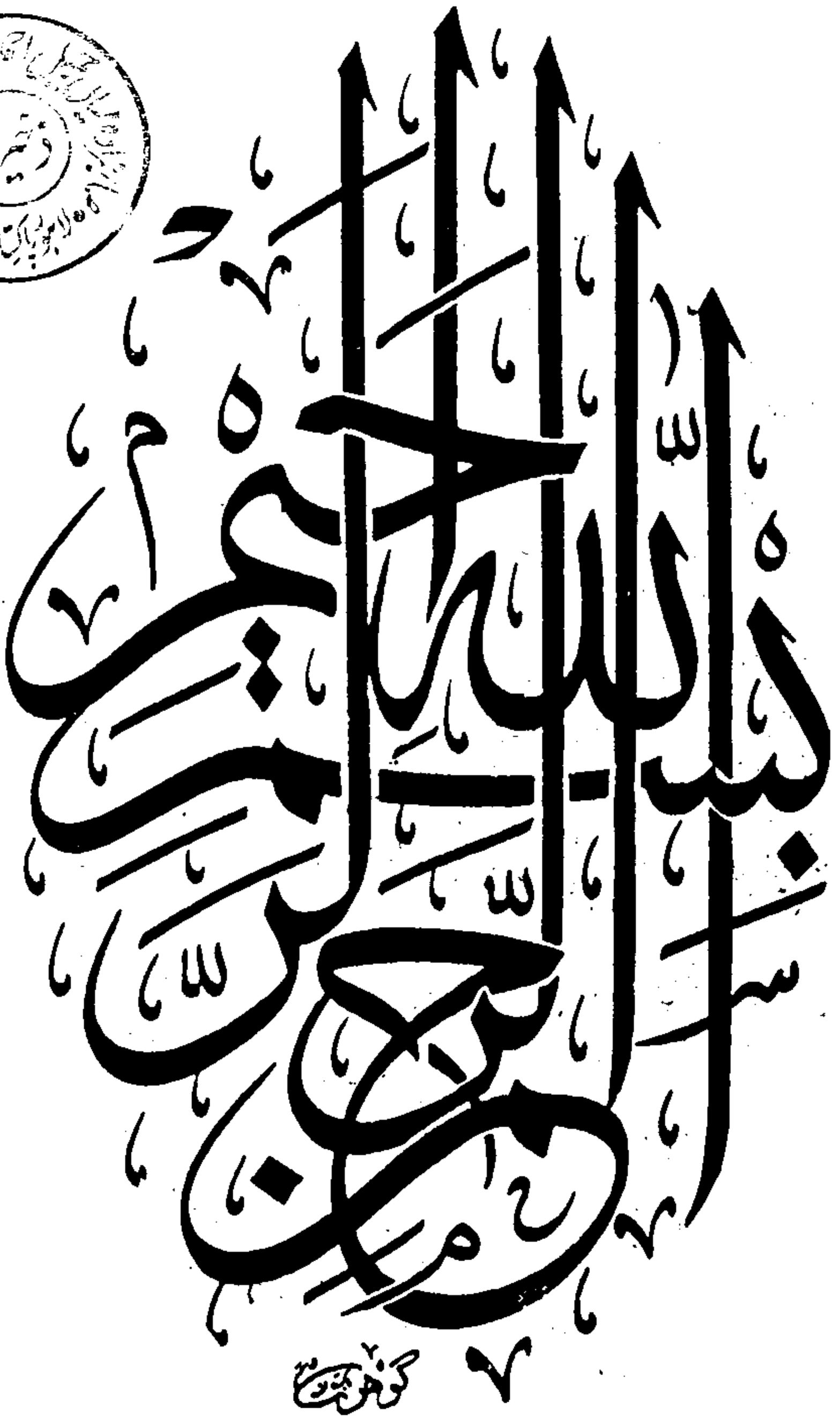

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امام ربانی کانفرنس

موزخہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ / ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء بروز اتوار

پی ای سی ایچ سوسائٹی آفس، کمیونٹی سینٹر شاہراہ قائدین کراچی۔ ۵۴۰۰۰

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

ڈاکٹر اقبال

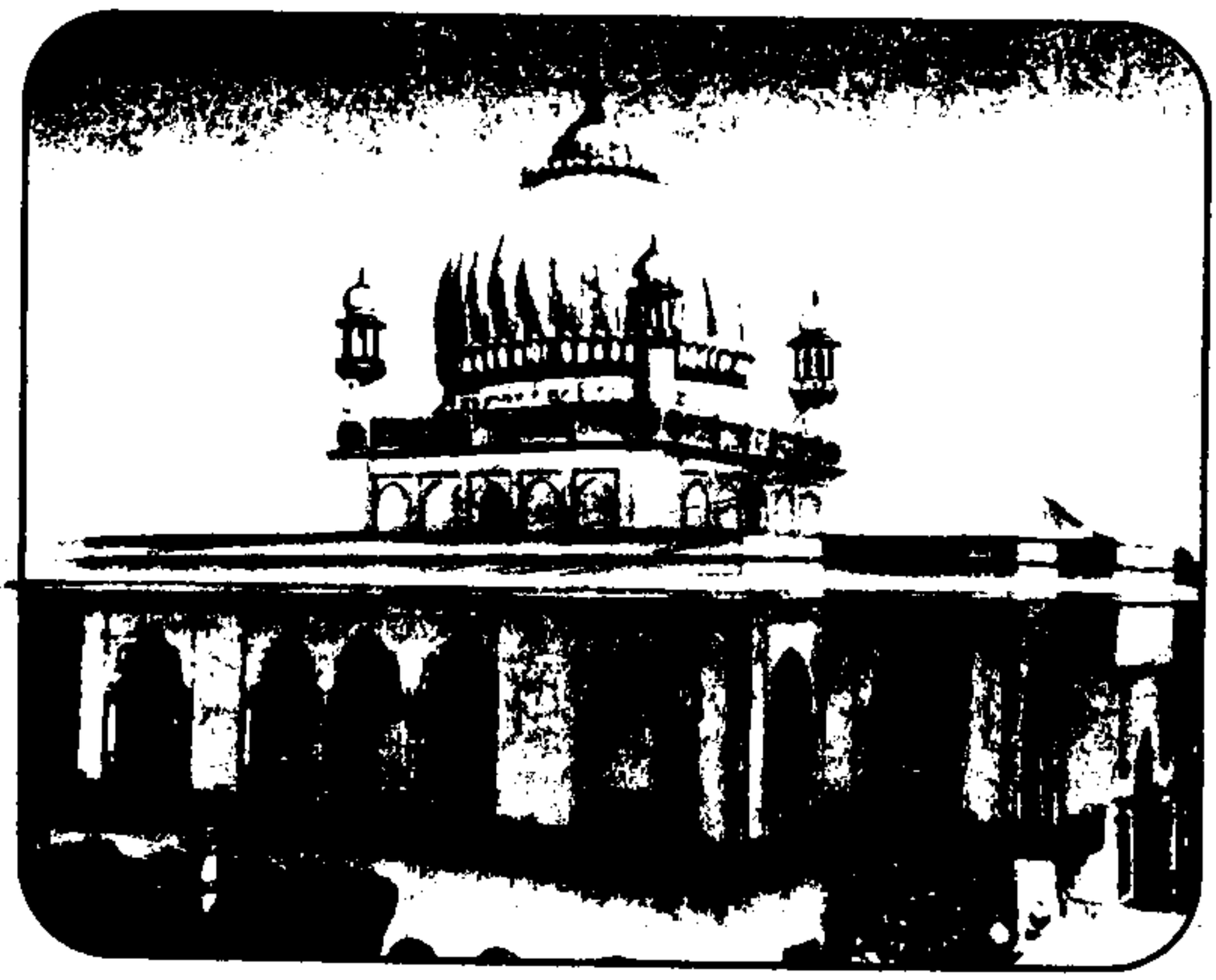

ادارۂ معارف مجدد الف ثانی، کراچی
بتعاون ادارۂ مسعودیہ، ۶/۲، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)
۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء

Marfat.com

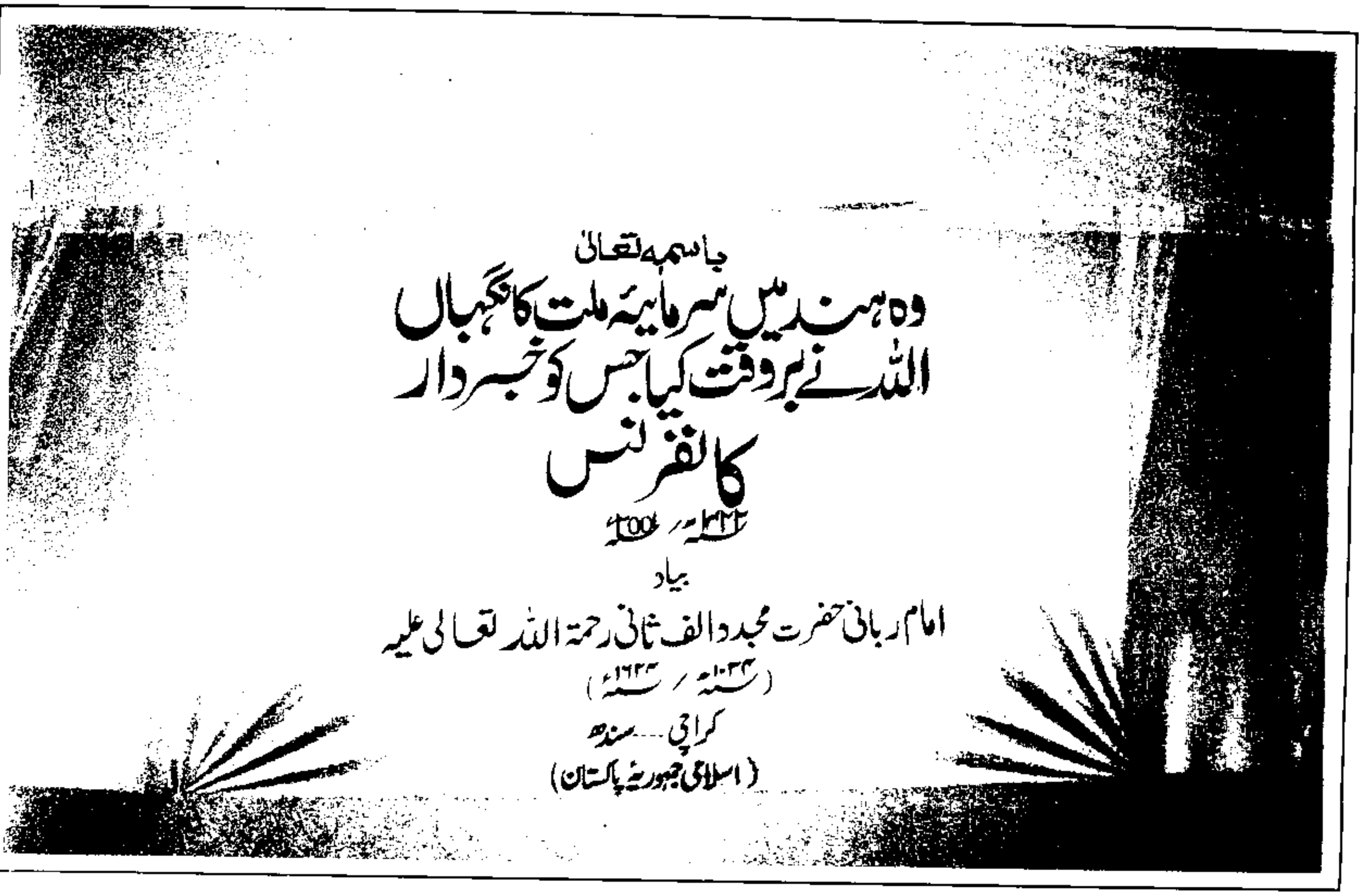
بسم اللہ تعالیٰ
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کانفرنس
بیاد
امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(سنہ ۱۰۳۴ھ / سنہ ۱۶۲۴ء)
کراچی ... سندھ
(اسلامی جمہوریۂ پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی کے مختلف مجموعات اور نسخہ جات کی نمائش

Marfat.com

Marfat.com

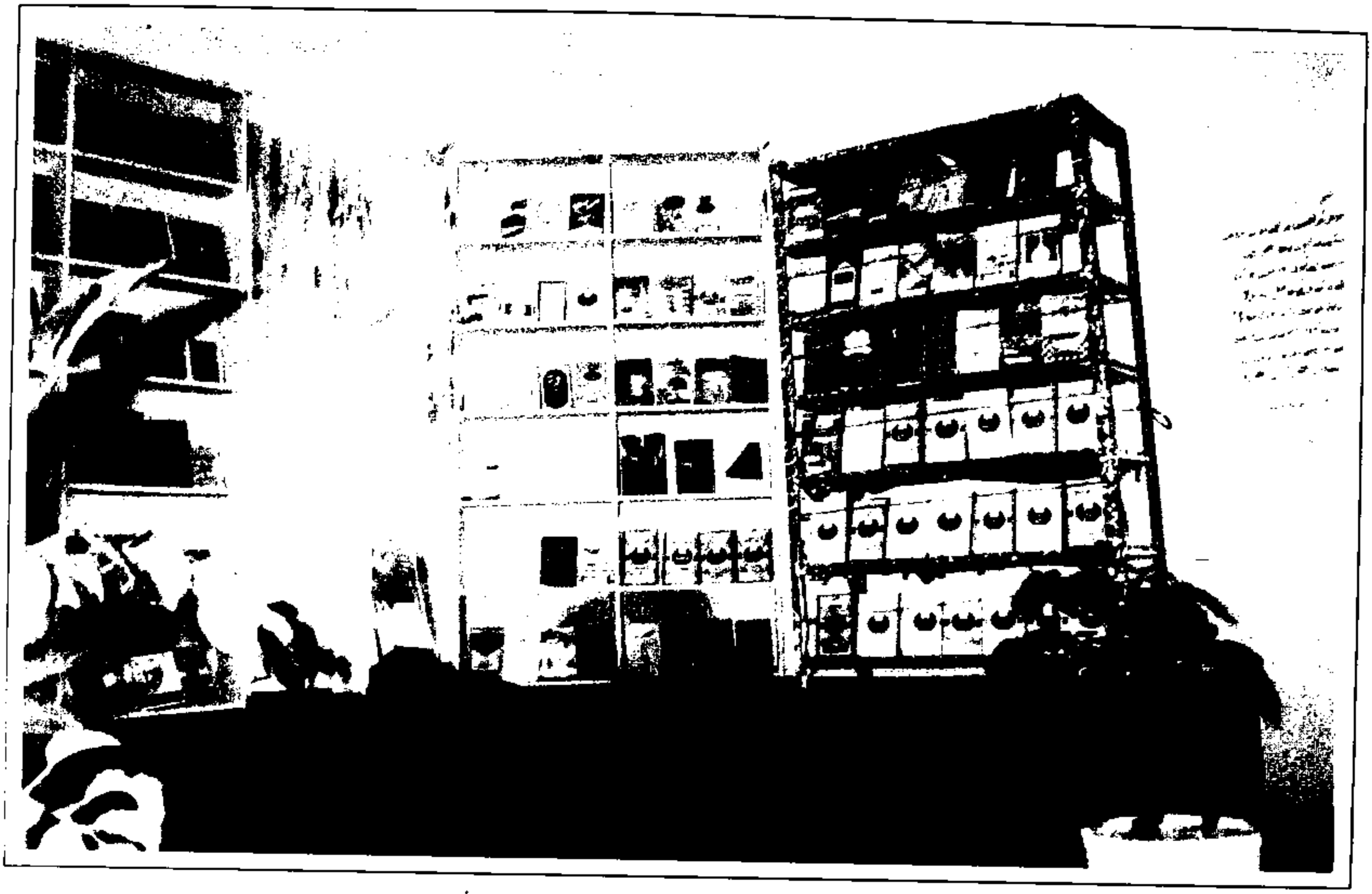

Marfat.com

Marfat.com

جھلکیاں

۱۔	حرف آغاز	حاجی معراج الدین
۲۔	امام ربانی کانفرنس کی عالمی سطح پر پذیرائی	ڈاکٹر عدنان خورشید مسعودی
۳۔	امام ربانی پر بین الاقوامی ویب سائٹس	سید انیس احمد مسعودی
۴۔	روئیداد	جاوید اقبال مظہری
۵۔	خاک پائے سرہند	مولانا منظور احمد مکان شریفی
۶۔	گلدستۂ عقیدت	سید انیس احمد نقشبندی

پیغامات

۱۔ پیغام — علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتح پوری، دہلی (بھارت)

۲۔ پیغام — پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور
(مانچسٹر، یو۔کے)

۳۔ پیغام — حضرت ابو حفص عمر المجددی
سجادہ نشین خانقاہ خیریہ، کوئٹہ، بلوچستان (پاکستان)

۴۔ پیغام — علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی
شیخ الحدیث دار العلوم سلطانیہ، جہلم (پنجاب) پاکستان

۵۔ پیغام — پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو،
سابق چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، حیدر آباد سندھ (پاکستان)

خطبات ومقالات

۱۔ خطبہ استقبالیہ — مفتی محمد جان نعیمی مجددی، نائب صدر ادارۂ معارف مجدد الف ثانی
مہتمم وشیخ الحدیث، دار العلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر، کراچی

۲۔ پروفیسر سید مقصود علی محمودی — حضرت شیخ احمد سرہندی اور عقیدۂ توحید
سابق پرنسپل، پاکستان کالج، خیر پور میرس

Marfat.com

۳۔ الحاج محمد یونس باڑی مظہری	اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
۴۔ سید انور علی ایڈوکیٹ آن ریکارڈ سپریم کورٹ آف پاکستان	حضرت مجدد الف ثانی اور احیاء دین
۵۔ صاحب زادہ جمیل احمد شرق پوری	حضرت مجدد الف ثانی کا تجدیدی کام
۶۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سرپرست ادارۂ مسعودیہ، کراچی	سلطنت مغلیہ پر حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تبلیغ کے حیرت انگیز اثرات
۷۔ پروفیسر نثار احمد جان سرہندی مجددی صدر شعبہ علوم اسلامیہ شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج، میرپور خاص سندھ	حضرت مجدد الف ثانی، انداز تعلیم و تبلیغ اور اس کے اثرات و نتائج
۸۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبدالباری صدیقی جامعہ ملیہ کالج، ملیر کراچی	مکتوبات امام ربانی اور تبلیغ دین متین
۹۔ علامہ رضوان احمد نقشبندی استاد دارالعلوم نصرۃ الاسلام، کراچی واستاد ورلڈ اسلامک مشن یونیورسٹی، کراچی	حضرت مجدد الف ثانی اور دو قومی نظریہ
۱۰۔ ڈاکٹر محمد انصار احمد سندھ میڈیکل کالج، کراچی	مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اہمیت
۱۱۔ قاضی محمد احمد مجددی نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم غوثیہ مجددیہ، ملیر، کراچی	خواجہ محمد معصوم قدس سرہ
۱۲۔ ابوالسرور محمد مسرور چیئرمین ادارۂ مسعودیہ، کراچی	عہد جدید میں حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیق کا جائزہ
۱۳۔ حضرت پیر فضل الرحمٰن مجددی صدر ادارۂ معارف مجدد الف ثانی، کراچی	خطبہ صدارت
۱۴۔ ابوالسرور محمد مسرور احمد	ارشادات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جہانے را سُرودِ جاودانی
پیامش کاشفِ سرِّ نہانی
چہ خوش افزود رسم لا الٰہ را
تعالیٰ اللہ مجدد الفِ ثانی

انیسؔ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

پیش گفتار

معراج الدین مسعودی

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ عالم اسلام بالخصوص برصغیر پاک و ہند کے نہایت ہی ممتاز روحانی پیشوا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم رہنما تھے۔ ہندوستان کے اہلسنت وجماعت کے نامور عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے جدامجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ بھی سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت اور تعلیم و تبلیغ کی چھاپ عالم اسلام میں اب بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت کو سعیت کی نشانی اور آپ سے حسد اور دشمنی کو بدنصیبی کی علامت قرار دیا ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حرکت والا سلسلہ ہے یعنی اس سلسلے سے منسلک علماء و مشائخ مجاہدین بھی ہیں اور مبلغین بھی۔ گزشتہ صدی میں ساری دنیا میں جہاد آزادی کی جو لہر چلی تھی اور جواب تک جاری ہے اسی سلسلے کی مرہون منت ہے۔ وقت کا تقاضہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے پیغام کو ساری دنیا میں عام کیا جائے اور ملائے کلمتہ الحق کے لیے خون مسلم کو گرمایا جائے، اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ادارۂ مسعودیہ نے ادارۂ معارف مجدد الف ثانی سے تعاون کیا اور ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء کو کراچی میں ایک عظیم و کامیاب کانفرنس منعقد کی۔ پیش نظر مجلّہ "یادگارِ مجدد" اسی کانفرنس کی علمی یادگار ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر پاک و ہند اور بیرونی دنیا میں بہت کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس کی تفصیل آپ اس

Marfat.com

مجلّہ میں پڑھیں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر کشمیر، پاکستان، کینیڈا، بنگلہ دیش وغیرہ کی یونیورسٹیوں سے بہت سے محققین نے ڈاکٹریٹ کیا ہے اور بہت سے فضلاء علمی و تحقیقی کام میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو مقالات شائع نہیں ہوئے وہ شائع کیے جائیں گے، سر دست دو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تاکہ قارئین کرام حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات اور پیغام سے باخبر ہوں یعنی خواجہ احمد حسین خان نقشبندی کی کتاب "جواہر مجددیہ" اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب "حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال"

آخر میں، میں ان تمام معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کانفرنس کے انعقاد میں بھرپور تعاون کیا حضرت پیر فضل الرحمٰن مجددی (صدر ادارۂ معارف مجدد الف ثانی)، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اور حضرت مفتی محمد جان نعیمی (نائب صدر ادارۂ معارف مجدد الف ثانی) کے بھی ممنون ہیں، مقالہ نگار حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے محض اللہ کی رضا کے لیے مقالات قلم بند کیے اور خود تشریف لاکر پیش بھی کیے۔ تمام مہمانوں کے بھی ممنون ہیں جو کراچی اور مختلف شہروں سے تشریف لائے، کانفرنس میں شرکت کی اور اس کو کامیاب بنایا۔ ہماری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے پیغام کو سمجھنے، اس کو عام کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، اللھم آمین۔

(حاجی) معراج الدین مسعودی

صدر ادارۂ مسعودیہ

کراچی

Marfat.com

(۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

امام ربانی کانفرنس کی عالمی سطح پر پذیرائی

از

ڈاکٹر عدنان خورشید

امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کا خیال فروری ۲۰۰۱ء میں آیا۔ اپریل میں e-mail کے ذریعے عالمی سطح پر رابطہ کیا گیا پھر دعوت نامے ارسال کیے گئے۔ اس کانفرنس کی جس خوشی و مسرت سے پذیرائی کی گئی اس کا اندازہ ان خطوط سے ہوتا ہے جو e-mail یعنی برقی ڈاک کے ذریعے ہم کو ملے۔ یہاں صرف چند خطوط کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حیدر آباد دکن کے مشہور و معروف عالم و عارف علامہ رشید پاشا علیہ الرحمہ کے صاحبزادے سید جلال قادری جو کہ امریکہ میں مقیم ہیں انہوں نے امریکہ سے دعوت نامہ کا شکریہ ادا کیا اور کانفرنس کی کارروائی کی تفصیلات اور مقالات کی کاپیاں بھی منگوائیں۔

۲۔ لاریل، (امریکہ) سے حضرت نور المشائخ ملا شوربازار کابلی کے نواسے جناب خالد جان مجددی نے اپنے مکتوب (مورخہ ۱۷ اپریل ۲۰۰۱) میں کانفرنس کی پذیرائی فرمائی اور مختلف فضلاء و دانشوروں کو بھیجنے کے لیے دعوت نامے طلب کیے۔

۳۔ ملائشیا میں جناب خدائد نقشبندی مجددی کو کانفرنس کی اطلاع ہوئی تو انہوں

Marfat.com

نے اپنے مکتوب (مورخہ ۲۵ اپریل ۲۰۰۱) میں دریافت کیا کہ وہ ہمارے کس کام آسکتے ہیں اور ہماری کس طرح مدد کر سکتے ہیں اور کانفرنس کے لیے کیا خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یقیناً حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر تحریری کام تعاون کا مستحق ہے اور ملائشیا کی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف کی اشاعت سے ہم دلچسپی رکھتے ہیں۔

۴۔ مدینہ منورہ سے جناب عبدالواسع باقر نقشبندی نے اپنے مکتوب ۲۹ اپریل ۲۰۰۱ء میں دعوت نامہ کا شکریہ ادا کیا اور لکھا کہ وہ ایک تفصیلی خط بھیج رہے ہیں۔

۵۔ ٹورنٹو (کینیڈا) سے شاہ ذوالفقار مسعودی نے اپنے مکتوب (۲۹ر اپریل ۲۰۰۱) میں دعوت نامہ کا شکریہ ادا کیا اور دعا دی کہ امام ربانی مجدد الف ثانی کی اس کانفرنس سے مولائے کریم ہم کو عزت عطا فرمائے اور اس کی برکتوں سے مستفیض فرمائے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ میک گل یونیورسٹی (Mcgill university) مانٹریال میں حضرت مجدد الف ثانی پر جو تحقیقات ہوئی ہے۔ اس کی تفصیلات معلوم کر کے مطلع کریں گے۔

۶۔ حیدر آباد دکن (بھارت) سے جناب ولی ذاکر صاحب نے اپنے مکتوب (مورخہ ۲۹ اپریل ۲۰۰۱ء) میں دعوت نامہ کا شکریہ ادا کیا اور لکھا کہ وہ ایک تفصیلی خط بھیج رہے ہیں۔

۷۔ اٹلی سے پروفیسر انابلے بوشر اپنے مکتوب ۲۹ اپریل ۲۰۰۱ء میں دعوت نامہ کا شکریہ ادا کرتی ہیں اور لکھتی ہیں کہ e-mail کے ذریعے کانفرنس کی کارروائی اور دوسری معلومات سے آگاہ ہو کر ان کو مسرت ہوگی۔

۸۔ PAF اکیڈمی رسالپور پاکستان سے جناب آصف محمود صاحب لکھتے ہیں کہ میری تمنا تھی کہ میں کانفرنس میں شریک ہوتا مگر چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے میں شریک نہ ہو سکوں گا۔ میری معذرت قبول فرمائیں۔

Marfat.com

۹۔ لندن سے دردانہ انصاری اپنے مکتوب مورخہ ۳۰ اپریل ۲۰۰۱ میں لکھتی ہیں۔ کہ
میری آرزو تھی کہ میں اس کانفرنس میں شریک ہوتی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ
کانفرنس وسیع علم ودانش کا ایک عظیم اجتماع ہوگا۔

۱۰۔ اسٹاک پورٹ (انگلستان) سے رضا اکیڈمی کے ڈائرکٹر حاجی محمد الیاس نے
لکھا کہ ان کے پاس حضرت مجدد الف ثانی پر ایک فاضل کا مقالہ کانفرنس
کے لیے موجود ہے اور وہ مقالہ بھیج رہے ہیں۔

۱۱۔ برمنگھم (انگلستان) سے منیر حسین مسعودی نے اطلاع دی کہ پنجاب یونیورسٹی
شعبہ اردو کے سابق صدر پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی جو کہ نوٹنگم (انگلستان)
میں مقیم ہیں کانفرنس میں پیش کرنے کے لیے ایک مقالہ قلمبند کر رہے ہیں۔

e-mail کے ذریعے ادارۂ مسعودیہ میں ملنے والے چند خطوط کا ہم نے ذکر کیا ہے
جو ایک دو ماہ کے اندر اندر وصول ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ عالمی سطح پر
حضرت مجدد الف ثانی مقبول و محبوب ہیں۔ آپ کی تعلیمات میں ایسی کشش ہے
کہ ہر کوئی کھنچا چلا آتا ہے

آں مجدد کہ جہاں منتظر او بود
صد شکر کہ آں منتظرے پیدا شد

Marfat.com

INTERNATIONAL WEB SITES ON

HAZRAT MUJADDID ALF-I-THANI

(RADI ALLAHO ANHO)

Syed Anis Ahmed Masoodi

1.http://www.ahle-sunnat.org.uk/rabani.html

2.http://www.jaihoon.com/sirhindi/index.htm

3.http://www.hakikatkitabevi.com/english/sahaba3.htm

4.http://www.hizmetbooks.org/endless.html

5.http://www.hakikatkitabevi.com/english.htm

6.http://www.naqshbandi.org/chain/25.htm

7.http://www.nfie.com/research.htm

8.http://www.storyofpakistan.com/articletext.asp?artid=a015

9.http://www.districts.nic.in/fatehgarhsahib/shrines.htm

10.http://www.britannica.com/eb/article?eu=69748

11.http://www.al-maqsood.org/

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

روئداد

جاوید اقبال مظہری۔ بی اے، ایل ایل بی

امام ربانی کانفرنس مورخہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۳ مئی ۲۰۰۱ بروز اتوار بمقام کمیونٹی سینٹر (پی ای سی ایچ سوسائٹی آفس، شاہراہ قائدین، کراچی) منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا اور محقق مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تحریک پر بہت ہی مختصر مدت میں ترتیب دی گئی۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز عصر قرآن خوانی سے ہوا۔ بعد نماز مغرب کانفرنس کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کی صدارت خانوادہ مجددیہ کے چشم و چراغ حضرت پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی نے فرمائی جبکہ مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے نگرانی فرمائی اور مہمانان گرامی کا خیر مقدم فرمایا۔ کانفرنس میں تقریباً ۸۰۰ مندوبین نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس ادارہ معارفِ مجدد الف ثانی اور خادمین ادارہ مسعودیہ کے تعاون سے منعقد ہوئی۔ نظامت کے فرائض راقم السطور نے انجام دیے اور کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا مختصر تعارف پیش کیا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا، نبیرۂ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ حضرت صاحب زادہ قاری محمد ظفر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ جبکہ پروفیسر محمد ندیم قادری، قاری محمد عرفان اللہ مظہری، محمد نعمان مدنی، محمد انس مدنی، پروفیسر عبدالرحمٰن (میرپور خاص) محمد سعید نقشبندی اور صاحبزادہ محمد جنید مجددی نے مقالات اور پیغامات کے دوران بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی اور نائب صدر ادارہ معارف مجدد الف ثانی کراچی، حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

Marfat.com

جن حضرات نے مقالہ پیش کیے ان کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ مولانا محمد یونس باڑی مظہری نے حضرت مجدد الف ثانی اور محبت اہل بیت" کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

۲۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سید انور علی ایڈوکیٹ کا مقالہ کمانڈر محمد ظفر صاحب نے پڑھ کر سنایا، اس کا موضوع تھا "حضرت مجدد الف ثانی اور احیاء دین"

۳۔ ڈاکٹر محمد عدنان مسعودی نے "امام ربانی کانفرنس کی عالمی سطح پر پذیرائی" کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

۴۔ صاحبزادہ مولانا ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب نے "عہدِ جدید میں حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیق کا جائزہ" کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

۵۔ جامعہ ملیہ کالج، کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبدالباری صدیقی نے "مکتوبات امام ربانی کے ذریعے تبلیغ" کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

۶۔ ورلڈ اسلامک مشن یونیورسٹی، کراچی کے استاد علامہ رضوان احمد نقشبندی نے "حضرت مجدد الف ثانی کا دو قومی نظریہ" کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

۷۔ سندھ میڈیکل کالج، کراچی کے ڈاکٹر محمد انصار نے "مکتوبات امام ربانی کی اہمیت" پر مقالہ پیش کیا۔

۸۔ گورنمنٹ پاکستان کالج، خیرپور کے پرنسپل پروفیسر حافظ سید مقصود علی صاحب کا مقالہ جناب محمد اطہر باڑی نے پیش کیا اس کا موضوع تھا "حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا عقیدۂ توحید"

۹۔ ایس۔اے۔ایل گورنمنٹ کالج، میرپور خاص کے صدر شعبہ علوم اسلامیہ پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی نے "حضرت مجدد الف ثانی کے انداز تعلیم و تبلیغ اور اس کے اثرات و نتائج" کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

اس کے علاوہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے خطوط، ای میل اور فیکس کے ذریعے کانفرنس کے موقع پر پیغامات موصول ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ کوئٹہ کے خانقاہ شاہ ابوالخیر مجددی کے سجادہ نشین حضرت ابو حفص عمر المجددی مدظلہ العالی کا پیغام علامہ محمد ذاکر اللہ نے پڑھ کر سنایا۔

۲۔ حیدر آباد سندھ کے پبلک اسکول کے پرنسپل ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو کا پیغام پروفیسر ڈاکٹر محمد مجید اللہ

Marfat.com

قادری نے پڑھ کر سنایا۔

۳۔ شیخ الحدیث دار العلوم سلطانیہ، جہلم مفتی محمد علیم الدین کا پیغام ڈاکٹر علی سرفراز مسعودی نے پڑھ کر سنایا۔

۴۔ نبیرۂ مفتی اعظم شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب کا پیغام ڈاکٹر صفی الدین مسعودی نے پڑھ کر سنایا۔

۵۔ سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کا پیغام نوٹنگم (انگلستان) سے موصول ہوا جو جاوید اقبال مظہری نے پڑھ کر سنایا۔

خطبۂ صدارت سے پہلے حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب نے مقالہ نگار حضرات کو سرٹیفکیٹ پیش کیے۔

آخر میں کانفرنس کے صدر حضرت پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی نے خطبۂ صدارت پیش کیا۔

کانفرنس کے موقع پر درج ذیل کتابیں مہمانوں میں تقسیم کی گئیں

۱۔ مقدمہ تجلیات امام ربانی ۲۔ ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی (مولانا جاوید اقبال مظہری)

۳۔ ارشاداتِ طیبات (مظہر مسعود، طٰہٰ مسعودی) ۴۔ جانشین مسعود ملت (محمد عبدالستار طاہر)

خطبہ صدارت کے بعد بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد نماز عشاء ہوئی اور پھر لنگر شریف ہوا۔

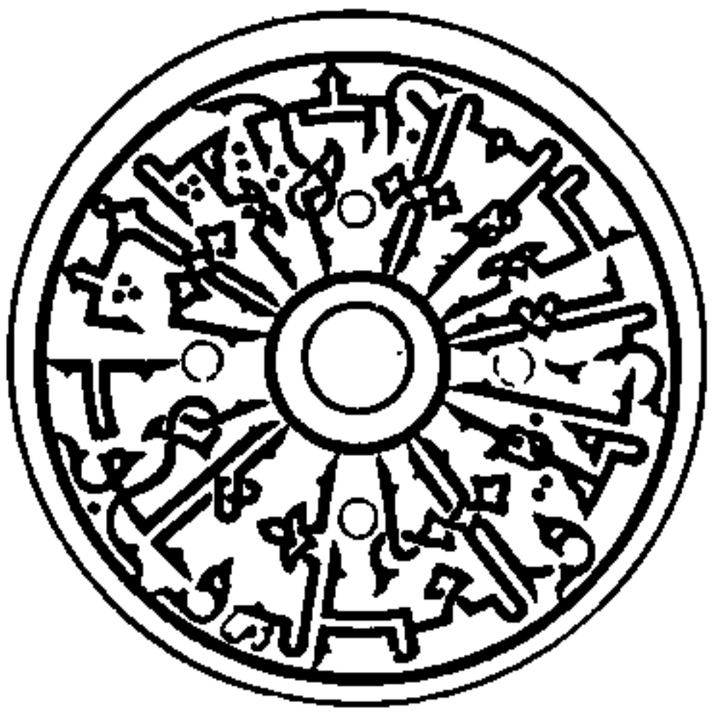

محصن اللہ الرائد والعدل والمجرد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

خاک پاک سرہند

از

حضرت مولانا سید منظور احمد مکان شریفی
نبیرۂ حضرت سید امام علی شاہ، مکان شریفی
(ساہیوال۔پاکستان)

ظلمت ہند میں سرہند ہے آب حیواں
جس سے سیراب ہے ہر تشنۂ جذب و عرفاں

مطلعِ صبح ہدیٰ، مطرح انوار قدم
ذرّے ذرّے پہ ہے یاں پر تو مہر رخشاں

دیں کی تجدید کو اسی خاک سے ہے نسبتِ خاص
اس کے ہر گوشے میں ہے وادیٔ ایمن کا نشاں

یاں جو پہنچے تو ہوئی سیر الی اللہ تمام
صورت رابطہ ہے پیکرِ روح ایماں

انجمن میں یہاں خلوت ہے میسر ہر دم
دل ہے معمور یہاں حب نبی سے ہر آں

Marfat.com

ارضِ طیبہ سے ہوئی اس کو عطا طینتِ پاک
حضرت شیخ مجدد ہیں یہاں مشک فشاں

قطب ارشاد و ملاذِ ہمہ ارباب صفا
غوث ابرار و امام بدلائے دوراں

ناصر ملت بیضاء و نقیبِ اسلام
حامیٔ دینِ متین، ماحی کفر و طغیاں

جس کا سر سطوتِ شاہانہ کے آگے نہ جھکا
جس کا در باب سخا، معدنِ دُرِ ایقاں

فقر کو جس نے دیا کوکبۂ فخر شہی
معنیٔ ذکر خفی جس نے کیے دل پہ عیاں

پاسِ انفاس کو دی جس نے حیاتِ جاوید
جس نے کی نام محمد ﷺ پہ فدا اپنی جاں

گلشنِ دیدۂ مہجور ہے یہ خطۂ پاک
اس کا ہر خار ہے گل دستہ باغ رضواں

جمعہ ۱۹ر اگست بوقت صبح صادق

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلدستہ عقیدت

بوقت حضوری درگاہِ عالیہ اعلیٰ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ
بتقریب سعید عرس مبارک منعقدہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۹ فروری ۱۹۷۶ء بروز اتوار

سرمہ ہے مری آنکھ کا یہ خاکِ گہر بار — خوابیدہ ہے اس خاک میں وہ بندہ بیدار
وہ دہر میں آئینِ شریعت کا طلب گار — عالم میں ہوا شانِ مجدد کا سزاوار
پروانہ کہ تھا شمع محمد کا پرستار

ظلمت کدۂ کفر میں ایمان کا مینار، — وہ عالمِ ادراک میں اللہ کی تلوار
وہ صاحبِ دل، صاحبِ دیں صاحب اسرار — اس قافلۂ شوق کا ہے قافلہ سالار
وہ آیۂ صدیق و عمر ملیۂ کرار

آسودہ ہے اس خاک میں وہ مردِ مسلماں — "گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہاں"
وہ عامل و وہ حامل و سوہ حاصل قرآں — وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار،

باطل کو کہاں تاب ہے تکبیر کے آگے — ظلمت بھی کوئی چیز ہے تنویر کے آگے
آزاد منش قیدکی زنجیر کے آگے — گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
وہ عصمتِ آئینِ پیمبر کا نگہ دار،

اس خاک میں ہے نکہتِ گلزار مدینہ — اس خاک سے بھی نکلا ہے زمزم کا خزینہ
اُترا تھا یہاں کعبۂ اقدس کا سفینہ — سرہند بھی ہے خاتمِ ہستی کا نگینہ
یہ "خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار"

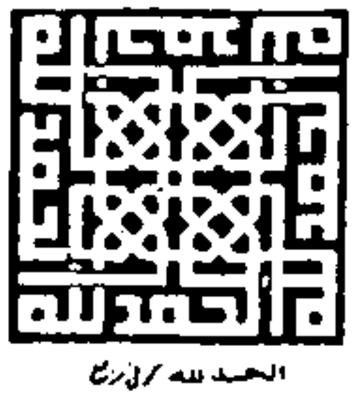

Marfat.com

(۲۰)

پیغام

علامہ مفتی محمد مکرم احمد

شاہی امام و خطیب مسجد جامع فتح پوری، دہلی (بھارت)

فضیلت مآب سربراہ ادارۂ مجدد الف ثانی، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

سلام مسنون۔

یہ معلوم ہو کر بے حد مسرت ہوئی کہ ادارۂ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (کراچی) ۱۳ مئی ۲۰۰۱ کو ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔ یقیناً حضرت کی مقدس شخصیت کے بارے میں جتنی بھی کانفرنسیں منعقد کی جائیں کم ہیں۔ آپ کی دینی اور روحانی خدمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ کانفرنس سے عام کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ اجلاس میں وہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جن کا تعلق بزرگوں سے براہ راست نہیں ہوتا لیکن ہم علماء لا یشقی جلیسھم کا مصداق ہوتے ہیں۔ آپ کی خدمات جلیلہ کی جتنی بھی ستائش کی جائے کم ہے۔ میں اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ احقر کو بھی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

والسلام

احقر محمد مکرم احمد غفرلہ

السلام قبل الکلام

Marfat.com

پیغام

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی،
سابق صدر شعبۂ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (برمنگھم۔انگلستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

خدمت گرامی محترم ومکرم جناب صدر، ادارۂ معارف مجدد الف ثانی کراچی

محترمی! زید مجدلم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

یہ امر باعث صد مسرت وافتخار ہے کہ ادارہ معارف مجدد الف ثانیؒ کے زیرِ اہتمام کراچی میں ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء کو ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ میں جملہ اراکین ادارہ بالخصوص محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کو ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کرم سے ادارے کو عظیم ملی خدمات کا فریضہ بطریق احسن انجام دینے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین۔

حکیم الامت نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بجا طور پر فرمایا ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

علامہ اقبالؒ نے اس ایک شعر میں عہد اکبری اور عہدِ جہانگیری کی پوری تاریخ کو اجمالی طور پر سمو دیا ہے اور اس اضطراب وانتشار اور اُن خطرات وحوادث کی طرف لطیف اشارہ کیا ہے جو اس وقت

Marfat.com

ویدک دھرم اور برہمن راج کا چراغ روشن کرنے کی ہنود کی سازش کی بنا پر ملت اسلامیہ کو درپیش تھے اور ''سرمایہ ملت'' غیر محفوظ ہو گیا تھا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے تجدید واحیائے اسلام کا علم بلند کر کے سرمایہ ملت کی نگہبانی کا واقعی حق ادا کیا۔

انہوں نے ''ملت ماجداگانہ است'' کا نعرہ لگا کر ملی تشخص کو اُبھارا جس سے دو قومی نظریے کو جلا ملی جو ظہور پاکستان پر منتج ہوا۔ آپؒ نے تصوف کو جس میں عجمی رنگ پیدا ہو چکا تھا اپنے اصل اسلامی روپ میں نکھار کر پیش کیا اور فرمایا کہ ''طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند'' آپؒ نے نبوت کے بارے میں پیدا کیے گئے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا اور شاہکار تصنیف ''اثباتؒ النبوۃ'' کو تحریر فرمایا۔ آپؒ نے سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ آپ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اسلامی نظام کو از سر نو منظم کرنے کے لیے امرا۔ رؤسا، حکام، سپہ سالار، مجاہدین، عُلما و مشائخ کو تبلیغی خطوط لکھے۔ شہنشاہ وقت کو بیش قیمت مشورے دیے۔ آپ نے تبلیغی وفود کو اندرون ملک اور بیرون ملک بھجوایا آپ کی مساعی جمیلہ سے شعائر اسلامی کا شعور و ادراک از سر نو ابھرا اور آپؒ کی تعلیمات کے دُور رس اثرات اطراف واکناف عالم میں پھیلے اور آنے والے معاشروں پر گہرے اثرات مرتب کیے اور مکتوبات مجدد کا تو کیا کہنا۔

ہر لفظ کمالات و معارف کا ہے شہکار

وقت کا تقاضا ہے کہ تعلیمات مجددؒ کو عام کر کے حبِ رسولؐ اور اتباع رسولؐ کے جذبے کو اُبھارا جائے اور مسلمانوں میں بیداری کی لہر اور ولولہ تازہ پیدا کیا جائے۔ بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین) بجاسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقط والسلام مع الاکرام۔ احقر العباد تسلیم صدیقی عفی عنہ

۸ مارچ ۲۰۰۱

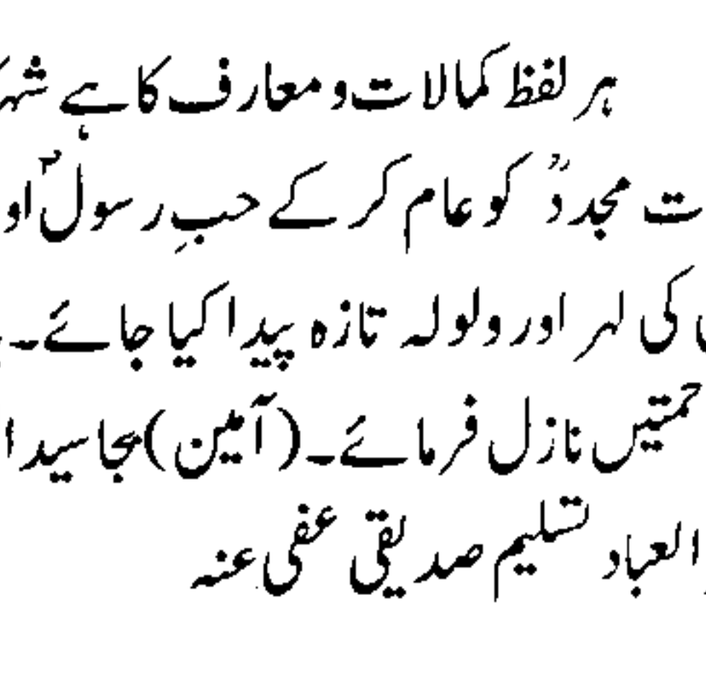

86432

Marfat.com

پیغام

حضرت ابو حفص عمر المجددی

سجادہ نشین

خانقاہ شاہ ابو الخیر، کوئٹہ (بلوچستان۔پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرات کرام! عالی قدر داعیان کانفرنس بیاد حضرت امام ربانی قدس سرہ الاقدس۔ قبل اللہ مساعیکم الجمیلہ مدظلہ الکم العالیہ اسلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

دعوت نامہ دربارہ شرکت محفل مبارک موصول ہوا۔ بندہ عاجز کچھ عرصے سے علیل ہے اور مسافت بعید ورنہ بصد نیازمندی سعادت دارین سمجھ کر حاضر ہوتا۔ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمتہ ایسی محافل مبارکہ پر موارد فیضان الٰہی ہوا کریں اور پھر ذکر حضرات امام ربانی لایحبہ الّا مومن تقی ولا یبغضہ الافاجر شقی

یہی گروہ محبوبان خدا اور نائبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو فرمایا گیا ''اذا رؤا ذکر اللہ'' اور ''بہم الجلساء لا یشقی بہم جلیسہم ای یسعد من جالسہم بسببہم لو مرۃ''

اور حضرت کی ذات گرامی تو ارباص اور صلہ بین الفئتین ہے۔ نکتہائے علم کلام ہوں یا علم عقائد و علم توحید عقدات فقیہ ہوں یا غوامض درر معرفت تو مکتوبات قدسی آیات سے ہی سیرابی میسر ہو سکتی ہے۔ زبہر منفعت تریاق فاروق فرمان است فتقرب الی اللہ بالرجل الصالح

معمولی بے اعتدالی بھی دربارہ شریعت مطہرہ و طریقت علیہ مزاج پر گراں ''رگ فاروقیم در حرکت آمد''

Marfat.com

داشت ز فاروق نسب معتبر
بود بہ سر ہند او را مستقر
پاک بدن پاک سخن راست گو
راستیش گفتہ کہ او راست گو است

اور اصلاح ایسی مبارک کہ محرومی در طیقہ مانیست

ز جروہ زمرہ جدل است او
وارث آن در عدل است او

اور ایسی اصلاح کہ فاجعلها صلاة وزكاة وقربة تقر به بها اليك يوم القيامة ہو جاوے علاج ظاہر ہو یا باطن ایسے بندے کے پاس ہو جو فرمایا گیا من عباد نا ۔ حمته من عندنا و علمنامن لدنا علما۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا مکتوب ۱۵۷ بنام حکیم عبدالوہاب ایک عجیب مبارک پیغام ہم سب کے لیے ہے۔

"سعادت آثار آنچہ بر ما و شما لازم است تصحیح عقائید بمقتضائی کتاب و سنت بر نہجیکہ علماء حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم از کتاب و سنت آن عقائد را فہمیدہ اند واز آنجا اخذ کردہ چہ فہمیدن ما شما از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام ایں بزرگواراں نباشد زیرا کہ ہر مبتدع وضال احکام ہائے باطلہ خود را از کتاب و سنت می فہمد واز آنجا اخذ می نماید والحال انه لا يغنى من الحق شياء وثانیا علم باحکام شرعیہ است از حلال و حرام و فرض و واجب وثالثا عمل بمقتضای ایں علم است ورابعا طریق تصفیہ و تزکیہ کہ مخصوص بصوفیہ کرام است قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرار ہم پس تا تصحیح عقائد ننمایند علم باحکم شرعیہ نافدہ نمیدید و تا ایں دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید و تا ایں ہر سہ میسر نگردند حصول ترکیب تصفیہ و تزکیہ محال است بعد ازیں چہار رکن باقیات، کلمات اینہا کالستہ مکملة للغرض ہر چہ ہست از فضول است وداخل دائرہ لا يعنى و من حسن اسلام المر تركه مالا يعنيه و اشتغاله بما يعنيه والسلام على من اتبع الهدى و التزم متابعة المصطفىٰ عليه واله الصلوات التحيات

آپ کا یہ مبارک منور پیغام حرز جان ہے، شافی کافی وکلام شہان است شاہ کلام

زیر یک نقطۂ ش چوان نافہ تر
نسیم وصل جاناں می زند سر

Marfat.com

وَلے آن کز برودت در ز کام است
چہ داند نافۂ ش گر در مشام است

جناب قبلہ سیدی الوالد صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز شیخ ازہر حضرت احمد الظوہری قدس سرہ آئے اور مکتوبات شریف کی تعریب پڑھی ور فرمایا سبحان اللہ حضرت امام ربانی کا مقام تو سمجھ سے بالا ہے لیکن آپ کی تربیت سے کتنے مبارک افراد مقامات عالیہ پر فائز ہوئے جو مکتوبات شریفہ میں مخاطب ہیں اور کیا سماہوتا ہوگا جب یہ بدر کامل ان ستاروں میں جلوہ افروز ہوتا ہوگا۔

حق تعالیٰ آپ صاحبان کی سعی قبول فرمائے اس عاجز کو دعا خیر میں یاد رکھیں و الحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علے حبیبہ وعلی والہ اوصحبیہ ابداً سرمداً

احقر البشر ابو حفص عمر المجددی
خانقاہ شاہ ابو الخیر پیر ابو الخیر روڈ کوئٹہ

Marfat.com

پیغام

علامہ محمد علیم الدین نقشبندی،

شیخ الحدیث دار العلوم سلطانیہ، جہلم (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسول اکریم

گرامی منزلت حضرت آغا صاحب زیدہ عنایتہٗ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اس فرحت افزاء خبر سے دل کو مسرت ہوئی کہ آپ کا موقر ادارہ، ادارہ مسعودیہ کے تعاون و اشتراک سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی یاد میں ایک شاندار کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی کرم سے اسے آپ اور دیگر تمام اراکین کے حسب دل خواہ کامیاب فرمائے۔ دنیا و آخرت میں اس کے ثمرات بیش از بیش نصیب فرمائے۔ اس جذبہ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ تازہ رکھے۔

حضرت غوث صمدانی، قیوم زمانی، مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ علمائے ربانیین، اولیائے کاملین، عرفائے راسخین، زاہدین، عابدین، متقین، واصلین، مبلغین، مجاہدین، مجددین، مصلحین اور محسنین میں نہایت اعلیٰ و ارفع شان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حساب ظاہری اور باطنی انعامات سے سرفراز فرما رکھا ہے۔ قیومیت کی خلعت زیبا آپ کے قدو قامت پر سجی اور دوسرے ہزار سال کی تجدید کا نورانی تاج آپ کے سر مبارک کی زینت بنا۔

مخدوما! یہ حقیقت ہے کہ اہل اسلام کی اجتماعی اور انفرادی، دینی اور روحانی مشکلات کا حل حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ اور دیگر تصانیف مبارکہ میں موجود ہے۔ یہ مشکلات دورِ حاضر کی ہوں یا مستقبل میں رونما ہونے والی ہوں۔ مکتوبات مبارکہ کے تین دفتر اور دیگر تصانیف آپ کے اصلاحی، تبلیغی اور تجدیدی جہاد کی ولولہ انگیز دستاویز ہیں۔ یہ ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دورِ حاضر میں اسلام اور اہل اسلام کا درد رکھنے والے حضرات اس کی طرف

Marfat.com

توجہ دیں۔ آپ کی تعلیمات کو حرز جان بنائیں، ورد دوسروں کی توجہات اس کی طرف مبذول کرائیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اس عظیم ذخیرہ کو دور حاضر کے اذہان کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اس قدر عام فہم انداز میں عام کرنے کی ضرورت ہے کہ امت کے ہر فرد کی رسائی اس تک آسانی سے ممکن ہو۔ اس کام کی انجام دہی کے لیے مسلسل اور منظم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ملت اسلامیہ کے ہر خیر خواہ اور حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہر عقیدت مند کو اس میں اپنی بساط کے مطابق حصہ لینا چاہئے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

احقر محمد علیم الدین عفی عنہ

دارالعلوم سلطانیہ، کالا دیو، جہلم

۱۸ اپریل ۲۰۰۱ء

بخدمت گرامی حضرت پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی مدظلہ العالی

صدر ادارہ معارف مجدد الف ثانی کراچی

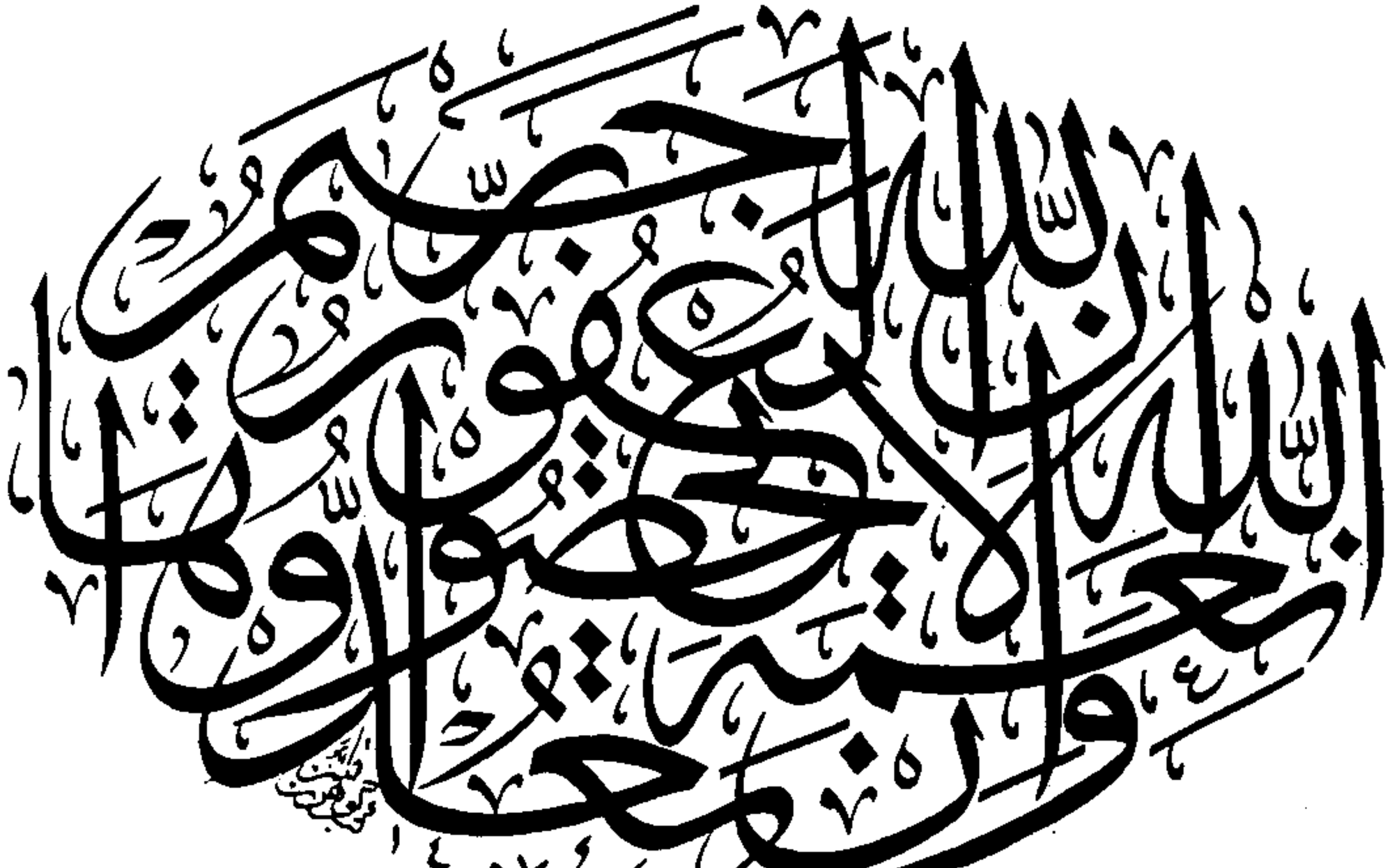

Marfat.com

پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو
پرنسپل اسکول، حیدر آباد سندھ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ادارۂ معارف مجدد الف ثانی کراچی کی کاوش قابلِ تحسین ہے جس نے ادارۂ مسعودیہ کراچی کے تعاون سے ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء کو کراچی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ اس قسم کی کانفرنس میں مشاہیر اسلام کی فکری و مذہبی، سیاسی اور تہذیبی کارناموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جس سے عصرِ حاضر کے مسلمانوں میں رائج گمراہیوں کی اصلاح، تصوف کی تجدید اور دشمنان اسلام کی ناپاک فکری یلغار کے تدارک کی کوششیں بھی ہوتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ میں اپنے دور کی بین الاقوامی شخصیت کے حامل سمجھے جاتے تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آپ نے اپنا معیارِ زندگی بنایا اور اپنی ساری زندگی اقامتِ دین، تزکیہ نفس علم و حکمت اور رضائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حصول میں گزار دی۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔ 'من خدارا ازاں پرستش می کنم کہ ربِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) است۔' ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ ''جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بشریت کے حوالے سے مانا، اس نے مانتے ہوئے بھی نہ مانا اور جس نے آپؐ کو رسالت کے حوالے سے مانا بیشک اس نے آپؐ کو مانا۔'' ایک روز آپ نے میرے آقا و مولیٰ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت فرمائی، اسی روز اہلِ خانہ کو جشن منانے اور ہر قسم کے کھانے پکانے کا امر کیا۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی کا سب سے اہم اور

Marfat.com

دلچسپ باب ان کی اصلاحی اور تجدیدی تحریک کے متعلق ہے جس کی وجہ سے برصغیر کی تاریخ کا رُخ تبدیل ہو گیا۔ یہ آپ ہی کی تجدیدی تحریک کی برکات تھیں کہ ہندو راجپوتوں اور دشمنان اسلام کی سازشوں کو ختم کر کے اورنگ زیب جیسے متقی اور خداترس حکمراں پیدا کیے۔

مسلمانان پاکستان آج یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنی معاشرت کو اسلامی خطوط پر لائیں اور یہ کوششیں انفرادی، اجتماعی، سرکاری اور غیر سرکاری ہر طرح سے ہو رہی ہیں۔ پاکستان کے اہل علم و دانش اور شریعت مطہرہ کے ماہرین مختلف انداز سے اس ضمن میں کوشاں ہیں۔ امام ربانی کانفرنس بھی اس سلسلے کی ایک کوشش ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس کانفرنس سے ایسا استفادہ کریں کہ اس کی کامیابی کی شہادت ہماری تاریخ کے صفحات میں لکھی جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ الحاد اکبری کو ختم کرنے کے لیے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے احیائے اسلام کی جو کوششیں شروع کیں وہ بار آور ہوئیں اور اس عظیم کامیابی کی وجہ سے آپ کو مجدد الف ثانی کا لقب عطا کیا گیا۔ ہمیں امید ہے کہ اس کانفرنس میں علمائے کرام مجددی تحریک کا تجزیہ کر کے یہ بتائیں گے کہ اس تحریک کے خدوخال کیا تھے اور کس طرح اس تحریک نے مادّی فوائد اور دنیاوی مفادات کو چھوڑ کر خالص دینی مقصتوں کے لیے کام کیا۔ علمائے کرام کے مقالے ایک خصوصی نمبر میں شائع کیے جائیں تاکہ نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی کی عظمت، شخصیت اور خدمات کو اہل پاکستان تک پہنچایا جائے، بلکہ ان کے دلوں میں احیاء دین کا جذبہ بھی پیدا کر دیا جائے اور سلوک کی راہ میں ان کی رہنمائی بھی کی جائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین رحمتہ للعالمین علیہ و علی آلہ وسلم۔

احقر

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو

پرنسپل

پبلک اسکول حیدر آباد سندھ، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر

Marfat.com

خطبہ استقبالیہ

از مفتی محمد جان نعیمی
نائب صدر ادارۂ معارف مجدد الف ثانی، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

صدر محترم و مہمانانِ گرامی، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ تمام سلاسل طریقت میں نہایت ممتاز ہے، مولانا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ع

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند

یعنی سارے بہادران اسلام اس سلسلے سے وابستہ ہیں۔
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے پاک وہند اور بیرونی دنیا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو وہ فروغ دیا جس کی مثال نہیں ملتی۔
خواجہ عبدالواحد وحدت نے سچ کہا۔

ہندوستان گرچہ دارد مقام
بالائے ہفتم فلک ماندہ گام

آپ ساری دنیا میں مشہور و معروف ہیں بلکہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی حضرات اولیائے اللہ نے آپ کی آمد کی خوشخبریاں دینی شروع کردی تھیں۔ چنانچہ آپ کی ولادت سے ایک سو برس پہلے شیخ عبداللہ قطب علیہ الرحمہ نے نویں صدی ہجری میں فرمایا:

"گیارہویں صدی میں جو مجدد ظاہر ہوگا، دسویں صدی میں اس کی ولادت ہوگی اس کی شان عجیب و غریب ہوگی۔"

(مکتوبات عبداللہ قطب مکتوب ۷ ۸۸ء)

Marfat.com

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ آپ کے بعد آپ جیسا انسان کامل پیدا نہیں ہوا۔ واقعی آپ کے حالات، واقعات اور واردات عجیب و غریب ہی ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ناسازگار حالات کے باوجود عقائد و اہلسنت والجماعت کی حفاظت اور ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے قول و عمل شریعت و طریقت کو یکجا کیا اور ہندوؤں کے زیر اثر مسلم معاشرے میں جو بدعات پیدا ہو گئی تھیں ان کو مٹایا، دو قومی نظریہ کا احیاء کر کے ملت اسلامیہ کے تشخص کو مستحکم کیا۔ بیشک آپ ؎

ماحی بدعت و ضلالت بود
سلسلۂ اش تا بہ قیامت بود

آپ کا پیغام انقلاب آفریں اور مقبول و ہمہ گیر ہے۔ آپ کی تحریک سے ملت اسلامیہ کو نئی زندگی ملی۔ محمد سلیم جان سلیم مجددی علیہ الرحمہ نے سچ کہا تھا ؎

دہر را مژدہ کہ وضع دگرے پیدا شد
ز شب تار، مبارک سحرے پیدا شد

یعنی دنیا کو خوشخبری ہو کہ نیا انقلاب آگیا۔ رات کی تاریکی سے مبارک صبح نمودار ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے دانائی و حکمت، سنجیدگی و متانت اور صبر و تحمل سے اسلامی انقلاب برپا کیا۔ دورِ اکبری اور دورِ جہاں گیری میں حکومت کے خلاف نہ کوئی احتجاج، نہ جلسہ نہ جلوس بلکہ آپ نے یہ کوشش کی کہ اسلامی تعلیمات سے بادشاہ وقت اور وزراء اور فوجی کمانڈروں کو آگاہ کیا جائے اور اس آگاہی سے ایک انقلاب برپا کیا جائے۔ آپ کی یہ مسلسل کوشش حیرت انگیز طور پر کامیاب ہوئی۔ اس وقت ضرورت ہے کہ علماء و مشائخ کرام حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے محض دین کی خاطر خلوص و للّٰہیت سے اعیان مملکت کے قریب جا کر اسلام کی حقیقت اور حقانیت سے ان کو آگاہ کریں اور اسلام کی عظمت ان کے دلوں پر بٹھائیں۔ باخبر افراد کی حکومت خود بخود انقلاب آفریں ہو گی، انشاء اللہ! اس میں کسی کے لیے کوئی پریشانی نہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے پیغام میں گرمی و حرارت ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا تھا ؎

جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

یعنی جس کے پیغام میں مجاہدین اسلام کے لیے زندگی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان ہی نقشبندی مجددی مجاہدین نے روس، بوسنیا، چیچنیا، افغانستان اور کشمیر وغیرہ میں آزادی کے لیے عظیم کردار ادا کیا بلکہ دنیا کی عظیم قوت روس کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ اور افغانستان کی قسمت بدل دی۔ (یہ

Marfat.com

عجائبات عالم میں ایک عجوبہ ہے) اس وقت پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں، نقشبندی مجددی مجاہدین کا خون گرم اس میں شامل ہے۔

اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس وقت مسلمانوں کو جو پیغام متحد کر سکتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی کا پیغام، اور طریقہ کار اور آپ کی تعلیمات ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو متحد فرمایا اور اہل سنت والجماعت کو زندگی عطا فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہولی نے آپ کو معیار حق بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

وقد بلغ امره الى ان لا تحبه الا مومن تقى
ولا يبغضه الا فاجر شقى (مکہ مکرمہ ۱۳۰۰ھ، ص ۳۰)

اس وقت اہل سنت والجماعت کو زندگی دی اور وہ لوگ جو خود کو اہل سنت والجماعت میں سے سمجھتے ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو اپنا پیشوا اور رہنما مانتے ہیں، کسی کو کوئی اختلاف نہیں اس لیے ضروری ہے کہ آپ کی تعلیمات کو عام کیا جائے تاکہ مسلمان متحدہ و متفق ہوں۔ اتحاد بین المسلمین وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے کئی سال قبل ادارۂ معارف مجدد الف ثانی، کراچی کا قیام عمل میں آیا تھا لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ ایک تحقیقی کتاب مجدد ہزارہ دوم، (۱۹۹۷، کراچی)، ادارہ مسعودیہ، کراچی کے تعاون سے شائع ہو کر بہت مقبول ہوئی۔ دور جدید کے ملی تقاضوں کے تحت ادارۂ مسعودیہ کے فعال تعاون سے یہ کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے، ہم ادارۂ مسعودیہ کے عہدے داران، ممبران اور کارکنوں کے تہہ دل سے ممنون ہیں اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے تعاون کے بھی شکر گزار ہیں۔ اُن علماء و مشائخ کرام اور مقالات پیش کرنے والے دانشوروں کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے خلوص سے مقلات لکھے جن کے خلاصے آپ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ ہم ان مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جو سندھ کے دور دراز علاقوں اور پنجاب سے یہاں تشریف لائے۔ ہم اُن علماء اور دانشوروں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے پاکستان، ہندوستان، انگلستان، امریکہ، کینیڈا، سعودی عرب اور ملائشیا، وغیرہ سے اپنے اپنے پیغامات بھیج کر ہماری ہمت افزائی کی۔

اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آیندہ کے لیے کوئی لائحہ عمل پیش کیا جائے۔ اس سلسلے میں دارالعلوم سلطانیہ کے شیخ الحدیث محمد علیم الدین نقشبندی مجددی کے اس پیغام سے اقتباس پیش کروں گا جو انہوں نے ادارہ معارف مجدد الف ثانی کے صدر حضرت پیر فضل

Marfat.com

الرحمٰن آغا کی خدمت میں ارسال فرمایا۔

حضرت شیخ الحدیث اپنے پیغام میں فرماتے ہیں۔

"مکتوبات مبارکہ کے تین دفتر اور دیگر تصانیف آپ کے اصلاحی، تبلیغی، اور تجدیدی جہاد کی ولولہ انگیز دستاویز ہیں۔ یہ ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دورِ حاضر میں اسلام اور اہل اسلام کا درد رکھنے والے حضرات اس کی طرف توجہ دیں، آپ کی تعلیمات کو حرزِ جاں بنائیں اور دوسروں کی توجہات اس طرف مبذول کرائیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اس عظیم ذخیرہ کو دورِ حاضر کے اذہان کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اس قدر عام فہم انداز میں عام کرنے کی ضرورت ہے کہ امت کے ہر فرد کی رسائی اس تک آسانی سے ممکن ہو۔"

(مورخہ ۱۸ اپریل ۲۰۰۱ء۔ از جہلم)

آخر میں ہم علماء کرام اور دانشوروں سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان تجاویز پر غور و فکر کر کے ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے اور ہم کو اپنے مفید مشوروں سے نوازیں گے۔ آخر میں پھر کراچی اور بیرونی کراچی سے آنے والے محترم مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی شرکت سے ہماری ہمت افزائی فرمائی۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
اور عقیدۂ توحید

پروفیسر حافظ سید مقصود علی
سابق پرنسپل، گورنمنٹ پاکستان کالج، خیرپور میرس (سندھ)

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ کا مقام عظمت و فضیلت:

بعض ہستیاں ایسی ہیں جو محتاجِ تعارف نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ذکر کرنے والا خود قابلِ تعارف بن جاتا ہے۔ ان کی مقدس زندگیاں رُوح پرور تصورات، ایمان افروز خیالات، بلند افکار و اعمال سبق آموز بھی ہوتے ہیں اور سبق آمیز بھی۔ ان کی پاک زندگیوں میں ہدایت کا وہ نور ملتا ہے جس کے فیض سے زندگی کی راہیں روشن اور کامیابی و کامرانی کی منزل قریب تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ خدا کے ہوتے ہیں اور خدا ان کا ہوتا ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ کے اپنے معبود پر پختہ یقین اور اعمالِ صالحہ کی بدولت ربِ کریم اپنے بندوں کے دل ان کی طرف جھکا دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ان الذین آمنو.....ود (مریم) ترجمہ۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے محبت پیدا فرمادے گا۔ ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی میں آفتابِ ولایت، رہبرِ شریعت، پیر طریقت، مجدد ملت، اسلامی تعلیمات اور شعائر اسلام کے محافظ،

Marfat.com

فکری گمراہیوں اور عملی خرابیوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں علم و عرفان کا روشن چراغ جس کی روشنی سے ظلمت شب ختم ہوئی اور رشد و ہدایت کا وہ سورج طلوع ہوا آج کی کرنوں سے گمراہوں کو ہدایت اور بھٹکے ہوؤں کو قرب رب اور اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت ملی۔ جس کی تعلیمات اور لائے ہوئے انقلاب کے اثرات بر صغیر پاک و ہند سے نکل کر مغرب میں افغانستان، وسط ایشیا، سلطنتِ عثمانیہ اور مشرق میں ملایا اور انڈونیشیا تک پھیل گئے اور آج تک باقی ہیں۔ یہ مقدس، پاک باز اور بابرکت ذات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی ہے جن کے بارے میں آپ کے مرشد کامل حضرت باقی باللہ رحمہ نے ایک موقع پر فرمایا۔ شیخ احمد سرہندی ایسا چراغ ہیں جن سے ایک جہان روشن ہوگا۔

شیخ محمد اکرام رودِ کوثر میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ ”حضرت امام ربانی رحمہ کی احیائے اسلام کی مجاہدانہ کوششوں سے بر صغیر پاک و ہند میں اسلام کو نئی زندگی و توانائی ملی۔ ان کی اصلاحی تحریک ہماری ملی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔“ اس محبوب حق اور محسن ملت کے اُمت پر جو احسانات ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ فرماتے ہیں۔ ”حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اس دور کے قطب ارشاد ہیں آپ کے ہاتھوں پر بہت سے گمراہ اور بدعتی تائب ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ کی تعظیم حق سبحانہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور آپ کے انعامات و برکات کا شکریہ رب کریم کے انعامات کا شکریہ ہے۔ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں اگر حضرت مجدد رحمہ کی الحاد و ارتداد کے اکبری دور میں عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں نہ مدارس دینیہ میں قرآن و حدیث، فقہ اور باقی علوم دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین اور ذاکرین اللہ اللہ کے روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔ ان سب کی گردنیں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ کے احسان سے جھکی ہوئی ہیں۔

علامہ اقبال رحمہ حضرت مجدد رحمتہ کو بر صغیر کے مسلمانوں کے روحانی محافظ اور ایسی شخصیت قرار دیتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اکبری الحاد و بدعتوں اور گمراہیوں کے خطرات سے خبردار کر دیا تھا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔ اس محسن اسلام نے اسلام کی کشتی کو غرق ہونے سے بچالیا۔ جب چاروں طرف سے طوفانی ہوائیں اس کے خلاف چل رہی تھیں۔ یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میں اور آپ آج مسلمان ہیں (سیرۃ مجدد الف ثانی رحمتہ ڈاکٹر محمد مسعود صاحب ص ۱۳)

Marfat.com

حضرت امام ربانی کے اقدامات :

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ کے افکار و نظریات نے معاشرہ میں تدریجی انقلاب کا راستہ ہموار کیا اس راستے میں بے شمار مصائب و تکالیف بے شمار مشکلات اور شدید رکاوٹیں ضرور آئیں لیکن آپ نے ہمت و جرأت اور پختہ عزم و استقلال کے ساتھ اس جدوجہد کو ہر حال میں جاری رکھا۔ مفسدانہ خیالات اور گمراہ کن رجحانات۔ باطل نظریات کی اصلاح کی طرف پوری توجہ فرمائی۔ مذہبی اور سیاسی بہتری کے لیے اقدامات کیے۔ اپنے فصیح و بلیغ مکاتیب کے ذریعے جو بڑی قوت اور اثر پزیری کے حامل تھے بادشاہ وزراء اراکین سلطنت کو شریعت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف راغب کیا۔ احکامِ خداوندی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے پوری زندگی وقف کردی۔ شیخ ابن العربی کے فلسفۂ وحدۃ الوجود کا سختی سے رد کیا اور وحدۃ الشہود کا نظریہ پیش کیا جس میں شریعت و طریقت کی مکمل ہم آہنگی پر زور دیا۔ آپ کا ایک اور اہم کارنامہ یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیان حدیں واضح کیں جو شخص بھی آپ کی تصانیف مکتوبات شریف اور نامساعد حالات کا غیر جانب داری کے ساتھ مطالعہ کرے گا وہ اس مرد حق کی بزرگی علم و فضل ذہانت و راست بازی جرأت و ہمت حق شناسی و حق گوئی کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

فیضانِ صحبت :

ان خوبیوں اور کمالات کے ساتھ عظمت و بلندی اور مجدد ہونے کے جس عظیم مقام پر آج تک آپ فائز ہیں اور آپ کا فیض اب بھی جاری ہے۔ اس میں آپ کے مرشد کامل عارف باللہ آفتاب ولایت حضرت باقی باللہ کی نظر کیمیا اثر روحانی تربیت اور دیگر بزرگانِ دین کی توجہ کے اثرات نمایاں ہیں۔ حضرت باقی باللہ رحمہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں شیخ احمد سرھندی رحمہ کثیر العلم اور قوی العمل ہیں۔ چند روز اس فقیر کی صحبت میں رہے ان کے احوال میں فقیر نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔ آپ نے ایک مرید سے فرمایا شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں تارے گم ہیں ان جیسا کامل فرد اولیا میں خال خال نظر آتا ہے۔ صحبت کے فیوضات و برکات کے بارے میں حضرت امام ربانی رحمہ کا ارشاد ہے۔ ”دیندار اور نیک لوگوں سے تعلق رکھو جسم کی نسبت دل کو زندہ رکھنا زیادہ افضل ہے۔ سخت ریاضت و مجاہدات سے وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جو بزرگوں کی صحبت

Marfat.com

سے مل جاتے ہیں۔"

عقائد واعمال کی اصلاح کی کوششیں :

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ نے جن دنوں رشد وہدایت اور اسلامی معاشرہ سے غیر اسلامی عقائد و نظریات و مشرکانہ رسوم کے خاتمے کی کوشش شروع کی اس وقت مذہبی سیاسی اور معاشرتی حالات ابتری کا شکار تھے۔ حقیقت میں مسلمانوں کے لیے یہ ابتلاء و آزمائش کا دور تھا۔ بے دینی اور بے راہ روی نقطۂ عروج پر تھی۔ چند خوشامدی امراؤ اور دنیا طلب علماء نے اکبر کو مجتہد اعظم اور امام عادل قرار دیا تھا جس کا حکم دین معاملات میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا تھا۔ اس غلط روش سے عوام کے عقائد بری طرح متاثر ہو رہے تھے گمراہ کن فرقے فروغ پا رہے تھے اور صحیح العقیدہ افراد کی جان اور عزت خطرے میں تھی۔ حق گو افراد کے لیے اظہار خیال کرنا اور اپنا وجود برقرار رکھنا محال ہو گیا تھا۔ ان صبر آزما اور کٹھن حالات میں شیخ احمد سرہندی رحمہ کی ذات گرامی اکبری الحاد اور لادینیت کے خلاف چٹان بن کر کھڑی ہوئی انہوں نے غیر اسلامی عقائد و رسوم کا خاتمہ کرنے اور مسلمانوں کے عقائد درست کرنے کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ انہیں اپنی کوششوں کے سلسلے میں جہانگیر کے ہاتھوں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر جنبش نہ آئی۔ مجدد ہزارہ دوم میں محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب دام برکاتہ العالیہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے جس سیاسی گھٹن اور جاہ و جلال اور اقتدار کے ہوتے شاہان وقت پر تنقید کی۔ وہ انہیں کا حصہ تھا اسی نازک دور میں حکومت یا سربراہان حکومت پر نکتہ چینی کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج آسان ہے ذرا ذرا سی باتوں پر تختۂ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا۔ اکبر کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ وہ اپنے مخالفین کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا کرتا تھا۔ ایسے خطرناک حالات میں جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کے لیے قدم بڑھانا کوئی آسان کام نہیں تھا البتہ اہم اور بہت مشکل کام تھا پاک و ہند کے مصلحین میں یہ فخر صرف حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا عیش و آرام مال و دولت اور جان تک کی بازی لگا دی۔ مومنانہ سیرت کے ساتھ سرگرم عمل ہوئے اور چند برسوں میں وہ انقلاب آ گیا جو دیدنی بھی ہے اور شنیدنی بھی۔" ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خود بادشاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس نے اعزاز و احترام کے ساتھ اس مرد حق پرست کو رہا کر کے تمام غیر شرعی قوانین منسوخ کرنے اور دین اسلام کو بلند کرنے کا وعدہ کر لیا جس صاحب

Marfat.com

عزیمت ہستی کو جہانگیر نے قید کیا تھا اب خود اس کا قیدی بن گیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اسلام کے لیے اپنا تن من دھن سب ہی کچھ لٹادیا۔ عزیمت پسندی کی ایسی شاندار مثالیں پیش کیں جس سے مردہ دل زندہ ہوگئے اور ایک عظیم انقلاب آگیا۔ بادشاہ کے حضور سجدہ تعظیمی موقوف کردیا گیا۔ گائے کی قربانی عام ہوگئی۔ شراب پر پابندی لگادی گئی اور بے شمار اصلاحات ہوئیں۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت :

انسان کا ہر عمل اس کے عقیدہ۔ سوچ اور فکر کے تابع ہوتا ہے۔ عقیدہ صحیح ہو تو عمل بھی درست ہوگا۔ عقیدہ اگر بیج ہے تو عمل اس کی فصل اور اس کا پھل ہے۔ صحیح عقیدوں اور صحیح خیالوں سے دل کی زمین پھلتی پھولتی اور برگ وبار لاتی ہے۔ عقائد صحیح نہ ہوں، خیلات پراگندہ اور منتشر ہوں تو زندگی مایوس اور بے کیف ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسلامی عقائد محض نظریاتی باتیں نہیں ہیں جنہیں ماننے یا نہ ماننے سے عملی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ عقیدہ کو عمل پر فوقیت ہی اس لیے دی جاتی ہے کہ یہ انسانی عمل کا راستہ متعین کرتا ہے عقیدۂ توحید ہی کو لیجئے یہ وحدت انسانی کا عظیم مظہر ہے۔ یعنی عقیدۂ توحید کے ماننے والوں کے نزدیک سب انسان برابر ہیں اور ان میں رنگ و نسل اور ذات وپات کی بنیاد پر کوئی بھی فرق نہیں ہے اس وحدت کا نظارہ پنج وقت نماز باجماعت میں روزانہ نماز جمعہ کی شکل میں ہفتہ میں ایک بار عیدین کے متبرک موقعوں پر سال میں ایک بار اور حج کے اجتماع میں ہر سال نظر آتا ہے جہاں تمام اطرافِ عالم سے مختلف رنگوں مختلف نسلوں، مختلف علاقوں اور مختلف ممالک سے کثیر تعداد میں لوگ ایک ہی مقصد کے لیے ایک مقام پر آکر جمع ہو جاتے ہیں بقول علامہ اقبال ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ان سب کو باہمی یکجا رکھنے والی چیز عقیدہ توحید ہی تو ہے۔

توحید کی تعریف اور قسمیں :

توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات اور معبودیت میں یکتا و یگانہ مانا جائے یعنی اس کی ذات و صفات اور معبود ہونے میں کوئی اس کا شریک و ہمسر نہیں۔ حقیقت میں توحید اصل دین بلکہ رُوحِ دین ہے۔ تصور، توحید بگڑا تو عمل کی خرابی سے کوئی حصہ نہیں بچ سکتا۔ اخلاق میں عمدگی

Marfat.com

معاشرے میں شرافت اور زندگی میں سکون واطمینان سب ہی رخصت ہو جاتے ہیں۔

توحید ذات :

توحید ذات سے مراد یہ ہے کہ وہ تنہا خالق کائنات ہے تخلیق کے اس کام میں کوئی اس کا شریک نہیں۔اس سے پہلے کوئی خدا نہ تھا اور نہ اس کے بعد ھوالاوّل والآخر۔

توحید صفات :

وہ اپنی صفات میں بھی یکتا ہے۔یہ صفات اس کی ذات کا حصہ ہیں۔اس سے الگ نہیں اس نے اپنی صفات خود بیان کی ہیں بندے ان صفات میں کمی وبیشی کا اختیار نہیں رکھتے وہ رحیم وکریم ہے اس کے کرم اور رحمت کے مظاہرے کائنات میں ہر گھڑی اور ہر جگہ جاری ہیں۔

توحید عبودیت :

وہ اس کائنات کا یکتا معبود ہے وہ علیم وخبیر ہے۔کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔وہ ہمارے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی باخبر ہے۔ مخلوق میں تمام اختیارات کلی اسی کو حاصل ہیں زندگی وموت غرضیکہ مخلوق کے بارے میں سارے فیصلے اسی کے حکم، مرضی ومنشاء کے مطابق ہوتے ہیں۔

عقیدۂ توحید اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

عقیدہ توحید اسلامی عبادات ومعاملات کی وہ مستحکم بنیاد ہے جس پر اسلام کے پورے نظام فکر و عمل کی بنیاد کھڑی ہے۔ یہ وہ قوت ہے جس سے اسلام کے عملی نفاذ ونظام کا راستہ کھلتا چلا جاتا ہے۔ اسلام کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہونے کا سب سے اہم اور پہلا ذریعہ توحید ہے جس پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کے لیے کلمہ طیبہ پر ایمان سب سے پہلی اور بنیادی شرط ہے لیکن توحید پر ایمان اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو تا جب تک کہ رسالت پر ایمان لا کر اللہ کے آخری رسول حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی رہبر ورہنما اور دینی ودینوی زندگی میں اپنا نجات دہندہ تصور نہ کیا جائے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ بھی اسی توحید کے قائل ہیں جو رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر

Marfat.com

ایمان لانے کے بعد ان کی کامل پیروی اور اتباع کے ذریعہ حاصل ہو۔ کیونکہ قرب الٰہی اور اپنے رب کے انعام واکرام سے مستفیض ہونے کا واحد اور صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق دنیوی رشتوں اور تعلقات پر غالب ہو اتباع سنت کا جذبہ اور اہتمام حضرت مجدد رحمتہ کی بابرکت زندگی میں حد کمال کو پہنچا ہوا تھا ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل میں ادھوری متابعت کے عوض ہزار شب بیداریوں کو بھی نہ خریدوں کوئی فضلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ کا ارشاد ہے حق تعالی کی وہ اطاعت جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی صورت میں نہ ہو وہ عین گمراہی ہے (مکتوب شریف ۱۵۲ ج اول) آپ اس بات پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں انسان جب تک پراگندہ تعلقات کے میل کچیل سے آلودہ ہے محبوب حقیقی کے جلووں سے محروم ہے اس زنگ کو دور کرنے کے لئے سب سے بہتر سب سے جامع اور سب سے مکمل طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن اور بلند سنت کی پیروی کرنا ہے اتباع سنت کا دارومدار نفسانی عادتوں کے ہٹانے اور ظلماتی رسموں کو دور کرنے پر ہے۔ (مکتوب شریف ۴۳ ج دوم) محبوب رب العالمین کی اتباع کے بغیر نجات ممکن نہیں آپ کی امت آپ ہی کی متابعت کی برکت سے خیر الامم قرار دی گئی۔ پیروی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل امت محمدیہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہو کر وہاں کی نعمتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہو گی قیامت میں صرف آپ کی متابعت ہی کام آئے گی (مکتوب شریف ۸۷ ج ذوم)۔

حضرت مجدد رحمتہ اور عقیدۂ توحید کی حفاظت :

توحید کا پیغام اسلام کی اصل روح اور بنیاد ہے قرآن کریم کے احکامات کا خلاصہ۔ انبیاء کرام کی تعلیمات اور دعوتوں کا نچوڑ توحید کی تبلیغ واشاعت ہے۔ اسی توحید کی عقیدے کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار تکالیف اٹھائیں دکھ جھیلے، صدمے برداشت کئے توحید کی خاطر صحابہ کرامؓ نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ قرآن حکیم کی رو سے توحید پرستی انسان کی زندگی کا مقصد بندگی کے وظائف کو ادا کرنا اور حق تعالی کی طرف کامل طور پر متوجہ ہونا ہے یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک ظاہری اور باطنی طور پر رحمتہ دوعالم کی مکمل تابعداری نہ کریں اور حضرت مجدد نے وحدانیت کی تعلیم دی۔ باطل پرستی کی ظلمتوں کو حق پرستی کی روشنی سے بدلا اکبری عہد میں جن فتنوں نے سر اٹھایا ان میں سر فہرست عقیدۂ توحید کے چراغ کو بجھانے کی

Marfat.com

ناپاک جسارت تھی اور یہ کام حکومتی سطح پر سرکار پرستی میں جاری تھا۔ اسی طوفان بلاخیز پر بند باندھنے کی اشد اور فوری ضرورت تھی۔ جب اسلام کی عظمت بر سر دربار مجبروح ہوئی تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ باطل طاقتوں کے مقابلے میں حق وصداقت اور اسلام کی روح پرور اور ایمان افروز تعلیمات کی سربلندی اور حفاظت کی خاطر تن تنہا اللہ کا نام لے کر کھڑے ہو گئے۔ ظلمت کدۂ ہند میں نعرۂ حق اس شان اور جرآت سے بلند کیا۔ باطل کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا یہ راہ پھولوں کی سیج نہ تھی بلکہ قدم قدم پر مصیبتوں، پریشانیوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر یہ مرد مجاہد کسی خطرہ یا مصیبت کو خاطر میں لائے بغیر چراغ حق برابر جلاتا رہا۔

آپ نے شریعت کے انوار ظاہر کئے طریقت کے اسرار کھولے شریعت اور طریقت کے تصادم کو دور کیا، کتاب وسنت کی اہمیت کو واضح کیا۔ شرک وبدعات کے خلاف پرزور طریقے سے صدائے احتجاج بلند کی مسلمانوں کی خودی کو بیدار کیا۔ شرف انسانیت اور احترام مسلم اور شعائر اسلام کے تقدس کا سبق دیا ۔اللہ کے بندوں کی ہدایت کے لیے ملفوظات ،ارشادات اور مکتوبات شریف کا ایک وسیع اور گراں قدر ذخیرہ چھوڑا۔ جو آج بھی طالبان رشدوھدایت کے لئے سرچشمہ روحانیت وبصیرت ہے لیکن سب سے زیادہ اور فوری توجہ اس محسن اسلام اور غمخوار ملت نے عقیدۂ توحید کی اصلاح کی طرف دی دیگر خرافات بدعات گمراھیاں اور خرابیاں اکبری دور میں دین الٰہی کے اجراء اور دوسرے طریقوں سے کثرت اور شدت سے جو پھیل رہی تھیں ان کی حیثیت تو صرف تنوں کی تھی اصل معاملہ تو توحید پرستی کا تھا جو شجر اسلام میں ایک بنیاد اور جڑ کی حیثیت رکھتی ہے اس مجدد ملت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے سفر میں عقیدۂ توحید کا احیاء ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اسی عقیدہ کو حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنی کوششوں کا مرکز اور فکر وعمل کا محور قرار دیا کیونکہ اس عقیدہ پر ایمان لانے اور اس کو اپنی عملی زندگی میں جاری کئے بغیر انسان اسلام وایمان کی دولت سے محروم اور اسکی سعادتوں برکتوں اور نعمتوں سے دور رہتا ہے۔ اگر انسان زبان سے توحید کا اقرار کرے اور دل سے اللہ کو اسکی ذات۔ صفات ءو عبادت میں یکتا وحدہٗ لاشریک جانے لیکن عملی زندگی میں اپنے رب کے احکام کی نافرمانی بھی کرتا ہو تو یہ عمل سراسر توحید کے تقاضوں کی منافی ہے ۔اللہ کو ماننا اور اس کے احکام پر عمل کرنے میں کوتاہی وغفلت برتنا بے شمار گمراھیوں۔ کوتاہیوں اور خرابیوں کا سرچشمہ ہے اصلی اور مکمل توحید تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی پوری زندگی کو اپنے معبود اپنے خالق کی رضا خوشنودی کے لئے وقف کردے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے رب کی اطاعت اسکی محبت اور اسی کو راضی رکھنے کی تڑپ غالب ہو۔

Marfat.com

حضرت احمد سر ہندی رحمہ کے ملفوظات وارشادات اور آپکی زندگی کے جس پہلو پھر بھی ہم نظر ڈالتے ہیں عقیدہ توحید کی یہ شکل اور اس کے اثرات وبرکات واضح اور نمایاں نظر آتے ہیں۔ مکتوب نمبر ۱۱۰ جو آپ نے شیخ صدرالدین کی طرف تحریر فرمایا ہے لکھتے ہیں "حق تعالے کے علاوہ انسان کا جو بھی مقصود ہے وہی اس کا معبود ہے غیر حق کی عبادت سے اس وقت نجات حاصل ہوتی ہے جب حق تعالے کے علاوہ کوئی چیز بھی مقصود نہ رہے خواہ وہ مقاصد آخرت کی نجات بہشت کی لذتیں اور نعمتیں بھی کیوں نہ ہوں۔ اگر چہ یہ مقاصد حسنات میں ہیں لیکن مقربین کے نزدیک سیات میں داخل میں "جب آخرت کے مقاصد کی نوعیت کا یہ حال ہے تو اور دنیاوی امور کو مقصد قرار دینے کی نسبت کیا کہا جاسکتا ہے کیونکہ وہ دنیا جو خالق دنیا کی یاد اور اسکی اطاعت وفرماں برداری سے غافل کردے اللہ تعالی کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور ایسی دنیا کی محبت گناہوں کی بنیاد اور اس کا طالب اپنے رب کی حقیقی عنایتوں اور کرم نوازیوں سے محروم ہے۔

عقیدۂ توحید قرآن کریم کی روشنی میں :

ماسوائے اللہ کے ساتھ قلبی تعلق تمام باطنی امراض کی جڑ ہے باطنی امراض کی جڑ اور اندرونی بیماریوں کا سردار دل کا سوائے حق تعالے کے ساتھ گرفتار ہونا ہے۔ جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر آزادی حاصل نہ ہو جائے ایمان کی سلامتی محال ہے۔ شرکت کو رب کی بارگاہ میں ہرگز دخل نہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے : لئن اشرکت لیجبطن ....الخاسرین (الزمہ) ترجمہ :اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ مرزا بدیع الزماں رحمتہ نے اپنے کسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ کو بادشاہ (دوجہاں) لکھ یا آپ یہ برداشت نہ کر سکے اور جواب میں فرمایا سعادت مند عزیز یہ ایسی تعریف ہے جو اللہ جل شانہ کے لئے مخصوص ہے بندۂ مملوک کو جو کسی بھی شے پر قادر نہیں ہے کیا حق ہے کہ وہ خدا تعالے کے ساتھ کسی کو شریک کرے اور خدائی کا راستہ اختیار کرے ارشاد ربانی ہے : افرانی أیت من اتخذ ....(حاثیه)ترجمہ : ذرا اس کی طرف تو دیکھیں جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنایا ہے اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور اس کے کانوں اور دل پہ مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن، ج چہارم، ص ۵۹۔۴۵۸ میں اس آیت مبارک کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اپنی خواہشات کو خدا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس کام کو کرے جو اس کے

Marfat.com

نفس کو پسند ہو اور ہر ایسی کام سے روگردانی کری جس سے اس کا نفس انکار کردے جب کسی شخص پر اس کی خواہشات کا اس طرح قابو ہو جائے تو گویا وہ اپنی خواہشات کا بندہ بن گیا ہے۔ خواہشات کی اتباع کی نحوست اس پر ایسی پڑی کہ کان آواز حق سننے سے بہرے ہو گئے اور دلوں میں عرفان صداقت کی جو استعداد تھی وہ ختم ہو گئی آنکھوں سے نور حق کو دیکھنے کی بنیائی سلب کرلی گئی اب ایسے بدبخت کو کون ھدایت دے سکتا ہے خواہشات نفس کی پیروی سے بچنے کے لئے حضرت خواجہ احمد سرہندی رحمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بذات خود موجود ہے اور تمام اشیاء اسی کی ایجاد ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت نماز۔ کلمۂ طیبہ کی تکرار بندہ ان تینوں چیزوں میں مشغول رہے کلمۂ لا سے اپنے نفس کی خواہشات کے معبودوں کی نفی کرنا چاہئے۔ اپنی تمام مرادوں اور مقاصد کو دور رکھے سینہ کی وسعت میں کسی بھی مراد کی گنجائش باقی نہ رہے اور کوئی ہوس قوت خیالیہ میں بھی موجود نہ ہو تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو جائے (دفتر اول مکتوب ۲۶۶) آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں اپنی مراد کا طلب کرنا گویا اپنے مولیٰ کی مراد کو دفع کرنا اور اپنے مالک کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ تمام ہوس و ہوا سے پاک ہو جاؤ اور طلب مولیٰ کے سوا تمہاری کوئی مراد نہ رہے (دفتر سوم مکتوب نمبر ۲)

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے ان آٹھ بندھنوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں انسان بندھا ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :قل ان کان آیاء آباء کم..... رسولہ تو کم.رسولہ باپ بیٹے۔ بھائی بیویاں کنبہ مال کاروبار مکانات ان سب سے تعلق اور محبت انسان کی فطرت کا تقاضا ہے اسلام تو ان چیزوں سے تعلق ختم کرنے کی بجائے ان کی ادائیگی اور بجا آوری کی ہدایت دیتا ہے بس شرط اتنی سی ہے کہ جب ان کی محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعلق سے ٹکرائے تو پھر ان تمام چیزوں کو نظر انداز کر کے اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو غالب اور باقی رکھو۔ کیونکہ یہ سب کچھ جس معبود کا دیا ہوا ہے اسکی رضاء خوشنودی کی خاطر ان سب کو قربان کرنا مقصد زندگی اور تقاضائے بندگی ہے بندے کا یہ عمل عقیدۂ توحید کے اثرات اور ثمرات کا آئینہ دار ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ کے نظریہ توحید کی وضاحت کرتے ہوئے محترم المقام جناب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب دام برکاتہم العالب ایک مقام پر لکھتے ہیں ذات باری تعالے کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ کا تصور ہے اللہ تعالے اپنی ذات مقدس کے ساتھ خود موجود ہے اور تمام اشیاء حق تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہیں ایک مکتوب میں حضرت فرماتے ہیں توحید سے مراد یہ ہے کہ قلب کو ماسوائے حق کی توجہ سے خلاصی حاصل ہو جائے۔ جب تک دل غیر حق کی گرفتاری میں پھنسا ہوا ہے اگرچہ

Marfat.com

بہت تھوڑا ہو توحید والوں سے نہیں ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ کے نزدیک توحید کی اصل حقیقت یہ ہے کہ موحد کے دل سے غیر اللہ کا خیال تک نکل جائے ہر وہ چیز غیر اللہ ہے جو مسلمان کو اللہ تعالےٰ سے غافل کر دے۔ البتہ جو اللہ کو ایک کہتا اور مانتا ہے وہ بھی موحد ہے آپ نقائص و عیوب کو اللہ تعالےٰ کی طرف نسبت دینے کے مخالف ہیں (صراط مستقیم ص ۹)

سورۃ انعام میں ارشاد ربانی ہے : قل ان صلاتي ....رب العالمين ۔ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ توحید کا سب سے بلند مرتبہ یہ ہے کہ انسان کی سجدہ ریزیوں کا مقصد خواہشات نفس کی اطاعت کا مرکز نیاز مندیوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اور صرف خوشنودی رب ہو۔ بندہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرے کہ عقیدہ میں اللہ پر ایمان مقدم ہو عبادت میں اللہ سے دل کا لگاؤ مقدم ہو اخلاق میں رب کی حیثیت مقدم اور معاملات میں اپنے معبود کی رضا کی طلب مقدم رہے ہماری ساری زندگی کی درستی کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہماری ساری دوڑ دھوپ اور جد و جہد میں رضائے الٰہی کی مقصودیت ہر دوسری غرض پر مقدم ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بندہ جب اپنے خالق کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنی مرضی و اختیار سے دست بردار ہو جائے تو پھر اسے مصائب و آلام۔ محرومیوں اور نامرادیوں میں بھی عجب کیف و سرور حاصل ہوتا ہے جب نفسانی خواہشات جو باطل خدا ہیں کلمہ لا کے تحت ان کی نفی ہو جاتی ہے تو پھر بندۂ مومن مال و جائداد کے تلف ہونے پر بھی آزادۂ خاطر نہیں ہوتا۔ دنیوی مال و اسباب جب سب کچھ یہاں بھی چھوڑنا ہے۔ تو اس کے نقصان پر رنج و غم کیسا۔ ان حالات میں بھی رضائے رب کی دولت مومن کا بڑا سرمایہ ہے۔

عقیدۂ توحید مکتوبات شریف کے آئینے میں :

توحید کے مطالبات و تقاضوں کو جب آپ نے نامساعد حالات اور نظریاتی گمراہی اور عملی بے راہ روی کے دور میں عملی جامہ پہنایا تو اس کے اثرات آپ کی زندگی میں اتنے نمایاں واضح اور روشن ہو گئے کہ مخالفین عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے لوگوں دل اس مرد مجاہد کی طرف جھک گئے آخر کار ایسا وقت بھی آیا کہ جہانگیر جس نے قید و بند کی بے پناہ تکالیف آپ کو پہنچائیں وہ آپ کو رہا کرنے پر مجبور ہو گیا جس عظیم ہستی کو اس نے قید کیا تھا اب وہ اس بندہ مومن کی حق پرستی عزم ہمت کی بلندی سیرت و کردار کی پاکیزگی کا خود اسیر ہو گیا اس مرد حق پرست کے چند مکتوبات کا خلاصہ پیش خدمت ہے جن

Marfat.com

سے اپنے رب کے سامنے آپ کی خود سپردگی اور خود باختگی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اپنے صاحبزادگان کو تحریر فرماتے ہیں :

(۱) اگر خدا کو منظور ہوا تو باہمی ملاقات ہو جائے گی ورنہ خدا کے فیصلے پر راضی رہیں وہ جس حال میں رکھے اس کا کرم ہے (۲) مولانا محمد طاہر بدخشی کے نام تحریر فرماتے ہیں دہشت ناک خبروں سے نہ گھبرائیں اور نہ دل تنگ ہوں کیونکہ اس جمیل مطلق کی طرف سے جو کچھ آئے وہ بھی جمیل وزیباء ہے (۳) خواجہ بدرالدین سرہندی کو لکھتے ہیں اگر آقا اپنے غلام کے گلے پر چھری پھیرے تو غلام کو شاداں وخنداں ہونا چاہئے آقا کے اس فعل کو اپنی مرضی بنا کر اس فعل سے لطف اٹھانا چاہئے اگر عیاذاباللہ اس فعل سے کراہت آئے اور دل تنگ ہو تو دائرہ غلامی سے باہر ہے۔ اس پیکر عزم وہمت کی بلند حوصلگی اور عالی ظرفی ملاحظہ فرمایئے جب آپ اپنے فرزندوں کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں میری رہائی جو سردست تمہارے مقاصد سے ہے یہ بھی تمہاری آرزو نہ ہونا چاہئے :

اللہ کے فیصلے اس کے فعل اور اس کی مشیت پر راضی رہیں حویلی، سرائے، کنوئیں، باغ، کتب خانہ اور دوسری چیزوں کا غم بہت آسان ہے اگر ہم مر جاتے تو یہ سب چیزیں یہاں ہی رہ جاتیں اب یہ ہماری زندگی میں ہی چلی گئیں کچھ فکر نہ کریں مرضی حق تعالےٰ کے سوا تمہاری اپنی کوئی مرضی نہیں ہونی چاہئے (مکتوبات ج سوم مکتوب ۳) توحید کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کو مختار کل قادر مطلق اور اختیار اقتدار کا حقیقی مالک کو تصور کرے اور یہ یقین رکھے کہ ہر چیز اس کے دائرہ تصرف میں ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ توحید کے اس کمال کا اظہار کس شان سے کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے لوگ ہر وقت ہماری مصیبتوں کا خیال رکھتے ہیں اور تنگی سے نجات چاہتے ہیں لیکن ان کو نہیں معلوم کرنا مرادی بے اختیاری اور ناکامی میں کس قیامت کا حسن ہے اور کونسی نعمت اس نعمت کے برابر ہے کہ اس شخص کو اپنے اختیار سے بے اختیار کرتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے اس کو زندگی عطاء کر دیتے ہیں (ج سوم مکتوب ۸۳)۔

حضرت مجدد رحمتہ کا مسلک توحید اور انداز فکر :

حضرت مجدد رحمتہ نے تصور وحدۃ الوجود اور تصور وحدۃ الشہود کی اس طرح تشریح فرمائی کہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی تضاد یا تفاوت نہیں ہے بس اتنا فرق ہے جو جاننے اور دیکھنے میں ہوتا ہے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں توحید ۲ قسم کی ہے توحید شہودی توحید وجودی توحید شہودی ایک

Marfat.com

دیکھنااور توحید وجودی ایک کو موجود جاننا ہے یوں سمجھئے کہ توحید وجودی علم الیقین کا نام ہے اور توحید شہوری علم الیقین کی ایک قسم ہے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ توحید کے جس بلند اور منفرد مقام پر فائز تھے اس کا اندازہ آپ کے اس مکتوب گرامی سے بخوبی ہوتا ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں :

"عاشق جس طرح محبوب کے انعام میں مزہ پاتا ہے اس طرح اس کے ایلام میں بھی اس کو لطف آتا ہے بلکہ ایلام اور زیادہ لطف کا سبب ہے کیونکہ اس میں حظ نفس کا شائبہ نہیں ہوتا اس کی آرزو کو بھی دخل نہیں ہوتا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ جو جمیل مطلق ہے اس کا یہ ارادہ بھی اس شخص کی نظر میں جمیل ہے عجب بات ہے اس شخص کی طرف سے جتنی جفائیں ہوتی ہیں عاشق کی نظر میں وہ اتنا ہی پسندیدہ ہو جاتا ہے ایسے شخص سے بد دل ہونا محبوب کی محبت کے منافی ہے اس لئے جو لوگ تکالیف پہنچانے کے درپے میں ان سے برا سلوک نہ کریں بلکہ ان کے فعل سے لطف اٹھائیں (مکتوب ۱۵ ج سوم)۔

محترم جناب ڈاکٹر محمد مسعود صاحب دام برکاتہم العالیہ نے کیا خوب تحریر فرمایا اللہ اللہ کیا انداز فکر ہے ظالم کو محبوب بنا دیا ظلم سے درگذر کرنا بھی بڑی بات ہے مگر ظالم کو چاہنا اور اس سے محبت کرنا بڑے حوصلے کا کام ہے یہ حوصلہ اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان فنافی اللہ ہو جائے۔ عام انسان کے لئے یہ باتیں قطعاً ناممکن میں صرف کاملین کی محبت کے بعد یہ باتیں سمجھ میں آتی ہیں

"سیرت مجدد الف ثانی رحمہ تالیف محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۱۹۲)

کتابیات

(۱) ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ صاحب الازہری۔
(۲) حضرات القدس، خواجہ بدر الدین سرہندی۔
(۳) حضرت مجدد الف ثانی۔ سید زوّار حسین شاہ صاحب۔
(۴) تعلیمات مجددیہ، ملک حسن علی شرقپوری۔ انجمن اشاعت توحید و سنت شرقپور۔
(۵) مکتوبات امام ربانی۔ منظور احمد نعمانی، مدیر الفرقان لکھنؤ۔
(۶) تذکرہ امام ربانی۔ منظور احمد نعمانی، مدیر الفرقان لکھنؤ۔
(۷) تجلیات امام ربانی، نسیم احمد فریدی۔
(۸) سیرت مجدد الف ثانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ، کراچی۔
(۹) مجدد ہزارۂ دوم، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارۂ معارف مجدد الف ثانی، کراچی۔
(۱۰) صراط مستقیم، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارۂ مسعودیہ ناظم آباد، کراچی۔
(۱۱) ایمانیات، پروفیسر عبد الباری صدیقی، سرہند پبلی کیشنز، کراچی۔

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ!

حب اہل بیت اور تعظیم صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی روشنی میں

الحاج مولانا محمد یونس باڑی نقشبندی مجددی مظہری

ادیب فاضل۔ ایم۔اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مقرب بارگاہ لامکانی، نقیب دربار وحدانی، غوث الصمدانی، امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد قدس سرہ السبحانی کا ظہور فیض گنجور اس وقت ہوا تھا جب برصغیر ایشیا میں اسلام پر مشکل ترین وقت آن پڑا تھا۔ طاغوتی قوتیں اسلام کو مٹانے کے لیے متحد ہو گئی تھیں۔ دنیا میں سب سے بڑی اسلامی مملکت کا سربراہ..... سر پھرا..... شاہنشاہ اکبر اسلام دشمن سازشوں کا آلہ کار بن گیا۔ ہندو اکثریت اپنی شکست کا انتقام لینا چاہتی تھی۔ دور دراز عیسائی حکومتوں کے منہ میں پانی بھر رہا تھا۔ وہ اس سونے کی چڑیا پر جال ڈال رہے تھے۔ بہت سے باطل فرقے جو عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف تھے اقتدار کو اپنے ہاتھوں میں لینے کے لیے کوشاں تھے اور طرح طرح کی سازشوں کے جال بن رہے تھے۔

دوسری طرف غیر اسلامی اکائیاں متحد ہو کر اسلام کی شوکت کو خاک میں ملانے کے منصوبہ بنا رہی تھیں۔ اکبر اَن پڑھ تھا مکار علماء کے فریب میں آگیا۔

ملا مبارک اور اس کے دونوں بیٹے ابو الفضل اور فیضی اور ہمنوا پس پردہ ڈور ہلا رہے تھے اور اکبر نئے

Marfat.com

دین کا داعی بن کر نبوت اور الوہیت کے خواب دیکھنے لگا تھا۔ "دین الٰہی" کو جمانے کے لیے "دین اسلام" کو اکھاڑنا لازم سمجھا گیا اور پوری قوت لگادی گئی۔

اکبر اور ابن الوقت ملاؤں کی غیرت اسلامی مٹ گئی تھی ان کے سامنے کوئی دریدہ دہن شعائر اسلام کی توہین کرے، صحابہ کرام کے حضور گستاخی کرے یا اکابرین ملت کو برا کہہ دے ان کی تیوری پر بل بھی نہ آتا تھا۔

امامت، خلافت، فضیلت شیخین کریمین، اکرام صحابہ کرام وغیرہ اس دور کے Burning Topics تھے۔ اکبر کے دربار میں ملا مبارک ابو الفضل اور فیضی کی طوطی بول رہی تھی۔ یہ حضرات فرقہ باطل سے تعلق رکھتے تھے اور عقائد اہل سنت والجماعت کے سراسر خلاف تھے۔

ملکہ نور جہاں اور اس کا بھائی آصف خان (جو کہ وزیر اعظم کے عہدے پر تھا) بھی عقائد کے معاملے میں حق پر نہ تھے۔

غرض کہ ہر وہ فرقہ اور نظریہ جو کہ سنیت کے خلاف تھا دن بہ دن طاقتور ہوتا چلا جارہا تھا۔ زبانیں کھل رہی تھیں، مخالفت کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ کون لب ہلائے اور اپنی جان گنوائے۔

ایسے میں غیرت فاروقی جوش میں آگئی اور اس خانوادہ عالیہ کا ایک اُلوالعزم ولی شیخ احمد تنہا ہر خطرہ کا بے خوف مقابلہ کرنے کے لیے سینہ سپر ہو گیا۔ یہی ناموس اسلام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ہیں جن کی بے خوفی اور جرأت مندی کی قرآن تعریف کر رہا ہے۔

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون.

قرآن مجید فرقانِ حمید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، تمام صحابہ کرام کا متفقہ فیصلہ شمول حضرت علی المرتضیٰ تابعین واکابرین ملت کا اجماع ہے کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اکبر یقیناً و حتماً خیر البشر بعد الانبیا ہیں اور فضیلت میں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں یہ دونوں حضرات بار نبوت کو اٹھانے والے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے دل میں ڈالا وہ میں نے ابو بکر کے دل میں ڈال دیا اور حضرت عمر کے بارے میں ارشاد ہوا۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے لیکن نبوت مجھ پر ختم کر دی گئی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات کا بدلہ میں نہ اُتار سکا وہ اللہ تعالیٰ اُتارے گا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب نمبر ۷۱ حصہ ہشتم دفتر سوم میں فرماتے ہیں۔ "ان کی فضیلت

Marfat.com

کی وجہ جو فقیر سمجھا ہے وہ نہ کثرت فضائل ہے نہ کثرت مناقب بلکہ ایمان میں اسبقیت (اول ہونا) اور خرچ کرنے میں اقدمیت (آگے بڑھنا) تائید دین اور ترویج ملت متین میں اپنی جان خرچ کرنے میں اولیت ہے..... لاحق کو جو ملتا ہے وہ سابق کے خوان نعمت سے ملتا ہے جس کو ایمان کی دولت ملی اور قیامت تک ملے گی وہ ابوبکر کے اتباع میں ملے گی۔"

حضرت مجدد الف ثانی نے اکابرین اسلام مثلاً شیخ ابوالحسن اشعری اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہما کے حوالے بھی دیے ہیں جن میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مردوں میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق اور ان کے بعد سیدنا عمر فاروق ہیں۔

یوں بھی ہے کہ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فارمولا بتادیا کہ میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی تو جس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حیثیت خلیفہ رسول انتخاب عمل میں آیا تو اس وقت مدینہ میں ۳۳۰۰۰ ہزار صحابہ موجود تھے۔ سب نے بالاتفاق سیدنا صدیق اکبر کو اپنا پیشوا رہبر ورہنما اور مملکت کا سربراہ تسلیم کرلیا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے کہ "خیر القرون قرنی" یعنی میرا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے ازروئے قرآن ہم اسی زمانے کو صدیقین کا زمانہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرلیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم "**کونو مع الصادقین**" پر عمل کا واحد طریقہ یہی ہے کہ بچوں کے فیصلے کو خوشی قبول کر کے بچوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ صدیق اکبر کی فضیلت پر ایمان لے آئیں۔

کیا بوالعجبی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم بہ نفس نفیس قولاً بھی فعلاً بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو ہمیشہ سراہتے رہے مگر ان کی طرفداری میں غلو کرنے والے حضرات شیخین کریمین رضوان اللہ علیہما کے حضور گستاخیاں کیے جاتے ہیں اور شرمندہ نہیں ہوتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا تھا (جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب نمبر ۱۷، حصہ ہشتم جلد سوم میں نقل فرمایا ہے) کہ ابوبکر و عمر دونوں اس اُمت کے افضل آدمی ہیں اور جو شخص مجھ کو ان پر فضیلت دے وہ بہتان طراز ہے میں اسے اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جیسے مفتری کو لگاتا ہوں۔

نیز حضرت امام ذہبی علیہ الرحمتہ نے فرمایا اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے ایک جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے یہ بھی واضح کردیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین مرد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان سے کم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان

Marfat.com

سے کم اور ہیں اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد بن الحنیفہ نے پوچھا۔ "کیا ان سے کم آپ ہیں ؟" تو فرمایا، "میں نہیں ہوں میں تو مسلمان مردوں میں سے ایک مرد ہوں۔"

جس کے پاس عقل سلیم ہے وہ جانتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاج کے اعتبار سے اپنی امت پر ابو بکر کو سب سے زیادہ رحیم اور شفیق قرار دے دیا اور ایمان کے اعتبار سے ان کا ایمان ساری امت سے بڑھ کر ثابت ہو گیا جیسا کہ حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لو اتزنَ الایمان ابی بکر مع ایمانِ اُمتی لرجح.

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا۔

"جو شخص اپنے آپ کو حضرت صدیق سے افضل جانے اس کا امر دو حال سے خالی نہیں ہے یا وہ زندیق محض ہے یا نرا جاہل۔" اور فرمایا۔ "جو شخص حضرت امیر کو حضرت صدیق سے افضل کہیے وہ اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے۔"

اکابر شیعہ میں سے عبدالرزاق نے اعتراف کیا ہے :

'اُفَضل الشیخین بتفضیل علی ایا ھما علی نفسہٖ والا لما فضلتھما کفیٰ بی وزرا احبہ ثم خالفہ۔

ترجمہ (حضرت) علی نے چونکہ اپنے نفس پر شیخین کو فضیلت دی ہے لہٰذا میں بھی شیخین کو افضل کہتا ہوں۔ ورنہ میں ان کو افضل نہ کہتا میرے لیے یہی بوجھ کافی ہے کہ میں حضرت علی سے محبت بھی رکھو اور پھر ان کی مخالفت بھی کروں۔"

اللہ جل مجدہ نے اپنے محبوب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کا اکرام فرمایا :

محمد رسول اللہ والذینَ امن معہ اشداء علی الکفارِ رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یتبغون فضلاً من اللہِ ورضوانہ

ترجمہ : محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں (صحابہ) وہ کافروں کے لیے بڑے سخت گیر ہیں اور آپس میں بڑے مہربان ہیں تم ان کو رکوع اور سجدہ کی حالت میں دیکھو گے وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طالب ہیں :

آیت کریمہ کے ۳ نکات پر غور کریں۔ صحابہ کی پہلی صفت یہ کہ وہ کفار کے بارے میں بہت سخت ہیں (مومنوں پر نہیں) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخانہ بات کہہ دی صاحبزادہ نے ان کا سر قلم کر کے حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے قدموں میں ڈال دیا۔ کافر خواہ باپ ہو رعایت نہیں ہو گی..... اشداء کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

دوسرا نکتہ رحماء بینھم (آپس میں بہت مہربان) رحیم اس کا واحد ہے جس کے معنی بہت رحم کرنے والا یعنی عام رعایت مروت نہیں بہت زیادہ شفقت اور مہربانی کا سلوک تھا جو صحابہ کے درمیان تھا جب کہ ایک طبقہ یہ الزام لگاتا ہے کہ صحابہ میں آپس میں دشمنی تھی ومن اصدق من اللہ قیلا اللہ سے زیادہ کون سچا ہے؟

تیسرا نکتہ : یہ سب سے اعلیٰ Credit ہے۔ صحابہ بہت عبادت گزار ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ اللہ کو معلوم ہے یہ عبارتیں کسی دنیاوی مقصد کے لیے نہ تھیں صرف اس کا فضل درکار تھا۔ مُخْلَصِیْنَ لَہ' الدِّیْنَ کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں اور مقام رضا جو سب سے بلند مقصد بندگی ہے، صحابہ کا مطلوب تھا جن کا ایسا اعلیٰ اور ارفع مقام ہو ایسی ہستیوں سے بری باتیں منسوب کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حق دار بنا دے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب نمبر ۲۱۵ حصہ چہارم جلد اول میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

"ان اللہ اختارنی و اختارلی اصحاباً واختار لی منھم اصھارً وَ اَنصَاراً فَمَن حَفِظَنی فیھم حَفِظَ اللہ وَمَن اَذَانیَ فیھم اذاہ اللہ تعالی.

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب کو پسند کیا ان میں سے بعض کو میرے لیے رشتہ دار اور مددگار پسند کیا۔ جس شخص نے ان کے حق میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا جس نے ان کے حق میں مجھے اذیت دی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایذا دی۔"

صحابہ کا مقام اللہ اللہ۔ حق سبحانہ تعالیٰ ان کے ایمان اور اعمال سے خوب واقف ہے وہ فرما رہا ہے۔

لَا یَستَوِی مِنکُم مَن اَنفَقَ مِن قَبلِ الفَتحِ و قاتلَ اُولئکَ اعظمِ دَرَجَۃً مِنَ الَذِینَ اَنفقُو مِن بعدِ وَ قَاتلُو و کلاً وعدَ اللہ الحسنیٰ وَاللہ بما تعملون خبیر

ترجمہ : برابر نہیں تم میں سے وہ آدمی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی یہ لوگ بہت بڑے درجے والے ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی کی۔ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔ جو طبقہ صحابہ میں سے اکثر کو ناری یا ناصبی کہتا ہے وہ دیکھے صحابہ سے تو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کر لیا ہے۔

Marfat.com

مطعون حضرات میں بدری صحابہ بھی شامل ہیں جن کے لیے اللہ نے مغفرت فرمادی اور ہمیشہ کے لیے کھلی چھٹی دے دی۔ بخاری و مسلم کی حدیث تو یہ ہے :

اطلع الله علی اهل بدر فقال اعملو ماشئتم فانی قد غفرت لکم.

ترجمہ :اللہ تعالیٰ بدر کے صحابیوں پر متوجہ ہوا اور فرمایا تم جو چاہے کرو یقیناً میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

خلفائے ثلاثہ تو عشرہ مبشرہ میں بھی تھے اور دوسرے بھی جن کو نشانہ بناتے ہیں اور جو لوگ بیعت رضوان سے مشرف ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یداللہ فوق ایدیھم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمانت دی کہ ان میں سے کوئی بھی جہنمی نہیں ہوگا۔

بے شک خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے چونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اپنی اہلیہ کی تیمارداری فرمارہے تھے لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یقین دلادیا تھا کہ جو فضیلت بدر والوں کو نصیب ہوگی وہ انہیں بھی نصیب ہوگی۔ اسی طرح بیعت رضوان میں حضرت عثمان بہ نفس نفیس شریک نہ ہوئے مگر یہ بیعت تو ان ہی کی خاطر لی گئی تھی یہ اعزاز بھی ان کو ملا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام اور سفیر خاص تھے۔

حضرات شیخین کریمین کو ایک خاص فضیلت بھی حاصل ہے کہ قیامت تک سرکار کے قرب سے مشرف رہیں گے۔ زائرین روضہ اطہر کس قدر تگ ودو اور آرزو کے بعد باہر سے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام اور ان حضرات کو سلام پیش کرتے ہیں سبحان اللہ ان کے نصیب کس قدر اوج پر ہیں جو اس قدر قریب ہیں یہ ہیں مقبولان بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سعادت تو فرشتوں کو بھی میسر نہیں ہو سکی۔

حق تعالیٰ سبحانہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں واضح فرمادیا تھا :

لیزکیھم و یعلمھم لکتابِ والحکمه

ستھرا کرنا اور علم ودانائی کی تعلیم دینا.

اس مقصد بعثت کا پہلا عملی مظاہرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہوا۔ جب یہ کامل ہوگئے تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سند عطا فرمادی۔

اصحابی کالنجوم میرے صحابہ کے کردار ستاروں کی طرح چمکتے ہیں یہ روشن روشن تارے ہدایت کے منارے ہیں :

Marfat.com

فَبِاَیھم اقتدیتم اھدیتم.

تم جس کی پیروی کرو گے ہدیت پاجاؤ گے۔

اس سند پر اُس پاک بے نیاز جل جلالہ کے یہ خوبصورت تصدیقی Comments تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ اور ضوانہ عظمت صحابہ پر گواہ ہے۔

جس طرح اس مالک الملک جل سلطانہ نے حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت اور اتباع کو اپنی محبت کے لیے لازمی قرار دیدیا اسی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کی محبت کو اپنی محبت کا ثمر قرار دیا ہے۔ ارشاد پر اعتماد ہوا :

من احبھم فبحبی احبّھم و من ابغضم فبغضی ابغضم

جس نے میرے صحابہ کرام سے محبت کی تو مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ایسا کیا۔

محسن کا احسان ماننا۔ اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور اس کی خدمت کی کوشش کرنا اعلیٰ ظرفی کی علات، شرافت کی نشانی، عقل کا تقاضہ اور اسلام کا قانون ہے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

آج دنیا میں مسلمانوں کا وجود اور کثرت صحابہ کے دم سے ہی تو ہے۔ ساری بہاریں ان ہی کے ایثار اور کوششوں کا ثمر ہیں۔ دنیا کی قومیں حیران ہیں۔ وہ کیا لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور پائیداری کے لیے۔ کون سی تکلیف تھی جو انہوں نے برداشت نہ کی۔ کون سا ظلم تھا جو انہوں نے نہیں سہا کون سی قربانی تھی جو خوشی خوشی پیش نہ کی ہو۔ کسی امت میں ایسی مثال نہیں ملتی سابقہ امتوں کے مٹنے کا یہ سبب بھی ہے کہ کسی نبی کو ایسے صحابی نہ ملے۔ عیسائی اور یہودی باقی ہیں اور خوشحال ہیں تو یہ موجودہ دور میں معاشی دوڑ میں آگے نکل گئے۔ دین اور ایمان کے معاملے میں دیوالیہ ہیں۔ نیز قیامت تک جو اپنا دین چھوڑ کر اسلام کو اختیار کرے گا وہ صحابہ کی سنت ادا کرے گا صحابہ کرام تمام ثواب کے مستحق ہوں گے۔

صحابہ عظام رضوان اللہ اجمعین کا اصل احسان یہ ہے کہ انہوں نے پوری پوری امانت داری سے ہم تک دین پہنچایا۔ اسلام کا ظاہر و باطن شریعت و طریقت ہے دونوں کی تدوین قرآن اور حدیث سے ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم موجودہ کتابی صورت میں اور احادیث مبارکہ مختلف مجموعوں

---

[1] مکتوب ۶۷، دفتر دوم بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۹۸ (س۔ ۱۵۔ ۲۳)

Marfat.com

کی شکل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مرتب نہیں ہو سکے تھے۔ یہ سارا کام خصوصاً جمع قرآن صحابہ کا کارنامہ ہے۔ اگر ہم صحابہ کرام کی امانت داری اور دیانت داری میں شک کریں تو قرآن معاذ اللہ مشکوک ہو جائے گا۔ جب قرآن کا یہ اعلان ہے **ذٰلك الكتاب لاريب فيه** یہ وہ کتاب ہے جس میں شک ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام ان پیاروں سے لیا جن کے تقوے پر اسے اطمینان تھا اور جن کی امانت داری اور دیانت داری اس کے علم میں تھی کہ دنیا میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان جیسا کسی کا ایمان نہیں۔

صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف حاصل کیا۔ اپنی آنکھوں سے ہر عمل کو دیکھا پوری کیفیت اور نوعیت کو سمجھا پھر پوری طرح اتباع کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ان ہی کاملین کا اتباع کیا گیا۔ خصوصاً جن مقامات پر صحابہ کرام پہنچے وہاں تو صحابہ ہی کا اتباع کیا گیا۔ یوں بھی صحابہ کے اتباع کے بغیر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مشکل ہے کہ یہی وسیلہ ہیں ان ہی کی پیروی میں نجات ہے۔ صحابہ کرام کی مخالفت کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں ہو گی اور اللہ کی محبت سے محروم رہنا ہو گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وجود شریفہ "ضرورت ایمان" ہے۔ تقریباً ۳۰۰۰ (تین ہزار احادیث احکام میں سے کم و بیش ۱۵۰۰ احادیث صرف اور صرف ایک ہی مکرم ہستی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی یا تصدیق کی گئی ہیں۔ اب ایک ہی صحابی کو برا کہنے سے شریعت کے نصف احکام قابل احترام نہیں رہتے۔ دیگر صحابہ کو شامل کیا جاتا ہے تو مکمل شرعی قوانین پر زد پڑے گی اور اسلامی زندگی کیسے گزرے گی یقین نہیں تو ایمان نہیں۔

اگر تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض جنگیں آپس میں مسلمان مسلمان ہی نے لڑیں۔ مگر ان واقعات کا گہری نظر اور حُسنِ ظن سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یا تو یہ جنگیں منافقین اسلام کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور سازشوں کا نتیجہ ثابت ہوئیں یا اجتہادی رائے میں اختلاف کے باعث۔ جہاں تک اجتہادی رائے میں اختلاف کا تعلق ہے تو شریعت نے اس کی اجازت دی اس وجہ سے بعض امور میں مخالفت آرا سے سب مخالفت اور مشاجرت لازم ہو گئی اور قائدہ یہ ہی ہے کہ ہر مجتہد کو اپنی رائے اور اجتہاد پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اسی اصول کے تحت بعض امور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی اختلاف رائے ہوا جو کہ شریعت سے قطعاً متصادم نہ تھا۔

ا مکتوب ۶۳ ص ۱۷۵، مطبوعہ ایشق استنبول ۱۹۷۷ء

Marfat.com

صحابہ کے اختلافات خواہش نفس کے تحت نہیں تھے کیونکہ ان بزرگوں کے نفوس تزکیہ حاصل کر چکے تھے امارگی سے نکل کر اطمینان کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔ وہ خلاف اجتہاد حق کی سربلندی پر مبنی تھا۔ لہٰذا جو مظاہر تھے ان کے لیے ایک درجہ ثواب ہے اور جو حق پر تھے انہیں دو درجہ ثواب حاصل ہوگا اس لیے زبان کو ان کی شان کے خلاف کچھ کہنے سے روکنا چاہئے۔

اہل بیعت کی محبت اہل سنت وجماعت کے ہاں شرط ایمان ہے جو حضرت علی کی محبت سے خالی ہو وہ خارجی کہلاتا ہے اور جو حضرت امیر کی محبت میں غلو کرے اور خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کی جناب میں تبرا کرے وہ رافضی قرار پاتا ہے۔ یہ دونوں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔

حضرت امام حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا تھا۔ ”علی تم مثل عیسیٰ ہو کہ یہود ان کے دشمن ہوئے تو ان کی والدہ پر بہتان لگادیا نصاریٰ دوست بنے تو عیسی علیہ السلام میں وہ باتیں ثابت کرنے لگے جو ان میں نہیں تھیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ میرے متعلق عقیدہ میں دو گروہ تباہ ہو گئے خارجی جو یہود کے مشابہ ہیں اور رافضی جو نصاریٰ کی روش پر ہیں۔“

اہل سنت کے اکابرین کا عقیدہ یہ ہے حضرت امام شافعی نے فرمایا:

لو کان رفضاً حُبِ الِ محمد

فلیشھد ثقلان انی رافِض

یعنی اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔“ (مکتوب ۳۶ حصہ اول دفتر دوم)

حضرت مجدد الف ثانی نے تحریر فرمایا: اس فقیر کے والد بزرگوار جو ظاہر و باطنی علوم کے عالم تھے۔ اکثر اوقات اہل بیت سے محبت رکھنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ جب ان کا وقت آخر تھا اس وقت پوچھا گیا تو فرمایا۔ ”میں اہل بیت کی محبت میں غرق ہوں۔“ اس وقت خدائے عزوجل کا شکر بجالایا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک معمول کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ چند سال پہلے فقیر کی یہ عادت تھی کہ ایصال ثواب کے لیے کھانا پکواتا تو حضرت امیر حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین کو شامل کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ احقر نے سلام عرض کیا تو حسب معمول شفقت سے جواب عطا نہ فرمایا۔ پھر فرمایا میں عائشہ

Marfat.com

کے گھر کھانا کھاتا ہوں جو میرے لیے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے۔" اس دن سے میں حضرت صدیقہ بلکہ تمام ازواج مطہرات کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

کمالاتِ مقامات ولایت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے ہیں۔ اولیاء کو ولایت کا منصب ان ہی کے دربارِ گہربار سے عطا ہوتا ہے۔ تمام روحانی سلاسل بھی آپ سے فیض یاب ہوتے ہیں آپ کی ذات شریفہ منبع حسنات وکرامات ہے، تصوف کے بڑے بڑے سلاسل مثلاً چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ اور ان کی لاتعداد شاخیں سب آپ پر منتہی ہوتی ہیں۔ آپ ہی سب کے سرخیل وسرپرست اعلیٰ ہیں۔ الحمد اللہ اہلِ سنت کے کڑوڑوں طالبان حق آپ کی محبت وعظمت اپنا سرمایہ سمجھتے ہیں۔ تمام مساجد اہل سنت میں ہر جمعہ کے خطبہ میں اہل بیت اطہار کا انتہائی عقیدت واحترام سے ذکر ہوتا ہے۔

ادب اللہ کی دی ہوئی توفیق سے میسر آتا ہے۔ اسد اللہ الغالب وجرأت میں یکتائے زمانہ بھلا کہاں شیر خدا اور کہاں تقیہ کا الزام۔ عقل سلیم اس بات کو کیسے مان لے کہ کمال معرفت اور شجاعت کے باوجود وہ باب العلم وشیر خدا علی المرتضیٰ نے ۳۰ سال تک خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بغض اپنے سینہ میں چھپائے رکھا اور اپنے ضمیر کے خلاف خود کو ظاہر کرتے رہے اور اتنا عرصہ نفاق کے ساتھ ان کی صحبت ومجلس قائم رکھی۔ اہل اسلام میں سے ادنیٰ مسلمان سے بھی ایسا نفاق تصور میں نہیں آسکتا۔ اس فعل کی بدی اور شناعت کا تصور کرنا چاہیے۔ حضرت امیر رضی اللہ کی طرف ایسی بے بسی۔ ایسے فریب اور ایسے نفاق کی نسبت کرنا یہ کیسی نادانی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علی خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتوقیر محض دکھاوے کے لیے کرتے تھے تو یہ دھوکہ اور منافقت ہوئی جو موصوف پر الزام ہے اور اگر یہ کہیں کہ حضرت علی نے مومنانہ صاف دلی اور سعادت مندی سے ریاست کے کاموں میں ہاتھ بٹایا اور کیونکہ خلفائے ثلاثہ حضرت علی سے عمر میں اور فضائل میں بڑے تھے اور ان کا احترام کرنا سنت تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کی بزرگی کے قائل تھے اور ان کا احترام فرماتے تھے (جب کہ وہ خلفیہ نہ تھے) تو یہ بات عقل قبول کرتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات شریفہ میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے بارے میں اپنے افکار پیش کیے ہیں جو تمام اہل سنت کے عقائد کے ترجمان ہیں کہ حب اہل بیت جزو ایمان اور نجات کا سامان ہے اور صحابہ کا اکرام اور ان کی اتباع ضرورت ایمان ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسول الکریم

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور احیائے دین

سید انور علی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ سپریم کورٹ آف پاکستان

مسلمان برصغیر میں فاتح کی حیثیت سے آئے اور تقریباً ایک ہزار سال حکومت کی۔ انگریزوں نے مسلمانوں ہی سے حکومت حاصل کی۔ اس لیے فطرتاً مسلمان ہی انگریز کے مدِ مقابل رہے اور تقریباً نوے سالہ مسلسل جدوجہد کے بعد بالآخر انگریزوں کے تسلط سے آزادی حاصل کی اور ایک نئی اسلامی مملکت یعنی پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس تمام جدوجہد کی بنیاد مسلمانوں کا یہ نظریہ تھا کہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جو کسی بھی دوسری قومیت میں ضم نہیں ہو سکتی۔ مسلمانانِ ہند کے دو قومی نظریہ کے برعکس ہندوؤں کا ایک قومی نظریہ تھا۔

حالاتِ حاضرہ سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ دو قومی نظریہ برصغیر ہند میں انیسویں صدی کی پیداوار ہے مگر حقیقتِ حال اس سے مختلف ہے۔ تاریخ خود اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں کی انفرادیت کو فنا کرنے کی سب سے پہلی کوشش مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں ہوئی۔ جب ہندوؤں کو خوش کرنے اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے اکبر نے اسلامی شریعت کو بالائے طاق رکھ کر مشرکانہ رسوم اور بدعات کو عام کیا۔ اکبر نے اپنے مصاحبِ خاص راجا مان سنگھ کی بہن سے بغیر اُس کو مسلمان کیے شادی کر لی۔ گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ ماتھے پر تلک لگایا اور سورج کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا۔ نہ صرف یہ بلکہ ملک میں گائے کا ذبیحہ بند کر دیا۔ ہندوؤں پر جذیہ ختم کر دیا۔ مساجد شہید کی گئیں اور مندر تعمیر کیے گئے۔ خلاف شرع احکامات جاری کیے گئے بادشاہ کے لیے سجدۂ تعظیمی لازمی قرار دیا گیا اور علی الصباح بادشاہ کے درشن کی رسم شروع کی گئی۔ ان تمام مشرکانہ اور ملحدانہ اقدام پر مستزاد یہ کہ دین

Marfat.com

الٰہی کے نام سے ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی جو دراصل ہندومت اسلام اور عیسائیت کے اصولوں پر مبنی تھا اور اس کا مقصد وحید اسلام اور مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کو ختم کرنا تھا چناں چہ اس سے عام مسلمانوں میں بڑی مایوسی پھیلی۔ کیونکہ مسلمانوں کا اجتماعی ضمیر کسی طرح اس کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا مگر بادشاہِ وقت سے ٹکر لینا بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ چناں چہ ایسے نازک ترین دور میں اسلام کا جو بطل جلیل بادشاہ کے مقابل آیا وہ خانوادہ نقشبندیہ کا وہی خرقہ پوش اور بوریہ نشین فقیر تھا جسے آج دنیا مجدد الف ثانی رحمتہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔

اسلام کے اس عظیم فرزند نے اپنی بے پناہ روحانی قوت اور بے مثال عزم سے شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کو پاش پاش کر کے رکھ دیا اور بے دینی اور گمراہیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے معمور فضا کو احیائے دین کے نور سے جگمگا دیا اکبری دور کی بے راہ روی اور بے دینی کے خلاف جدوجہد میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی علمی اور عملی دونوں قوتوں کو بروئے کار لا کر احیائے دین کا ایک کارنامہ انجام دیا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں پوری قوت کے ساتھ اسی دو قومی نظریہ کا احیاء کیا جس کے نتیجے میں پاک و ہند میں ایک انقلاب برپا ہوا۔ جہاں تک علمی جدوجہد کا تعلق ہے، حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مکتوبات گرامی جن کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے توحید و رسالت کی حقیقت اور شریعت و طریقت کی اہمیت اور افادیت پر ایک بیش بہا لٹریچر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان خطوط میں انہوں نے ایک طرف اس افسوس ناک اور مایوس کن صورت حال کا تفصیلی ذکر کیا ہے جو اکبر کی غلط روش سے پیدا ہوا اور دوسری طرف پرزور اور نہایت دل نشین انداز میں اسلامی اصولوں کی وضاحت کی ہے اور اُن کی برتری کو ثابت کیا ہے۔ دورِ اکبری میں مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر کرتے ہوئے آپ ایک خط میں لکھتے ہیں۔ ”دورِ اکبری میں قوانین کفر اس حد تک غالب تھے کہ مسلمان اسلامی قوانین کے اظہار سے عاجز تھے اور اگر ظاہر کرتے تو قتل کر دیے جاتے۔“ ایک اور خط میں آپ نے تحریر فرمایا ”کفر والے صرف اس پر راضی نہیں ہیں کہ اسلامی حکومت میں اُن کے ضوابط کفریہ کھلم کھلا نافذ ہو جائیں بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی قوانین و احکام سرے سے مٹا دیے جائیں اور انہیں اس حد تک ناپید کر دیا جائے کہ اسلام اور مسلمانوں کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔“ ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”ایسی باتیں شرک اور کفر ہیں اور ان کا دینِ اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرکِ اصغر سے بچو۔ شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا بھی مشرک ہے اسلام کی شرط کفر سے بیزار ہونا ہے اور شرک

Marfat.com

سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے۔ دکھ درد اور بیماریوں کو دور کرنے کے لیے بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا شرک ہے کافروں کی دیوالی کے دنوں میں کافروں کی رسموں کا بجالانا، خوشی منانا، بیٹیوں اور بہنوں کو ہدیہ بھیجنا اور اپنے برتنوں کو سرخ چاولوں سے بھرنا، یہ سب شرک ہے اور دینِ اسلام کے منافی ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے نہ صرف علمی سطح پر اسلام کی حقانیت اور انفرادیت کو ثابت کیا بلکہ عملاً بھی اسلام کی تبلیغ کے لیے اپنے خلفا کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں متعین کیا اور خطوط کے ذریعے مسلسل رہنمائی فرماتے رہے اس طرح آپ نے مسلمانوں میں بدعت سے نفرت اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء کا ذوق و شوق پیدا کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک خط میں تحریر فرمایا۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مردہ سنت کو زندہ کرے گا اللہ اس کو سو شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔" اسی طرح ایک اور خط میں بدعت کے متعلق آپ نے لکھا "بدعت سے بچیے اگرچہ بدعت صبح کے نور کی طرح روشن ہو۔ حقیقت میں اس کی کوئی روشنی، کوئی نور نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں بیماری کی شفا ہے۔ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو سنت کو دور کرنے والی ہوگی یا اُس سے سکوت کرنے والی۔ ساکت ہونے کی صورت یقیناً سنت پر زائد ہوگی اور یوں اس پر ناسخ ہے۔ کیوں کہ نفس پر زیادتی اس کی تنسیخ کا حکم رکھتی ہے۔ بدعت دین کو کاٹنے والی کلہاڑی ہے اور سنت چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ بدعت کا دور کرنا اسلام کی تقویت کے لیے لازمی ہے۔"

بدعت کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اس وضاحت سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ آپ ہر بدعت حسنہ کے مخالف ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آپ کا موقف یہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم میں کمی بیشی جائز نہیں۔ اسی طرح سنت میں بھی کمی بیشی جائز نہ ہونی چاہیے۔ ہر وہ بدعت حسنہ جو سنت میں زیادتی یا کمی کر کے وجود میں آئی ہو آپ ایسی بدعات کے خلاف ہیں آپ کا یہ موقف فقیہانہ نہیں لیکن عارفانہ اور حکیمانہ ضرور ہے۔ ایسی بدعات کے علاوہ جو بدعات حسنہ رائج کی جائیں آپ اُس کے قائل بھی ہیں اور عامل بھی۔

مکتوبات شریف میں آپ نے یہ حدیث شریف پیش کی ہے جس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اچھی عادت یا رسم ایجاد کی یعنی بدعت حسنہ تو اُس کا اجر و ثواب ایجاد کرنے والے کو بھی ملے گا اور جو اس بدعت حسنہ پر عمل کرے گا اُس کو بھی ملے گا۔ اس سے واضح ہو گیا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ سرے سے بدعت ہی کے خلاف ہیں۔ خواہ وہ حسنہ ہو یا سیئہ، ہرگز صحیح نہیں ہے اگر

Marfat.com

غور کیا جائے بدعت کے بارے میں آپ کا موقف نہایت مدبرانہ ہے۔

رفتہ رفتہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کا اثر مسلمانوں میں احیائے دین کی صورت میں نمودار ہوا اور اکبر کا دین الٰہی خود اپنی موت مر گیا اکبر کی وفات کی بعد بھی بے دینی کی کیفیت کچھ عرصے تک جاری رہی۔ اس لیے کہ آغاز میں شہنشاہ جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا رہا مگر اُس کے ساتھ ہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تبلیغی سرگرمیاں بھی باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کر گئیں اور بہت سے وزراء اور امراء حکومت آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اس صورت حال کے پیش نظر نور جہاں اور آصف خاں کے اثر ورسوخ کے تحت آپ کو شہنشاہ جہانگیر نے دربار میں بلایا اور درباری رسوم کے مطابق بادشاہ کو سجدہ کرنے کے لیے کہا گیا لیکن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے برملا انکار کر دیا کہ سوائے خدا کے سجدہ کسی کو جائز نہیں۔ اس پر جہانگیر نے آپ کو قلعہ گوالیار میں ایک سال تک قید رکھا۔ قید کے مصائب آپ نے اولوالعزمی کے ساتھ برداشت کیے اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اُس نے آپ کو نہ صرف رہا کر دیا بلکہ نہایت تکریم و تعظیم سے پیش آیا اور آپ سے لشکر شاہی میں رہنے کی درخواست کی جو آپ نے قبول کر لی اور بادشاہ اور عمائدین سلطنت میں تبلیغِ دین کے ذریعے بے راہ روی اور بے دینی کی رسوم کو ختم کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جو بے مثال کامیابی بادشاہانِ وقت کے خلاف حاصل کی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا کہ سجدۂ تعظیمی بالکل موقوف کر دیا گیا۔ گاؤکشی میں آزادی دی گئی۔ گائے کا گوشت برسرِ بازار فروخت ہونے لگا۔ ملک کے جس جس حصے کی مساجد شہید کی گئی تھیں دوبارہ تعمیر کی گئیں، دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی اور اس میں بادشاہ نے امراء سمیت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی امامت میں نماز ادا کی۔ شہر بہ شہر محتسب اور شرعی مفتی اور قاضی مقرر ہوئے۔ کفار پر جذیہ مقرر ہوا۔ تمام خلاف شرع قوانین منسوخ کر دیے گئے۔ تمام بدعات اور جاہلانہ رسوم بالکل مٹا دی گئیں۔

نہ صرف یہ بلکہ بادشاہ اپنی بدکرداری پر نہایت شرمندہ ہوا اور ہر روز آپ سے اپنی مغفرت کی دعا کے لیے التجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس سے وعدہ کیا کہ خاطر جمع رکھو میں اُس وقت بہشت میں داخل ہوں گا جب تم کو اپنے ساتھ لے لوں گا۔ اس طرح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے نہ صرف احیائے دین کا ایک عظیم کارنامہ انجام دیا بلکہ برصغیر میں مسلمانوں کی انفرادیت کا لوہا منوالیا اور

Marfat.com

یہی وہ کارنامہ ہے جس کی بنا پر وہ تاریخ عالم میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے متبرک نام سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تحریک کے ہی اثرات تھے جو ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی ۱۹۳۰ء میں مطالبہ پاکستان اور ۱۹۴۷ء میں مملکتِ خداداد پاکستان کی صورت میں نمودار ہوئے اور مسلمانان ہند کو ایک باوقار قوم کی حیثیت دے گئے۔

اس سلسلے میں مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جو مدبرانہ کردار ادا کیا اُس کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے پیغام کو ہمہ گیر بنایا اور ملت اسلامیہ کو زندگی عطا فرمائی۔

سید انور علی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ
(سپریم کورٹ آف پاکستان)

مراجع

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: سیرت مجدد الف ثانی، کراچی، ۱۹۷۶ء
۲۔ زوار حسین شاہ: حضرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۲ء
۳۔ ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ چہارم، مطبوعہ کراچی
۴۔ شیخ احمد سرہندی: مکتوبات شریف (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی، ۳ مجلدات

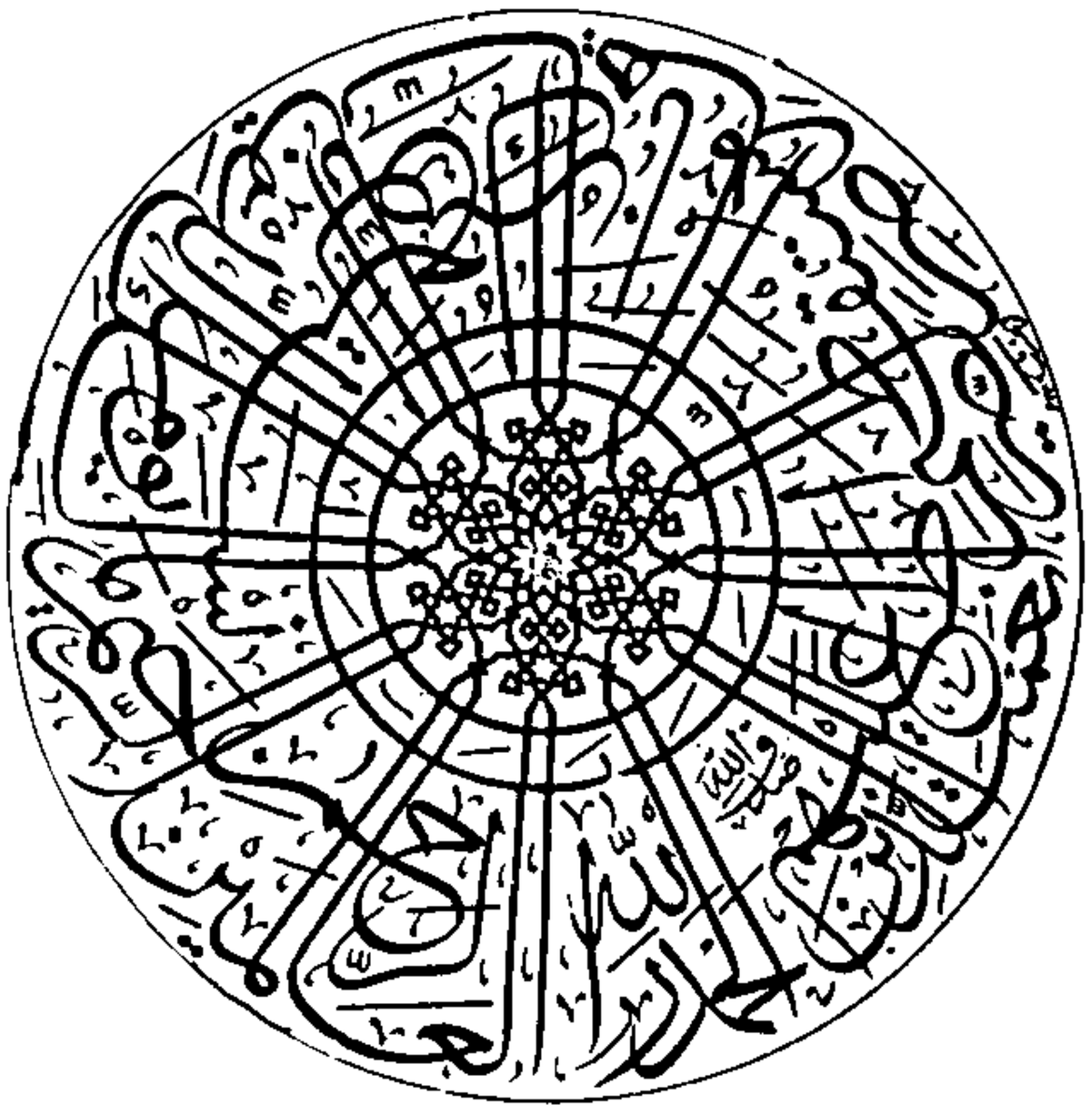

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا تجدیدی کام

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی، شرق پور شریف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخلاَقِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ایک خاص مقصد یہ بھی تھا کہ آپ اُمت کو اچھے اور عمدہ اخلاق سے مزین فرمادیں۔ آپ کے بعد میں یہ کام جاری رہنا تھا اس لیے آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِ الْاُ مَّۃِ عَلٰی رَاسِ کُلِّ مِائَۃَ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدْ لَھَادِ یْنَھَا

"ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو اُمتِ مسلمہ کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد سے اب تک ۱۴۰۰ سال بیت چکے ہیں، کم از کم ۱۴ ایسے خاص افراد تشریف لا چکے ہیں جو دین اسلام کے نظام میں داخل ہونے والی بدعات کے غبار کو صاف کرتے رہے۔ اس فہرست میں گیارھویں صدی کے مجدد کا نام اس اعتبار سے زیادہ نمایاں ہے کہ آپ ہزارۂ دوم کے بھی مجدد ہیں یعنی مجدد الف ثانی، آپ کی تعلیمات انشاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

آئندہ ہزار برس تک مؤثر رہیں گی اور تجدید اور احیاء دین کا کام ہوتا رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سے قبل ہندوستان میں مغل بادشاہ اکبر حکمراں تھا۔ اکبر کا ابتدائی دور تو قدرے ٹھیک تھا مگر بعد میں اس نے ایسی بدعات ایجاد کیں جس نے دین اسلام کا چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا۔ ہر بری عادت کو فروغ دیا گیا اور ہر اچھی بات سے صرف نظر کیا گیا جس کی تفصیل ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں بیان کی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۴ء میں سرہند شریف میں حضرت شیخ عبدالاحد کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد ماجد آپ کو وقت کے مشہور قادری بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے، انہوں نے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا۔ ''عبدالاحد یہ بچہ تیرے گھر میں عالم باعمل اور عارف کامل پیدا ہوا ہے، اس کے فیض سے گمراہیوں کی تاریکیوں کا خاتمہ ہوگا۔ یہ کہہ کر حضرت شاہ کمال کیتھلی نے بچے کے منہ میں اپنی انگلی دیدی، بچہ انگلی چوسنے لگا، کچھ دیر کے بعد حضرت شاہ کمال کیتھلی نے انگلی منہ سے نکال لی اور فرمایا، ''بابا بس کرو، اتنا ہی کافی ہے کچھ ہماری اولاد کے لیے بھی چھوڑو۔''

روایات میں آتا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو اکبر بادشاہ نے اس رات خواب میں دیکھا کہ شمال سے ایک تیز آندھی آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اکبر کو اس کے تخت سمیت اپنی گرفت میں لے لیا، بادشاہ نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے مگر آندھی کے جھکڑوں نے تخت سمیت اکبر کو زمین پر دے مارا۔

بادشاہ ہڑبڑا کر اُٹھا، فوراً امراء و وزرا اور تعبیر دان بلائے اور خواب کی تعبیر پوچھی، انہوں نے کہا کہ ''آج کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو اسلام کے منافی بنائے ہوئے آپ کے آئین کو ہلا کر رکھ دے گا۔''

وہ بچہ کون ہے؟ بادشاہ کو کچھ پتہ نہ چل سکا۔ تاہم یہ بچہ جب جوان ہوا تو اس نے بادشاہ کے بنائے ہوئے وہ قانون دیکھے جو اسلامی اقدار کے منافی تھے۔

آپ نے یہ محسوس کیا کہ اللہ کے سامنے جھکنے والوں کو بادشاہ کے آگے جھکنے پر مجبور کیا جا رہا ہے اور ان برائیوں کو بادشاہ کے حکم سے رائج کیا جا رہا ہے، ایسے کاموں کی سرپرستی ہو رہی ہے جن سے

Marfat.com

انسان ذلیل وخوار ہو رہا ہے۔

آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ کے سامنے بہت سے ایسے محاذ تھے جن پر آپ کو کام کرنا تھا، ان محاذوں میں سے چند ایک یہ تھے۔

۱۔ بادشاہ وقت کی اصلاح

۲۔ علماء سوء کی سرکوبی

۳۔ بااثر روافض کے اثرات کا قلع قمع

۴۔ ہندو جوگیوں کے اثر و نفوذ کا ازالہ

۵۔ صوفیائے خام کے افکار و نظریات کی اصلاح وغیرہ وغیرہ۔

ان محاذوں[1] میں ہر طبقہ اپنے دامن میں لایعنی نظریات کا پلندہ رکھتا تھا۔ آپ سے قبل مجددین کے سامنے کوئی ایک محاذ تھا، کسی کے سامنے اعتزال تھا، کسی کو فلسفیوں سے سابقہ تھا، کوئی وقت کی برائیوں سے نبرد آزما تھا..... یہ بات متحقق ہے کہ جتنا کٹھن کام کسی سے اللہ تعالیٰ نے لینا ہوتا ہے اتنا ہی کام کرنے والے کو حوصلہ مند، باہمت اور باصلاحیت بنایا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا تھا لہٰذا انہیں استقلال واستقامت سے نوازا گیا، انہیں علماء سو سے گفتگو کرنا تھا لہٰذا انہیں ظاہری وباطنی علوم سے مزین کیا گیا، انہیں روافض سے ٹکر لینی تھی لہٰذا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے نوازا گیا۔ ان کا واسطہ ہندو جوگیوں سے پڑنا تھا لہٰذا ان کے کذب سے انہیں آشنا کیا گیا اور خام صوفیوں سے بھی ان کا ٹکراؤ ہونا تھا لہٰذا تصوف کی دولت سے بھی انہیں مالا مال کیا گیا.....

اگر غور کریں تو ہندوستان میں اس سارے بگاڑ کی اصل وجہ بادشاہ کے بے دینی تھی چونکہ وہ ان پڑھ تھا، وہ از خود مطالعہ نہیں کر سکتا تھا، بے دینوں نے اسے بے دینی کی راہ دکھائی، وہ اس پر چل نکلا۔ اب مفاد پرست وہ لوگ بھی اس کے دام میں آگئے جن کی آواز اور بات پر لوگ یقین رکھتے تھے یعنی علماء

۱۔ ان محاذوں کے علاوہ اور بہت سے محاذ تھے جن کا اندازہ محسن فانی کی کتاب دبستان مذاہب کے مطالعے سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

سوء اور صوفیائے خام۔ ان لوگوں نے اکبر کو الوہیت کے درجے تک پہنچادیا۔ وہ ان کاموں میں مختار مختار بننے لگا جن کا تعلق محض خدا کی ذات سے ہے۔ پھر اس نے اپنے نام کو کلمہ طیبہ کا ایک جز بنادیا اور نبوت کے مقام تک جانے کی جرأت کرنے لگا۔ اس نے کلمے کو یوں رائج کیا۔

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اَکْبَرُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہ [1]

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اسلام کی بے بسی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ کافر بلاد اسلامیہ میں کافرانہ احکام کے اجراء پر ہی بس نہ کرتے تھے بلکہ وہ تو یہ چاہتے تھے مسلمانوں میں مسلمانی کی بو بھی نہ رہے۔ ان لوگوں نے معاملہ یہاں تک پہنچادیا کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کو بجالاتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا، ہندوستان میں گائے کی قربانی اسلام کے عظیم شعائر میں سے ہے لیکن کافر جزیہ دینے کے لیے تیار تو تھے لیکن گائے ذبح کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔ کفار بے تحاشہ مسجدوں کو منہدم کرنے لگے اور ان کی جگہ مندر تعمیر کرنے لگے۔ رام اور رحمان کو ایک حیثیت دے دی گئی تھی۔

عہد اکبری میں مسلمان غیر اسلامی رنگ میں اس قدر رنگ گئے تھے کہ کفر و اسلام میں امتیاز مشکل تھا۔ مسلمانوں میں سینکڑوں مشرکانہ رسوم رائج ہوگئی تھیں جس کا اثر عہد جہانگیری تک رہا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے پوری قوت کے ساتھ اصلاح کی کوشش کی اور اس ماحول میں جہاں آواز حق بلند کرنا اپنے سر کو تلوار پر رکھنے کے مترادف تھا، حضرت مجدد نے پوری اسلامی حمیت اور غیرت کے ساتھ بڑے مدبرانہ انداز میں اعلاء کلمتہ الحق کیا۔ دربار جہاں گیری کے اہم رکن حضرت شیخ فرید بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ :

"ذرا خیال تو کریں کہ معاملہ کہاں تک پہنچ چکا ہے۔ مسلمانوں کی بو بھی باقی نہیں رہی۔ ایک دوست نے کہا کہ تم لوگوں میں جب تک کوئی دیوانہ نہ ہوگا مسلمانی تک پہنچنا مشکل ہے۔ اسلام کے بول بالا کرتے ہوئے اپنے نفع و نقصان کا بھی خیال نہ کرنا یہ ہے دیوانگی۔ اسلام رہے تو کچھ بھی ہو اور اگر نہ رہے تو پھر کچھ

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے فارسی خطوط میں ان باتوں کی طرف اشارے کیے ہیں گو ابوالفضل نے اکبر نامہ میں اس کا دفاع کیا ہے مگر تاریخی حیثیت سے محدث دہلوی کی بات صحیح ہے۔

Marfat.com

بھی نہ رہے۔ اگر مسلمانی ہے تو پھر خدا کی رضا اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی بھی ہے اور آقا کی رضا سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اقبال نے اسے یوں بیان کیا ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اکبری دور میں جو حالات پیدا ہو گئے تھے اس کی اصلاح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی کو بھیجا۔ آپ نے ہر قسم کی بدعات و منکرات اور الحاد و لادینیت کے لیے شمشیر بکف ہو کر اپنی مساعی جمیلہ سے اسلام کو برصغیر پاک و ہند میں صحیح مقام دلایا۔ یہ خاموش انقلاب کوئی آسان کام نہ تھا۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

اکبر بادشاہ نے ابو الفضل فیضی کے کہنے پر ۱۵۷۹ء میں اپنے دین الٰہی کا اعلان کر دیا، یہ دین الٰہی کیا تھا، اسلام کے خلاف ایک بغاوت تھی مگر وقت کے علماء اس کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کر سکے۔ ان علماء میں نہ جرأت تھی نہ حوصلہ وہ اس قدر بے بس تھے کہ اس کی ساری شقیں تسلیم کرنے پر سراپا نیاز بن گئے۔

وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروق سرہندی رحمتہ اللہ علیہ تھے جنہوں نے ببانگ دہل اس کی مخالفت کی۔ آپ نے دین الٰہی کی جزئیات کو دیکھا تو اسے سراپا اسلام کے خلاف پایا گویا اس کے تحت ایک مسلمان کو اسلام کے گہوارے سے نکال کر کفر کی جھولی میں ڈالنا تھا۔ اس دین کے لیے یہ فارمولا وضع کیا گیا تھا کہ تمام مذاہب سے ان کی اچھی باتیں نئے دین میں شامل کر لی جائیں لیکن اسلام سے کوئی چیز نہ لی جائے۔ گویا اکبر کے نزدیک اسلام میں کوئی بھی اچھی چیز نہیں تھی۔ ترجیح و عمل کا ذریعہ عقل کا فیصلہ قرار دیا گیا۔ لہٰذا نصاریٰ نے گھنٹہ بھی بجایا جو گرجوں میں بجتا ہے، باپ، بیٹا اور روح القدس کی تثلیث بھی پرچار کیا گیا۔ پارسیوں کی رسم جو پارسیوں سے پہلے ہندو راجاؤں کی بیٹیوں کے

Marfat.com

ذریعے اکبری حرم میں موجود تھی اس میں مسلسل روشن رکھی جانے والی آگ کا اضافہ کر دیا گیا اور بادشاہ خود اعلانیہ آتش پرستی کرنے لگا۔ ہندو دھرم کا پرچار کیا جانے لگا۔ عبادت گاہوں میں توحید ختم کر دی گئی اس کی بجائے شرک صریح آگیا۔ آفتاب کی پوجا دن میں چار بار ہونے لگی۔ سورج کے ایک ہزار ایک نام دین الٰہی کا وظیفہ قرار پایا۔ مظاہر قدرت قابلِ پرستش ٹھہرائے، گائے کا پیشاب پوتر (پاک) سمجھا گیا، گائے کے گوبر کی پوجا کی جانے لگی، لوگوں سے یہ وعدہ لیا گیا کہ وہ اسلام سے علیحدگی اختیار کریں گے۔ السلام علیکم کی بجائے اللہ اکبر اور وعلیکم السلام کی بجائے جل جلالہ کہنے کی تلقین کی گئی۔ شراب حلال قرار دی گئی وغیرہ وغیرہ۔[1]

اندازہ کریں دین الٰہی کی یہ شرطیں ایک ادنیٰ مسلمان کو بھی پسند نہ ہوں گی چہ جائیکہ حضرت مجدد الف ثانی انہیں قبول کرتے۔ آپ نے اس کے خلاف قلمی جہاد کیا اور اکبر کے بعد جہانگیر کے دور حکومت میں خود جہانگیر سے اس کی تنسیخ کروائی اور اکبر کا دینِ الٰہی اکبر کی موت کے ساتھ ہی اپنی موت مر گیا اور آصف جاہ وغیرہ کے باعث جسد ملت میں جو روافض کے جراثیم سرایت کرتے جا رہے تھے ان سے شاہی لشکر بڑی حد تک پاک ہو گیا۔ آپ چار برس شاہی لشکر میں بھی رہے۔ آپ نے بیرون ملک تبلیغی وفود بھی بھیجے جن کے ذریعے خراسان، بدخشاں، توران، ماوراء النہر، حجاز، یمن، شام، ترکستان اور روم وغیرہ ممالک میں لاکھوں بندگانِ خدا کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور اس کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو بھی خوب فروغ ہوا۔[1] آپ بلاشبہ 'مجدد الف ثانی' ہیں آپ کے وجود مسعود سے ملت اسلامیہ کو حرارت ملی، جذبہ جہاد ملا اور ایک انقلاب برپا ہوا۔ مستقبل میں آنے والے اسلامی انقلابات میں آپ کا خون جگر شامل رہے گا۔

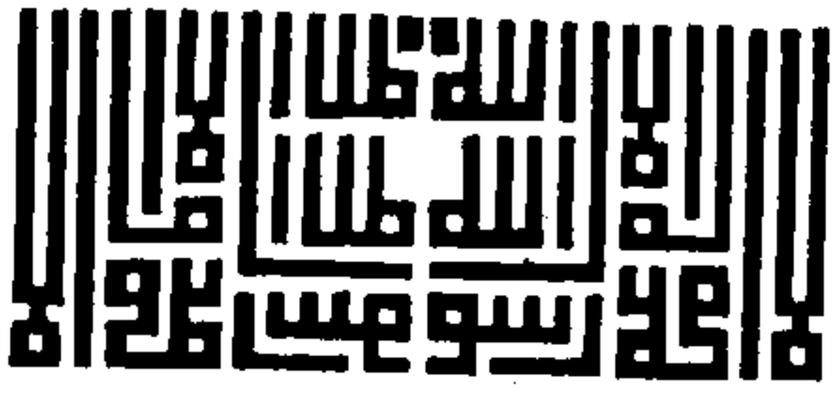

۱۔ یہ پوست کندہ حالات ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں بیان کیے ہیں۔ موصوف اکبر بادشاہ کے دربار کے امام بھی رہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

سلطنت مغلیہ پر حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تبلیغ کے حیرت انگیز اثرات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا تھا ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جب دل نور ایمان سے چمکتا دمکتا ہے تو نظر میں وہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ بگڑی ہوئی تقدیریں سنورنے لگتی ہیں مگر دنیا کی طلب نے ہم کو نگاہ کی تلاش سے محروم کر دیا۔ جو نگاہ کی تلاش میں رہے وہ خود بھی بن گئے اور دوسروں کو بھی بنا دیا..... حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اُنہیں جلیل القدر ہستیوں میں ہیں جن کو ان کے مرشد کریم حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمتہ کی نگاہِ کرم نے ایسا بنایا کہ آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والے ہزاروں لاکھوں بن گئے سنور گئے۔ بیشک ع

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اکبر بادشاہ کی تخت نشینی (۹۶۳ھ) کے ۸ برس بعد ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۰۱۴ھ میں اکبر کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف ۴۴ سال ہو گی۔ اعیان مملکت سے آپ کے مراسم تھے اور خاموشی کے ساتھ تبلیغ و ارشاد کا کام جاری تھا، جس کا نتیجہ جہاں گیر بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت ظاہر ہوا۔

جہاں گیر بادشاہ کے بیٹے شہزادہ خسرو نے جہاں گیر کے خلاف بغاوت کی جو جہاں گیر کے لیے

Marfat.com

سخت تشویش کا باعث تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مخلص اور عقیدت مند وزرا نے اس شرط پر جہاں گیر کا ساتھ دیا کہ وہ سلطنت میں احکام شریعت نافذ کرے گا۔ جہاں گیر نے وعدہ کیا اور وہ کامیاب ہو کر ۱۰۱۴ھ میں تخت نشیں ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مقبولیت اور آپ کے مخلص وزراء کی کامیاب پالیسی آپ کے دشمنوں کو سخت گراں گزری چناں چہ انہوں نے ایک سازش کے ذریعے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو جہاں گیر کے حکم سے دربار میں بلایا۔ جہاں گیر کے دربار میں سلام کی جگہ سجدۂ تعظیمی کا رواج تھا اور دشمنوں کو یقین تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے اور یہ بات جہاں گیر کو غضب ناک کر دے گی اور یقیناً وہ آپ کو قید کر دے گا۔ چنانچہ یہ سازش کامیاب ہوئی۔ جب آپ جہاں گیر کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ نے سجدۂ تعظیمی نہیں کیا اور سلام کیا۔ دشمنوں نے جہاں گیر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی۔ چنانچہ غضب ناک ہو کر اس نے قید کا حکم دیا۔ قلعہ گوالیار میں آپ کو قید کیا گیا جہاں آپ نے بہت سے غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ آپ ایک سال ۱۰۲۸ھ سے ۱۰۲۹ھ تک قید رہے اس کے بعد جہاں گیر نے آپ کے حیرت انگیز عفو و درگزر اور صبر و تحمل سے متاثر ہو کر رہائی کا حکم دیا، کشمیر بلایا جہاں وہ مقیم تھا اور آپ کی خدمت میں خلعت فاخرہ اور اشرفیاں پیش کیں جس کا ذکر جہاں گیر نے تزک جہاں گیری میں کیا ہے..... ان عنایات کے باوجود غالباً جہاں گیر آپ کی ہمہ گیر مقبولیت کی وجہ سے اپنی حکومت کے لیے خطرہ محسوس کرتا تھا اس لیے اس نے آپ کو اپنے ساتھ رکھا۔ آپ ۱۰۲۹ھ سے ۱۰۳۳ھ تک اس کے ساتھ رہے۔ اس طرح بادشاہ اور وزراء نیز فوجی افسروں کو تبلیغ کا سنہری موقع ملا اور آپ نے تبلیغ وارشاد کا حق ادا کر دیا۔ جہاں گیر بادشاہ کے ساتھ یہ چار سالہ رفاقت فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ سلطنت میں انقلاب برپا ہو گیا۔ جہاں گیر کے بعد شاہ جہاں اور شاہ جہاں کے بعد اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ نے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کا مرید ہو کر اور پورے برصغیر میں شریعت کو نافذ کر کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مساعی جمیلہ کو تکمیل تک پہنچایا۔

مورخین نے برسوں تک اس انقلاب کا تو ذکر کیا مگر سبب نہ بتایا کہ انقلاب کیوں آیا؟ اس انقلاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات اہل اللہ کتنے قوی ہوتے ہیں کہ سلطنتیں بدل کر رکھ دیا کرتے ہیں۔ آپ ایک عظیم مدبر تھے، وقت کے تقاضوں کو جانتے تھے، حکومت اور معاشرے کی پیچیدگیوں کو سمجھتے تھے، آنکھ بند کر کے تبلیغ نہ فرمائی، آنکھ کھول کر تبلیغ کی جس کے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوئے اور جہاں گیر بادشاہ نفاذ شریعت کا قائل ہو گیا اور اس سلسلے میں ایک کمیشن مقرر کیا۔

کئی صدیوں سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر کام ہو رہا ہے گزشتہ صدی میں جدید دنیا میں

Marfat.com

کام شروع ہوااور پھیلتا چلا گیا، آج کئی ملکوں میں آپ پر کام ہورہاہے اور تقریباً ۷۲ ویب سائٹ میں آپ کے ذکر اذکار ہیں اس کے علاوہ ۴۰۰ ویب سائٹوں میں آپ کے حوالے ہیں۔ آپ دنیا کے کسی گوشے میں ہوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شخصیت اور تعلیمات سے ویب سائٹ کے ذریعے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس وقت عالم اسلام میں مسلم معاشرے کی اصلاح کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات تریاق واکسیر کا حکم رکھتی ہیں مگر اس کے لیے وہ طریقہ اپنانا ضروری ہے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنایا تھا۔ سنجیدگی و متانت، تدبر و تفکر، صبر و تحمل، عفو درگزر..... علمائے کرام اور مشائخ عظام اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتے ہوئے اس طرف متوجہ ہوں اور عمائدین سلطنت کو شریعت کی راہ پر چلانے کی مسلسل کوشش کریں۔ یقیناً یہ کوشش کامیاب ہوگی۔

بجن زنور یقین خانہ ٔ دلم روشن
چناں کہ مہر دہد ذرّہ را درخشانی

۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ
۱۳ مئی ۲۰۰۱ء

احقر محمد مسعود عفی عنہ
کراچی۔ سندھ

حوالے

۱۔ ڈاکٹر اقبال : بال جبریل، لاہور ۱۹۶۳ء ص ۲۱۱
۲۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی : مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید، لاہور، ۱۹۴۷ء، ص ۶
۳۔ جہاں گیر بادشاہ۔ تزک جہاں گیری، لکھنؤ، ص ۲۷۴۔۲۷۵
۴۔ تزک جہاں گیری (ترجمہ اردو)، لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۵۶۳
۵۔ خواجہ سیف الدین۔ مکتوبات خواجہ سیف الدین (مرتبہ محمد اعظم)
۶۔ محمد امین نقشبندی : مقامات احمدیہ، لاہور، ص ۱۰۸
۷۔ محمد امین بدخشی : مناقب آدمیہ (۱۰۷۰ھ) مخطوطہ برٹش میوزیم ۱۱۴۰ھ، ورق ۱۱۰
۸۔ محمد مسعود احمد : مجدد ہزارۂ دوم، کراچی ۱۹۹۷ء، ص ۲۰۳۔۲۳۶
۹۔ محمد معصوم خواجہ : تلخیص مکتوبات معصومیہ، لکھنؤ ۱۹۶۰ء، تین مجلدات
۱۰۔ خواجہ محمد نقشبند : مکتوبات خواجہ محمد نقشبند، حیدر آباد سندھ، ۱۹۶۳ء
۱۱۔ محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات، کانپور ۱۸۸۹ء، ص ۱۳۹، ۱۴۵
۱۲۔ I.H Qureshi: A History of Freedom Movment , Karachi, 1957, p.20
۱۳۔ Tripathi: The Rise and fall of Mughal Empire, 1956, P.355-6

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی کا انداز تعلیم و تبلیغ اور اس کے اثرات و نتائج

پروفیسر نثار احمد جان سرہندی مجددی
صدر شعبہ علوم اسلامیہ، ایس۔اے۔ایل گورنمنٹ کالج، میرپور خاص (سندھ)

جناب صدر مجلس علمائے کرام و مشائخ عظام کرام بالخصوص استاذی المعظم پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد صاحب زید مجدکم میرے مقالے کا عنوان ہے۔

"حضرت مجدد الف ثانی کا انداز تعلیم و تبلیغ اور اس کے اثرات و نتائج"

(پہلے حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے گی بعد ازاں انداز تعلیم و تبلیغ کے اثرات و نتائج پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے گی)

گلشن ہستی میں ہزاروں مصلحین، رہبر و رہنما پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے اپنے انداز سے دنیا کو متاثر کیا۔ ہر ایک کا انداز و ترجیحات الگ الگ تھیں۔ بمصداق:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

مگر ایک پھول ایسا بھی کھلا کہ جس کی خوشبو نے مشام جاں کو ایک ہزار سال تک معطر رکھنا ہے۔ ایک ایسا دیدہ ور جس نے گلشنِ اسلام کی تجدید نو کی جس پر اقبال کا یہ شعر کتنا صادق آتا ہے کہ ؎

Marfat.com

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور آج الحمد للہ ذکر خیر ہو رہا ہے اُسی دیدہ ور کا اُسی عظیم مجدد کا جس نے شریعت و طریقت کو ملا دیا۔ آپ سے پہلے امتدادِ زمانہ کی وجہ سے شریعت و طریقت کی مثال دو الگ الگ مختلف دریاؤں کی سی تھی کہ جو اگرچہ ایک ہی منبع سے پھوٹے تھے، مگر آگے چل کر دونوں میں دوری پیدا ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ شریعت صرف ظواہر کی پابندی رہ گئی اور تصوف غیر اسلامی فلسفہ، افکار، اوہام و خرافات کا مجموعہ بن کر رہ گیا۔ دونوں میں بعد المشرقین پیدا ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ان دونوں دریاؤں کو پہلے تو غیر اسلامی افکار و عقائد سے مصطفیٰ کر کے انہیں خالص آبِ مقطر بنا دیا اور صرف یہی نہیں ان دونوں دریاؤں کو ازسرِ نو ملا کر ایک کر دیا اور یہ ظاہر کر دیا کہ اسلام میں شریعت و طریقت اصل میں ایک ہی چیز ہیں۔ شریعت جسم ہے اور طریقت روح۔ کوئی روح جسمانی پاکیزگی کے بغیر صاف نہیں ہو سکتی۔ بعینہٖ کوئی جسم بغیر روح کے بیکار ہے۔

آپ کا تیسرا کارنامہ اعلائے کلمۃ الحق تھا۔ باطل کے سامنے نہ جھکنے کا جذبہ انقلاب دو طرح سے آتا ہے ایک خوں ریزی سے دوم بتدریج۔ وہ انقلاب جو خوں ریزی سے آتا ہے اپنے ساتھ ایسی تباہی و بربادی لاتا ہے کہ جس کی قوم کو بڑی قربانی چکانی پڑتی ہے اور کبھی تو قوم اُس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ آپ نہایت حکمت و دانائی سے بتدریج وہ خاموش انقلاب لائے کہ پورا معاشرہ جو کہ غیر اسلامی، غیر شرعی افکار و نظریات کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ وہ واپس اسلام کے مرکزی دھارے main stream میں آگیا۔ اس سلسلے میں آپ نے جو تکالیف اُٹھائیں، گھر بار چھوڑا، اطمینان و سکون کی زندگی کو ترک کیا جو ایک عالم اور عارف کو بہت محبوب ہوتی ہے۔ بقیہ عمر لشکر میں رہے مگر ایک جابر حاکم کے آگے آپ کا سر تسلیم خم نہ ہوا۔ آپ کے نحیف و نزار جسم کو جہانگیر کے بڑے بڑے پہلوان بھی جھکا نہ سکے۔ بالآخر جابر حاکم کا سر پر غرور ہی جھکا۔ آپ نے جتا دیا کہ حق کو باطل کے آگے جھکایا نہیں جا سکتا۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ باوجود حکومتِ وقت کی سخت نگرانی، جاسوسی اور مصائبِ قید و بند کے آپ نے اپنے خیالات کی نشر و اشاعت کے لیے ایک عجیب و غریب طریقہ ڈھونڈ نکالا وہ تھا خطوط یا مکاتیب کے ذریعے اپنے تبلیغی پیغام کی دنیا بھر میں نشر و اشاعت کرنا حکومتِ وقت نے بہت کوشش کی کہ آپ کو اور آپ کے پیغام کو محبوس و مقید کرے مگر کبھی خوشبو بھی مقید ہوئی ہے؟ دنیا

Marfat.com

نے دیکھا کہ آپ کے پیغام نے دنیا کو ایسا معطر کر دیا کہ آج تک آپ کے ہر متاخر سے آپ کے پیغام کی خوشبو آرہی ہے۔

آپ کی دلآویز شخصیت کا مابہ الامتیاز پہلو اعتدال و توازن ہے اور یہ صفت اس ہستی کے لیے نہایت اہم ہو جاتی ہے جس کو دعویٰ تجدید ہو۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ تاریخ کی وہ شخصیات کہ جن کو قدرت نے کسی مہتمم بے نشان کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اُن کی زندگی میں بھی افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ جو آگے چل کر اُن کے کارناموں پر اثرانداز ہو جاتی ہے۔ بطور خاص علمائے کرام و صوفیائے عظام میں بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے شعبہ یا میدان میں منتہائے مقصود کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں بہت زیادہ اعتماد پیدا ہو جاتا ہے۔ over confidence اس کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ ؏

مستند ہے میرا فرمایا ہوا

اور پھر یہ کیفیت ایک ضد ایک سنک میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کیفیت کے بہت سے مناظر ہر طالب علم کو اپنے اساتذہ یا علمی کتب میں مل جائیں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی سیرت کا کمال یہ ہے کہ باوجود علوم عقلیہ و نقلیہ اور تصوف کے منتہائے کمال تک پہنچنے کے آپ نے اعتدال و توازن کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اسی سے آپ کی شخصیت میں جلال و جمال کی حسین آمیزش پیدا ہو گئی۔ آخر کیوں نہ ہو آپ نے اپنا منتہائے مقصود ہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو بنایا تھا۔ لہٰذا نور القمر مُسْتَفَادٌ من نور الشمس یعنی چاند کی روشنی سورج سے ہی استفادہ کرتی ہے، کی عملی مثال بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں وہ اعتدال و توازن رکھ دیا کہ جس کی وجہ سے ہی آپ نے شریعت و طریقت کے اتحاد کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ سچ ہے بقول علامہ ؏

کہ فطرت خود ہی کرتی ہے لالہ کی حنابندی

یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی میں ہی علما و صلحائے اُمت نے بالاتفاق آپ کو مجدد الف ثانی کے لقب سے پکارا۔ درحقیقت یہ خلعت آپ ہی کے جسم کے لیے زیبا تھی۔

اب ذرا مختصراً آپ کے انداز تعلیم و تبلیغ کے اثرات و نتائج پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا اندازِ تعلیم یہ تھا کہ صالحین کی جماعت تیار کر کے انہیں اچھی طرح سے ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ و پیراستہ کر کے دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلا دیا جائے مگر بذریعہ مکتوب انہیں مرکز کے ساتھ وابستہ رکھا جائے اور حکمرانوں پر رائے عامہ کا دباؤ Pressuer مسلسل برقرار رکھا جائے تاکہ رائے عامہ اُنہیں صراط مستقیم سے ہٹنے نہ دے۔

Marfat.com

آپ کے اندر تعلیم کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ امراء کو قائل اور معتقد کیا جائے۔ انہیں اس طریقۂ عالیہ کا حامی و مددگار بنایا جائے اور اُن ہی کے ذریعے حکومت کی پالیسیوں پر اثرانداز ہوا جائے۔ آپ کے انداز تعلیم و تبلیغ کا تیسرا پہلو یہ تھا کہ خود بادشاہ وقت کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ تعلیماتِ اسلامی پر طوعاً و کرہاً چلے۔ اپنے آپ کو مطلق العنان نہیں۔ ذمہ دار سمجھے۔ اس کو شخصی حکومت کی تمام تر برائیوں سے اجتناب پر مجبور کرنا چاہئے جو ابا وہ اگر قید اور نظر بند کرتا ہے یا ظلم و ستم ڈھاتا ہے تو کرتا رہے مگر بادشاہ وقت کو یہ یقین ہونا چاہئے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے اُسے شریعتِ اسلامی کی پابندی طوعاً و کرہاً کرنی پڑے گی۔ حضرت امام ربانی کے اندازِ تعلیم و تبلیغ کا چوتھا پہلو یہ تھا کہ علماء و صلحاء اور پڑھے لکھے طبقے کو اپنے مکتوبات کے پرزور اندازِ بیاں (کہ جس کے لیے ایک مستشرق نے اسلام کا قرآن کے بعد دوسرا عظیم کارنامہ قرار دیا ہے) کے ذریعے قائل کیا جائے اور اُن کو بھی اس جہاد میں شامل کرنا چاہئے۔

غرض آپ نے کوئی ایسا طبقہ نہیں چھوڑا، جس پر اثرانداز نہ ہوئے ہوں۔ بادشاہانِ وقت، امراء، صلحا، عوام الناس کوئی طبقہ ایسا نہیں تھا کہ جسے آپ نے نظر انداز کر دیا ہو۔

آپ کے اندازِ تعلیم و تبلیغ کے اثرات اکبر کے آخری دور سے ہی رونما ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ مرتے وقت (۱۰۱۴ھ) اکبر پوری طرح اُن امراء کی تحویل میں تھا، جو حضرت مجدد کے مخلص مرید تھے۔ بادشاہ کے اردگرد حضرت مجدد الف ثانی کے مخلص مرید شیخ فرید بخاری کی فوج پھیلی ہوئی تھی (مآثر الامراذکر شیخ فرید) حضرت مجدد کے مریدوں نے شہزادہ خسرو کو بادشاہ نہ بننے دیا۔ اگر وہ بادشاہ بن جاتا تو صورت حال کتنی خراب ہو جاتی اُس کا اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے۔ اُن ہی امراء بالخصوص شیخ فرید بخاری کی مدد سے ہی جہانگیر تخت نشین ہوا۔ انہوں نے جہانگیر سے یہ وعدہ لیا کہ وہ شریعت محمدی کا نفاذ کرے گا۔ (Akbar and the gesuits. P 204) مگر حسب عادت قدیمہ اپنے اقتدار کو مضبوط کرتے ہی اُس نے اس نیک نفس امیر کے اختیارات کو گھٹا دیا اور شریف خاں اور بعد ازاں آصف خاں کو آگے بڑھایا۔ بہر حال آپ نے اپنی مساعی جمیلہ کو جاری رکھا۔ آپ کی حکمت عملی کی کامیابی کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہانگیر کا آخری دور پہلے سے بہت بہتر تھا۔ شاہ جہاں کا دور جہانگیر سے اور شاہ جہاں کے دور سے اورنگ زیب عالم گیر کا دور اسلامی نقطۂ نظر سے بہت بہتر تھا۔ (حوالہ)

اگر اکبر کی دینی پالیسی اسلام کے بارے میں سراسر بغض و عناد پر مبنی تھی (آخر ایک سال کو چھوڑ کر) اس کے مقابلے میں جہانگیر کی پالیسی بھی ایک قسم کی دورنگی لیے ہوئے تھی۔ جہانگیر کا آخری دور

Marfat.com

اور شاہ جہاں کا پورا دور طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کے لیے اندرونی طور پر اچھا نہ تھا۔ جہانگیر نے جب دیکھا کہ محض ظلم و ستم سے وہ اس تحریک کو ختم نہیں کر سکتا تو اس نے حضرت مجدد کو نظر بند ہی رکھا۔ شاہ جہاں نے ایک تو دینی حلقوں کو مطمئن رکھنے کے لیے دین کی طرف واضح جھکاؤ رکھا مگر دوسری طرف اُس نے اُن پر کڑی نظر رکھی۔ چنانچہ اُسی دور میں حضرت مجدد کے خلیفہ شیخ آدم بنوری (۱۰۵۳ھ) کو بالآخر جلاوطن کر کے حجازِ مقدس روانہ کر دیا گیا (۱۰۵۲ھ) خود حضرت مجدد کے فرزند اور سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد معصوم (م ۱۰۷۹ھ) شاہ جہاں کے آخری دور میں حجازِ مقدس چلے گئے ان تمام بادشاہوں میں اورنگ زیب عالمگیر ہی ایک ایسا بادشاہ تھا جو سچے دل سے سلسلہ نقشبندیہ کا قائل اور معتقد تھا۔

جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ نقشبندیہ ایک حرکی Dynamic طریقہ ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر جو اس طریقہ عالیہ کا مرید تھا اُس نے مغلیہ سلطنت کے استحکام اور وسعت میں کتنی جاں فشانی دکھائی۔ اُس کے مقابلے میں شاہ عالم بہادر شاہ اور متاخرین اگر عالمگیر کی حرکت پزیر Dynmic پالیسیوں کو ترک نہ کرتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اتنی سرعت سے یہ عظیم سلطنت زوال پزیر ہوتی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے وفات (۱۷۰۷ء) سے ذرا پہلے پوری طرح سے مخالف قوتوں کو کچل کر رکھ دیا تھا۔ صرف مرہٹوں کے چند منتشر گروہ تھے جن کا خاتمہ چند ماہ کی بات تھی (اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر شبلی نعمانی۔ ص ۶۴) جب سلطنت کا کوئی واضح مقصد (بقول ابن خلدون کوئی عصبیت نہ رہی) تو ایک عام جمود طاری ہو گیا جو بالآخر زوال پر منتج ہوا۔

ہمارے مورخین کی یہ علمی بددیانتی ہے کہ انہوں نے سلطنت مغلیہ اور بطور خاص اورنگ زیب عالمگیر پر حضرت مجدد الف ثانی اور اُن کے خانوادے کے اثرات پر کما حقہ نہیں لکھا بلکہ چھپانے کی سعی ناتمام کی ہے۔

آپ کے اثرات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے متاخرین علماء و متصوفین چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی تمام تر آپ کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جس کا اعتراف ہر صاحبِ نظر نے کیا ہے۔ اسی طرح ہر تحریک اسلامی پر امام شامل سے لے کر جعفر دودایوف یا موجودہ افغانی تحاریک مغربی یا روسی استعمار Imperialism کے خلاف جتنی بھی تحاریک چلی ہیں وہ سب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ ہیں۔ یورپ پر حضرت مجدد الف ثانی کے اثرات پر حضرات استاذی المکرم ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد صاحب کا مقالہ "حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ دنیائے مغرب میں" کا مطالعہ

Marfat.com

ضروری ہے۔ آنجناب کی کتاب "مجدد ہزارۂ دوم" تمام تر آپ کے اثراتِ مابعد پر شاہد و عادل ہے۔

سامعین کرام! اقبال نے کس درد سے حضرت مجدد کو مخاطب کر کے یہ عرض کی تھی کہ ؎

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض عام ہو ساقی

دعا ہے کہ رب جلیل ادارۂ معارف مجدد الف ثانی و ادارۂ مسعودیہ کراچی کو حضرت مجدد الف ثانی کے فیض کو عام کرنے کا اعزاز عطا فرمائے۔ جب قیادت موجود ہو تو نشان منزل مراد کا حصول بہت آسان ہے ؎

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتابیات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۸۔ صراطِ مستقیم :ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد صاحب کراچی ۱۹۹۶ء
۹۔ رود کوثر :ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، لاہور ۱۹۷۰ء
۱۰۔ حضرت مجدد الف ثانی : ایک تحقیقی جائزہ، حضرت ڈاکٹر غلام مصطفی خان صاحب کراچی ۱۹۶۵ء
۱۱۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین : حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی، دہلی
۱۲۔ مکتوبات امام ربانی کی دینی و معاشرتی حیثیت :ڈاکٹر سراج احمد خاں، کراچی
۱۳۔ منتخب التواریخ : ملا عبدالقادر بدایونی، لاہور ۱۹۶۳ء
۱۴۔ منتخب اللباب : خافی خاں (نظام الملک)، کراچی ۱۹۶۳ء
۱۵۔ مآثر عالمگیری : محمد ساقی مستعد خاں، کلکتہ ۱۸۷۰ء
۱۶۔ مآثر الامراء : صمصام الدولہ شاہنواز خاں۔
۱۷۔ ذخیرۃ الخوانین : شیخ فرید بھکری، کراچی۔
۱۸۔ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر : مولانا شبلی نعمانی
۱۹۔ اورنگ زیب اور اس کا نظریہ :ڈاکٹر اوم پرکاش ہرشد و ترجمہ فیضان رشید
۲۰۔ سیرت امام ربانی : ابوالبیان محمد داؤد سروردی۔
۲۱۔ انوار معصومیہ : سید زوار حسین شاہ صاحب
۲۲۔ جواہر معصومیہ : خواجہ احمد حسین امروہی۔
۲۳۔ مکتوبات خواجہ محمد نقشبند ثانی (وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول) حضرت خواجہ نقشبند ثانی
۲۴۔ مکتوبات سیفیہ : خواجہ سیف الدین، کراچی
۲۵۔ گلشن وحدت :(مکتوبات) خواجہ عبدالاحد وحدت سرہندی۔
۲۶۔ دربار اکبری : مولوی محمد حسین آزاد۔ لاہور ۱۹۴۷ء۔ وغیرہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

تبلیغ اسلام مکتوبات شریف کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبدالباری صدیقی
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

حمد و صلوٰۃ، نعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آج ہم کانفرنس ہال میں اس ذات کا تذکرہ کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو کہ ولایت موسوی اور ولایت محمدی علی صاحب ہما الصلوٰۃ والسلام کی پروردہ تھی جو کہ مقام ملاحت کے ساکن اور متوطن تھے جو کہ نسبت محبیت کے مغلوب اور مستور تھے جو کہ صحابہ و مجتہدین کے بعد سرخیل اولیاء تھے جو کہ ملت محمد مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کے مجسم پیکر تھے جو کہ کردار کے غازی تھے جو کہ جذب قلندرانہ کے مالک تھے جو کہ بادۂ الفت کے جام سے مست تھے جو کہ عشق الٰہی میں سرشار تھے جو کہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ تھے جو کہ عشق الٰہی کے حقیقی لاج رکھنے والے تھے جو کہ مرد حق آگاہ تھے جو کہ مملکت ولایت و روحانیت کے فرمانروا تھے جو کہ ظالم بادشاہوں کے سامنے کلمہ حق کے سوا کچھ نہ کہتے تھے جو کہ اللہ کے دربار کے سوا کسی کے آگے سر بسجود ہونے کے نہ روادار اور نہ معتقد تھے۔ جس کی گردن اللہ کے دربار کے سوا کسی کے آگے نہ جھکی، جن کی ساری عمر اپنے قول و عمل، کردار و اخلاق سے تبلیغ دین میں گزری، وہ جن کی نماز جن کی قربانی جن کا جینا اور وفات پا جانا سب کچھ اللہ رب العالمین کی رضا کے لیے تھا۔ وہ جنہوں نے کسی کو جو کچھ دیا اللہ کی رضا کے لیے، نہ دیا تو وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے، محبت کی تو اللہ کی رضا کے لیے نہ کی تو

Marfat.com

بھی اللہ کی رضا کے لیے۔ وہ جنہوں نے اپنے وصال سے چھ مہینے پہلے ہی اپنے وصال کی اطلاع دے دی۔ وہ جنہوں نے چھ مہینے پہلے زندوں کے درخت سے اپنی زندگی کا پتا کٹتے اور ٹوٹتے ہوئے دیکھا، وہ جو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی تمام اُمت کے خیر خواہ تھے۔ وہ جنہوں نے اپنی تحریر سے، تقریر سے، تبلیغ سے اپنے اور پرائے کے ساتھ خیر خواہی برتی اور ساری زندگی برتتے رہے اس ساری تمہید سے میرے معزز و مکرم سامعین کرام نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ وہ کون تھے، وہ تھے، دوسرے اسلامی ہزارے کے مجدد اعظم، رہبر طریقت حامی سنت ماحی بدعت، مبلغ شریعت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی، فاروقی علیہ الرحمتہ والرضوان۔

آپ کا اسم گرامی احمد ہے۔ کنیت ابو البرکات لقب بدر الدین اور خطاب امام ربانی، مجدد الف ثانی ہے۔ آپ کی ولادت سرہند شریف میں شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو ہوئی۔ لفظ خاشع سے سال ولادت ظاہر ہے۔ گریگواری شمسی حساب سے ۵ جون ۱۵۶۴ عیسوی تاریخ تھی۔

آپ کا وصال شریف روز ۳ شنبہ یعنی بروز منگل ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو سرہند شریف میں ہوا بعض نے چاند کی ستائیس اور بعض نے انتیس بھی لکھی ہے اور یہ اختلاف مطابع کی بناء پر ہے دن سہ شنبہ ہی ہے۔ گریگواری حساب سے شمسی تاریخ ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء تھی۔ آپ کی عمر مبارک قمری حساب سے باسٹھ سال چار ماہ چودہ دن اور شمسی حساب سے ساٹھ سال چھ ماہ پانچ دن ہوئی۔

اپنے مسکن اور مسجد شریف کے قریب اپنے محبوب فرزند حضرت محمد صادق علیہ الرحمتہ کے گنبد میں ان کے پہلو میں بہ جہت غرب مدفون ہوئے۔ **سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا**۔ (ترجمہ) سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن وفات پائی اور جس دن اُٹھ کھڑا ہو جی کر

سلام از ما رسد ہر دم بہ جانش
الٰہی از تو رحمت بر روانش[1]

محترم حضرات چونکہ میرا موضوع تبلیغ بذریعہ مکتوبات ہے۔ اس سے پہلے آپ کی خدمت میں

۱۔ مندرجہ بالا دو صفحات پر مشتمل مواد حضرت عبدالحکیم مجددی مظہری شاہجہان پوری کی کتاب تجلیات امام ربانی کے مختلف صفحات سے لیا گیا ہے۔ تجلیات امام ربانی مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۸ء

۱۔ ابو الحسن زید فاروقی: حضرت مجدد اور ان کے ناقدین پروگریس بکس لاہور، ص ۵۰۔ ۲۔ سورہ الکھف آیت ۴۶

Marfat.com

اس کے بارے میں وضاحت کردیں کہ مکتوبات شریفہ کی کیفیت کیا ہے تو حضرات محترم۔

O

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ والرضوان کے مکتوبات کا آغاز ان عرائض سے ہوا جو آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت عالیہ میں ۱۰۰۸ھ میں ارسال کرنے شروع کیے۔ آپ کے مکتوبات کے تین دفتر یعنی حصے ہیں۔

پہلا حصہ :

اس حصے کو خواجہ یار محمد الجدید بدخشی طالقانی نے جمع کیا ہے۔ جب ۱۰۲۵ھ میں مکتوبات کی تعداد تین سو تیرہ ہوگئی جو کہ انبیائے مرسلین اور اصحاب بدر کی تعداد ہے تو حضرت مجدد کے اشارے پر اس دفتر کو بند کر دیا گیا۔ اس کا تاریخی نام دار المعرفت رکھا گیا۔

دوسرا حصہ :

اس دوسرے دفتر کو حضرت خواجہ عبدالحئ حصاری نے جمع کیا۔ اس دفتر کو ۹۹ مکتوبات پر حضرت مجدد نے ۱۰۲۸ھ میں بند کرادیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسمائے حسنیٰ بھی ننانوے ہیں۔ اس دفتر کا نام تاریخی نور الخلائق رکھا گیا۔

تیسرا حصہ :

اس تیسرے حصے یعنی دفتر کو جمع کرنے کی سعادت ابتدائی میر نعمان کے حصے میں آئی۔ انہوں نے تیس مکاتیب جمع کیے تھے کہ یہ خدمت ان کے مرید سرمست جام احمد خواجہ ہاشم کشمی کے سپرد ہوئی۔ جب مکاتیب کی تعداد ایک سو چودہ کے عدد کو پہنچی تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ قرآن مجید کی سورتیں ایک سو چودہ ہیں۔ لہٰذا اس عدد پر اس دفتر کو بند کردو چنانچہ خواجہ ہاشم نے اس دفتر کا نام "بحر المعارف" رکھا، یہ واقعہ ۱۰۳۳ھ اس کے بعد چند ماہ حضرت مجدد بہ قید حیات رہے اس عرصے میں دس مکتوبات شریف اور بھی تحریر فرمائے۔ آپ کی وفات کے بعد ان دس مکتوبات کو بھی اسی دفتر یعنی "بحر المعارف" میں شامل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ دفتر ایک سو چوبیس مکتوبات پر مشتمل ہو گیا۔ اب آپ کے مکتوبات شریف کی کل تعداد پانچ سو چھتیس ہے۔ ان میں بیس عرائض ہیں جو آپ نے اپنے پیر و مرشد کو

Marfat.com

ارسال فرمائے ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے اگر آپ کے رسائل سبعہ کو بھی ان میں ملا لیا جائے تو پھر ان کی تعداد پانچ سو تینتالیس ہو جاتی ہے۔ آخر میں عرض کرتا چلوں کہ حضرت مجدد :

المال و البنون زينة الحيواة الدنيا والبٰقيٰت الصٰلحٰت خير عند ربك ثوابا و خير املا.

ترجمہ : مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگھار اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ہیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی۔

اس آیت مبارکہ کے مصداق تھے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کتنے خوش نصیب تھے کہ جن کے صاحبزادگان نے ان کے مشن کو آگے بڑھایا اور جن کے مکتوبات شریفہ نے چار دانگ عالم کو ان کی تعلیمات سے منور فرمایا۔

بھلی چایون مائروں سندیوں صالحن
محشر جی میدان میں اتھن ذاج ملن
بین تہ وچارین اوجاگائی اچایا کیا

محترم حضرات جی چاہتا ہے کہ حضرت کی باتیں بیان ہی ہوتی رہیں مگر قلت وقت کے سبب اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

o

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنے مکتوبات شریفہ کے ذریعے ہر کس و ناکس کو تبلیغ فرمائی۔

جن حضرات کو آپ نے اپنے تبلیغی مکتوبات سے نوازا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) بدیع الدین ملا (۲) نعمان بدخشی (۳) لالہ بیگ (۴) خان جہاں، (۵) والدہ محمد امین

Marfat.com

(۶)اپنے اہل خانہ (۷)اپنے صاحبزادگان،ان کے علاوہ آپ کے متوسلین معتقدین اور مریدین۔

بعض مکتوبات شریف میں عنوانات کی جھلکیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)حصہ ہفتم از مکتوبات شریف، مکتوب نمبر ۵۲۔اولیائے کاملین سے محبت کی ترغیب میں ہے۔

(۲)مکتوب نمبر ۵۴ :اس مکتوب شریف میں آپ نے حضور پرنور شافع یوم النشور جناب رسول اللہ صلی اللہ عالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی متابعت کے سات درجات اور مراتب بیان فرمائے ہیں :

پہلا درجہ :یہ درجہ عام مسلمانوں کا ہے اس درجہ میں علماء ظاہر،عابد اور زاہد حضرات سب شامل ہیں۔

دوسرا درجہ : حضور اکرم سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقوال واعمال کی اتباع ہے اور یہ باطن سے تعلق رکھتا ہے۔

متابعت کا تیسرا درجہ :اس درجے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے مواجید، اذواق واحوال کی اتباع کا بیان ہے۔

متابعت کے چوتھے : درجے میں علمائے راسخین کا بیان اور سنت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کو لازم رکھنا اور بدعت سے پرہیز کرنا وغیرہ وغیرہ موضوعات شامل ہیں۔

متابعت کا پانچواں درجہ :اس درجہ میں سرکار لبد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کمالات کی اتباع وغیرہ کا بیان ہے۔

متابعت کا چھٹا درجہ :اس درجہ میں ان کمالات شریفہ کی اتباع کا بیان ہے جو مقام محبوبیت سے مخصوص ہیں۔

متابعت کا ساتواں درجہ :اس درجہ میں تمام درجات کا بیان ہے۔یہ تمام درجات کا جامع ہے۔ اس میں حضرت فرماتے ہیں کہ :

Marfat.com

تابع کامل کسے است کہ بایں ہفت درجۂ متابعت متحلّی شود و آنکہ بعضے از درجات متابعت دارد و بعضے نہ دارد تابع فی الجملہ است علی تفاوت الدرجات، علمائے ظواہر بدرجہ اولیٰ خرسند۔

کامل متبع وہ شخص ہے۔ جو ان سات درجات میں پوری طرح متابعت سے آراستہ ہو اور جو بعض درجات میں متابعت نہ رکھتا ہو وہ منجملہ تابعین میں سے ہے گو ان کے درجات الگ الگ ہیں۔ علمائے ظاہر پہلے درجہ میں ہی خوش ہیں۔[1]

شیخ حسن کو ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

شیخ حسن را ہم باید کہ محافظت خاطر ہم پیرگاں نماید و حقوق برداری بجا آرد۔

شیخ کو چاہئے کہ پیروں کے دلوں کا خیال رکھے اور ان کے حقوق بجالاتے رہیں۔

کتب فقہ کے مطالعہ اور احکام شریعت کی نشر و اشاعت اور سنت مطہرہ کی پیروی کی اس طرح تبلیغ فرمائی۔

و مطالعہ کتب فقہ از دست ندہد و نشر احکام از شریعت فرماید و متابعت سنت سنیہ ترغیب کند۔

بدعت سے پرہیز التجا اور عاجزی اور انکساری سے غافل نہ ہوں اور نفس امارہ سے بچنے کی تعلیم اس طرح فرمارہے ہیں۔

و از بدعت تحذیر نماید، و طریق التجا و تضرع و زاری را از دست ندہد مبادا نفس امارہ از راہ ریاست و تقدم بر اقران در مہلکہ اندازد و خراب و ابتر نسازد ہمہ وقت خود را قاصر و ناقص داند و طالب کمال خود باشد۔

نفس اور شیطان کی عداوتوں سے حضرت نے کس طرح بچنے کی تبلیغ فرمائی۔ ذرا دیکھئے فرماتے ہیں۔

نفس و شیطان دو دشمن قوی در کمین اند نشود کہ از راہ بیند از ند و خائب و خاسر سازند۔

---

[1] مکتوبات شریف دفتر دوم۔ از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی، مکتوب ۵۲، ص ۱۴۳

[2] ایضاً۔ ص ۱۴۵

[3] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی۔ مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۶۱، مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی ص ۱۷۱

Marfat.com

○

تبلیغ دین کے سلسلے میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمتہ والرضوان نے سیادت شیخ فرید بخاری کو تحریر فرمایا۔

نقابت و نجابت دستگاہا۔ تمام مواعظ کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا لبِ لباب یہ ہے کہ اہل تدین اور اصحاب تشرع سے اختلاط اور تعلق رکھا جائے۔ تدین اور تشرع کا تعلق اہل سنت وجماعت کے طریقہ سے وابستہ افراد سے ہے کہ اسلام کے تمام فرقوں میں یہی فرقۂ ناجیہ ہے ان بزرگواروں کی پیروی کے بغیر نجات محال ہے اور ان کی آراء سے ہٹ کر فلاح نہیں ہے اور یہ بات عقلی، نقلی، کشفی، دلائل سے ثابت ہے، جس میں تخلف کا احتمال تک نہیں ہے۔ اگر پتہ چل جائے کہ کوئی شخص رائی کے دانے کے برابر ان کی راہ سے ہٹا ہوا ہے تو اس کی محبت کو سم قاتل اور اس کی مجالست کو زہر ہلاہل سمجھنا چاہئے۔ علم کے طلب کرنے والے بے باک جس فرقہ کے بھی ہوں دین کے ڈاکو ہیں ان کی صحبت سے اجتناب ضروری ہے۔ دین میں جو بھی خرابی پیدا ہوئی ہے وہ انہی کی نحوست سے ہوئی ہے کہ انہوں نے ناچیز دنیا کے لیے اپنی آخرت برباد کرلی ہے۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمتہ والرضوان نے پندرہ صفحات پر مشتمل ایک طویل مکتوبات خان جہان کو ارسال فرمایا۔ اس میں اہل سنت وجماعت کے عقائد وارکان خمسہ اسلام کا بیان ہے۔ اس مکتوب کے اواخر میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے آپ صاحبان کو دی ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ بھی اس کو نہ سمجھے ہوں یہ ہے کہ بادشاہ وقت سات پشت سے مسلمان اور از جماعت اہل سنت وجماعت اور حنفی مذہب ہے۔ اگرچہ کچھ سالوں سے اس زمانہ میں کہ قرب قیامت اور عہد نبوت سے بعد کا زمانہ ہے، بعض ایسے طلب گارانِ علم نے (علماء نے) جو کہ بد باطن، لالچی اور امراء و سلاطین کا تقرب چاہنے والے ہیں دینِ متین میں شکوک و شبہات پیدا کیے اور سادہ لوحوں کو بھٹکایا ہے۔ ایسا بڑا بادشاہ جب کہ آپ کی بات کو سنتا اور قبول کرتا ہے تو آپ اسلام کی حق بات موافق اہل سنت وجماعت بادشاہ کے کان تک پہنچائیں کم ہو یا زیادہ، اشارۃً یا صراحۃً۔ (۱)

ذرا دیکھیں تو مندرجہ بالا مکتوب مبارک میں حضرت مجدد علیہ الرحمتہ نے کس طرح اسلام اور عقائد اہل سنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔ یہ مکتوب آپ نے خان جہاں کو لکھا تھا۔

۱۔ مکتوب ۱۲۳ دفتر اول بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین از شاہ ابوالحسن فاروقی ص ۹۸ (س۔ا۔۴)

Marfat.com

O

آج کل کی پیری مریدی پر غور کرنے کے لیے حضرت اپنے دور عالیہ (یعنی ۱۷۹۔۱۰۳۴ھ) کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ

علی الخصوص پیری و مریدی ایں وقت کہ بیش از رسم و عادت نماندہ است۔
اکثر پیران ایں وقت از خود خبر ندارند و ایمان را از کفر جدا نمیتوانند کرد از خدا جل شانہ چہ خبر خواہند داشت و مرید را کدام راہ خواہند نمود[1]۔

حضرات گرامی قدر!

آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تو اس وقت کی بات حضرت شیخ مجدد ارشاد فرما رہے ہیں جب کہ شریعت مطہرہ کی کس قدر پابندیاں تھیں۔ مسلمان، اللہ و رسول جل و علا شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کے کس قدر پابند تھے اس وقت کے باوجود حضرت اپنے دور کا حال سنا رہے ہیں کہ

پیر و مریدی ایں وقت کہ بیش از رسم و عادت نماندہ است

کہ اس دور کی پیری مریدی رسم و عادت سے زیادہ نہ رہی چہ جائیکہ آج کی پیری مریدی کہ سوائے نسبت اور تعلق کے اور کچھ بھی نہیں رہا حضرت شیخ مجدد نے ایسی ہی عادات کی بیخ کنی فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ پیر ایسے شخص کو بنایا جائے جو شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہو۔ اگر شریعت پر عامل نہ ہو اگرچہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہو اور بھی بہت سے شعبدے دکھا رہا ہو پھر بھی وہ عامل بالسنۃ نہ ہو تو وہ پیر بننے کے قابل نہیں ہوگا۔ اسی لیے حضرت ایسے مرید پر افسوس کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

قوائے بر مریدے کہ بریں طور پیر اعتماد کردہ بنشیند و بدیگرے رجوع نہ کند و راہ خدا جل شانہ معلوم نسازد۔

O

[1] اپنے ایک مکتوب شریف میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ والرضوان توبہ و انابت، ورع اور تقویٰ

[1] مکتوب ۶۳ ص ۱۷۵، مطبوعہ اشرق استنبول ۱۹۷۷ء

Marfat.com

کے بارے میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں :

الحمدالله و سلام علی عباده الذین اصطفی.

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ :

چوں عمر گرامی در معاصی وزلات و تقصیرات و ہفوات گزرانیدہ است خوش مے آید کہ سخن از توبہ وانابت گویدودم ازورع و تقویٰ زند۔

ترجمہ : جب گرانقدر عمر گناہوں لغزشوں کوتاہیوں اور لایعنی باتوں میں گزری ہے تو اچھا لگتا ہے کہ توبہ وانابت کے بارے میں کچھ بات کہے اور تھوڑی سی سانس ورع اور تقویٰ کے بارے میں لے۔

اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت نمبر 31 سے آپ اس بیان کو شروع فرماتے ہیں۔

وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعاً اَیُّهَاالْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o

اوراللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانو!سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

اور فرمایااللہ تبارک وتعالیٰ نے :

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ترجمہ : اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے بعد ایک تیسری آیت سے استشہاد فرمایا۔

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ

ترجمہ : اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ۔

ان تینوں آیتوں سے استشہاد کے بعد حضرت مزید فرماتے ہیں۔

التوبۃ من الذنوب واجبۃ و فرض عین فی حق کل شخص لایتصور ان یستغنی عنہ احد من البشر کیف والانبیاء علیہم الصلواۃ والسلام لم یستغنوا عن التوبۃ۔

ترجمہ : گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے فرض عین ہے۔ ہر شخص کے حق

Marfat.com

میں اس لیے کہ کوئی بھی انسان اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ کیسے نہ ہو جب کہ انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی توبہ سے بے نیاز نہ تھے۔

اس کے بعد آگے لکھتے ہیں کہ :

قال خاتمهم و سيدهم عليه و عليهم الصلوات والتحيات انه ليغان على قلبى و انى لا استغفر الله فى اليوم والليلة سبعين مرة

اور حضور خاتم النبین وسید المرسلین علیہ و علیہم الصلوۃ والتحیات نے ارشاد فرمایا کہ

"میرے دل کے اوپر کچھ غبار سا آجاتا ہے اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دن رات میں ستر ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔"

(۱)فان كانت المعاصى تتعلق بحق الله تعالىٰ و سبحانه و لا تتعلق بمظالم العباد و حقوقهم كالزنا و شرب الخمر و سماع الملاهى والنظر الىٰ غير محرم .

(۱)ترجمہ : پس اگر گناہ اللہ تعالیٰ و سبحانہ سے متعلق ہیں اور بندوں کے ظلم کے ساتھ متعلق نہیں ہیں اور ان کے حقوق سے معلق نہیں ہیں جیسے کہ بدکاری اور شراب پینا، رلہو ولغو باتوں کا سننا اور غیر محرم کی طرف دیکھنا۔

(۲)و مس المصحف بغير وضوءٍ واعتقاد بدعة.

فالتوبة عنها بالندم والاستغفار والتجسر والا عتذار الىٰ الله عزوجل

(۲)اور قرآن مجید کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا اور بدعت کا عقیدہ رکھنا تو اس کی توبہ پچھلے گناہوں پر نادم ہونا، اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگنا اور پچھتانا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا عذر پیش کرنا ہے۔

(۳)ولو ترك فرضامن الفرائض لا بد فى التوبة من ادائه

(۳)اور اگر فرضوں میں کوئی فرض چھوڑ دیا ہے تو توبہ میں اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

(۴) وان كانت المعاصى تتعلق بمظالم العباد فتوبتها برد المظالم اليهم و الا

(۴)اور اگر گناہوں کا تعلق بندوں کی زیادتیوں سے ہے تو ان کی توبہ ان ظلم و زیادتی کی چیزیں

Marfat.com

ستحلال منهم واه حسان

واپس کردینا اور ان سے معافی مانگنی اور ان کے ساتھ مہربانی اور ان کے لیے (خیر کی) دعا کرنا ہے۔

(۵)و ان كان صاحب المال و العرض ميتا فالا ستغفار له و والاحسان ورد المال الى اولادهٖ وورثته وان لم يعلم له وارث يتصدق بقدر المال والجناية على الفقرا والمساكين بنية صاحب المال والذى او ذى بغير حق

(۵)اور اگر صاحب مال اور حق فوت ہو چکا ہے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے اور نیک عمل کر کے اس کو بخش دے اور اس کا مال اس کی اولاد اور وارثوں کے سپرد کرے اور اگر اس کے وارث معلوم نہ ہوں تو گناہ اور سال کے اندازے کے مطابق صاحب مال کی نیت یا جسے بغیر حق کے تکلیف دی ہے فقیروں اور مسکینوں پر مال کو صدقہ کرے۔

(٦)قال على كرم الله تعالىٰ وجهه سمعت ابابكر رضى الله تعالى عنه يقول و هو الصادق قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ اله وسلم

مامن عبداذنب ذنبا فقام فتوضاء وصلى واستغفرالله من ذنبه الا كان حقا على الله ان يغفرله لا نه يقول جل و علا

ومن يعمل سوءً او يظلم نفسه ثمه يستغفرالله يجد الله غفوراً رحيما

(٦)حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ارشاد فرمایا میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے اور وہ سچے تھے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی کوئی گناہ کرے پھر کھڑا ہو اور وضو کرے اور نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو معاف کردے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا۔

(۷)وقال عليه و علىٰ اله الصلواة والسلام فى حديث آخر

من اذنب ذنبا ثم ندم عليه فهو كفارته

(۷)اور فرمایا آپ علیہ و علی الہ الصلوٰۃ وہ السلام نے ایک اور حدیث پاک میں جو آدمی کوئی گناہ کرے پھر اس پر اس کو ندامت ہو تو وہ ندامت اس گناہ کا کفارہ ہے۔

Marfat.com

(۸)وفی الخبر ان الرجل اذا قال استغفرك و اتوب الیك ثم عاد ثم قالها ثمه عاد ثلث مرات کتب فی الرابعة من الکبائر

(۸)اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جب کہتا ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں پھر گناہ کرتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں پھر تیسری مرتبہ گناہ کرتا ہے پھر عرض کرتا ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر چوتھی بار بھی ایسا ہی کرتا ہے تو اس وقت اس کا یہ قول کبیرہ میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(۹)و فی الحدیث النبوی ان قال علیه وعلیٰ اله الصلوٰة والسلام هلك المسوفون یقولون سوف نتوب

(۹)اور حدیث نبوی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی والہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مسوف لوگ ہلاک ہو گئے جو کہتے ہیں کہ عنقریب توبہ کرلیں گے۔

(۱۰)او صی لقمان الحکیم لابنه یا بنی لا تؤ خرا التوبة الیٰ غد فان الموت یا تیك بغتته

(۱۰)لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی اے میرے بیٹے! توبہ کو کل تک موخر نہ کردینا کیونکہ موت ناگہانی طور پر آجاتی ہے

(۱۱)قال مجاهد من لم یتب اذا اصبح و امسیٰ فهو من الظلمین

(۱۱)مجاہد نے کہا جو آدمی صبح شام توبہ نہ کرے وہ ظالمین میں سے ہے۔

(۱۲)قال عبداله بن المبارك رحمه الله سبحانه رد فلس من الحرام افضل من مائة فلس یتصدق به و قیل رد دانق من فضة افضل عندالله من ستائته حج مبرورة

(۱۲)حضرت عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ حرام کا ایک پیسہ واپس کردینا حلال کے سو پیسے صدقے کرنے سے بہتر ہے اور کہا گیا کہ چاندی کی ایک دمڑی واپس کردینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ سو مقبول حج سے زیادہ افضل ہے۔

Marfat.com

(۱۳)رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ○

(۱۳)اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ بُرا کیا تواگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

(۱٤)عن النبی اصلی الله علیه وعلی اله وسلم انه قال ان الله تعالیٰ یقول عبدی ادما افترضت علیك تکن من اعبد الناس و انته عما نهیتك تکن من اورع الناس واقنع بما رزقتك تکن من اغنی الناس

(۱۴)نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم سے روایت کہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو میرے فرائض ادا کر تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا اور میری نواہی سے باز اجا تو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو جائے گا اور تو میرے دیے ہوئے رزق پر صبر کر تو سب سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔

(۱۵)وقال صلی الله تعالیٰ علیه و علیٰ اله وسلم لا بی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه کن ور عاتکن اعبد الناس

(۱۵)اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تو پرہیزگار بن جا تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا

(۱٦)و ال الحسن البصری رحمه الله سبحانه مثقال ذرة من الورع خیر من الف مثقال من الصوم و الصلوٰة

(۱٦)اور حسن بصری رحمہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ایک ذرّے کی پرہیزگاری نماز روزے کے ایک ہزار مثقال سے بہتر ہے۔

(۱۷)وقال ابو هریره رضی الله تعالیٰ عنه جلساء الله تعالیٰ غداً اهل الورع والزهد

(۱۷)اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کل کو اللہ تعالیٰ کے ہمنشین پرہیزگار اور زاہد لوگ ہوں گے۔

(۱۸)اوحی الله تعالیٰ الی موسی علی نبینا و علیه الصلوٰه والسلام لا یتقرب الی المتقربون بمثل الورع

(۱۸)اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی۔ کہ پرہیزگاروں کو جتنا میرا قرب حاصل ہوگا اتنا کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

Marfat.com

(۱۹)قال بعض العلماء بالله لا یتم الورع الا ان یری عشرة اشیاء فریضةً علی نفسه اولها حفظ اللسان عن الغیبة والثانی الاجتناب

(۱۹)اللہ تعالیٰ کو جاننے والوں سے بعض نے فرمایا ہے کہ جب تک آدمی اپنے اوپر دس چیزوں کو فرض نہ کرلے اس کی پرہیزگاری پوری نہیں ہوتی۔
پہلی : یہ کہ اپنی زبان کو غیبت سے بچائے۔

عن سوء الظن والثالث الا لاجتناب عن السخریه

دوسری : یہ کہ برے گمان سے پرہیز کرے۔
تیسری : یہ کہ ٹھٹھے اور مذاق سے بچے

والرابع: غض البصر عن المحارم

چوتھی : یہ کہ حرام چیزوں سے اپنی نگاہ کو نیچا رکھے

والخامس: صدق اللسان والسادس: ان یعرف منة الله علیه کیلا یعجب بنفسه

پانچویں : سچی زبان
چھٹی : اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سمجھے تاکہ وہ مغرور نہ ہو جائے۔ اپنی ذات کے ساتھ

والسابع: ان ینفق ماله فی الحق ولا ینفقه فی الباطل

ساتویں : یہ کہ اپنے مال کو حق میں خرچ کرے باطل میں خرچ نہ کرے۔

والثامن ان لا یطلب بنفسه العلو ولکبر

آٹھویں : یہ کہ اپنے لیے بلندی اور بڑائی طلب نہ کرے اور نویں : یہ کہ نمازوں کی حفاظت

والتاسع: المحافظة علی الصلوات

کرے اور دسویں یہ سنت اور جماعت پر

والعاشر: الاستقامة علی السنة والجماعت

استقامت رکھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ والرضوان اپنے اس مکتوب جس کا مکتوبات شریف کے دفتر دوئم میں چھیاسٹھواں نمبر ہے۔ پانچ آیتوں پانچ حدیثوں بلکہ چھ حدیثوں پانچ اقوال اور باقی بیان مبارک سے سنوارا ہے۔ یہ سب کچھ یکے از مکتوبات تبلیغ دین کی جیتی جاگتی مثال ہے۔
آیات مبارکہ تفصیل :
آیت نمبر ۱۔ سورۃ النور آیت نمبر ۳۲
آیت نمبر ۲۔ سورۃ التحریم آیت نمبر ۷
آیت نمبر ۳۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۰

Marfat.com

آیت نمبر ۴۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۳
آیت نمبر ۵۔ سورۃ التحریم آیت نمبر ۸
اس کے علاوہ ایک حدیث کے ضمن میں بھی ایک آیت مبارکہ ارشاد فرمائی گئی ہے اور اس کا نمبر ہے۔
آیت نمبر ۶ ۷ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۰

مکرم سامعین کرام مندرجہ بالا تفصیلات عرض کرنے کے بعد ایک ادنیٰ سا طفل مکتب ہونے کے ناطے سے یہ عاجز آیات قرآنیہ کی تفسیر، تفسیر خزائن العرفان بر حاشیہ کنزالایمان کی روشنی میں ہر ہر آیت کی تشریح کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔

آیت نمبر ۱۔

سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۲ سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنے اس مکتوب شریف کو جو توبہ کے عنوان سے زیب تحریر فرمایا ہے۔ اس کا آغاز ہی اس آیت مبارک سے فرمایا ہے۔

وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ تفسیر ارشاد نہیں فرمائی گئی ہے۔ ویسے آیت نمبر ۵۴ سورۃ البقرہ میں توبو اور تاب کے صیغے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ جس میں فتوبوا کے معنی ہیں۔ "تو تم رجوع لاؤ۔" فتاب علیکم کے معنی ہیں "تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔"

پوری آیت مبارکہ اس طرح ہے:

و اذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذ کم العجل فتوبو ا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عندبارئکم فتاب علیکم انہ ھوالتواب الرحیم.

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا "اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا۔" تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

آیت نمبر ۲۔ پارہ ۲۸۔ سورۃ التحریم آیت نمبر ۷۔

Marfat.com

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمِنُوْ تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَاالْاَنْھٰرُ۔

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔

یہ تھا ترجمہ فرمودہ آیت کا کنزالایمان سے۔ اب اس کی تفسیر میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ :

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسرے صحابی نے فرمایا کہ توبہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

پوری آیت مبارکہ آگے کی طرف اس طرح اپنے اختتام کو پہنچی ہے۔

یَوْمَ لَایُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَآ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

جس دن (کہ) اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے دہنے۔ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

الغرض حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کی حق ادا کر دیا۔ آپ نے وزرا اور عمائدین ملک کے سامنے اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ورع و تقویٰ کی حقیقت کو واضح کر کے ان کی آنکھیں کھولیں، آپ نے حقوق العباد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اپنی علماء، پراگندہ خیال اور بد عقیدہ لوگوں سے بچنے کی تلقین فرمائی اور علمائے حق اور پابند سنت لوگوں کی رفاقت پر زور دیا۔ گناہ گاروں کو توبہ وانابت کی طرف متوجہ کیا اور کامیاب زندگی کا راستہ بتایا۔ مولیٰ تعالیٰ ہم کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی اور دو قومی نظریہ

علامہ محمد رضوان احمد نقشبندی
استاد ورلڈ اسلامک مشن یونیورسٹی، کراچی

کسے نہیں معلوم کہ انسانی معاشرہ کی تشکیل فکر و نظر سے ہوا کرتی ہے۔ پہلے افکار و خیالات جنم لیتے ہیں جو رفتہ رفتہ باقاعدہ نظریات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں پھر یہی نظریات انسانی زندگی کو مختلف جہتیں فراہم کرتے ہیں اور اُس کی انسانی ثقافت، تہذیب اور تمدن میں اپنا رنگ گھولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی عموماً اُس کے افکار و نظریات کی مظہر ہوا کرتی ہے۔ انسانی معاشرے میں جاری رسم و رواج اور طور طریقوں کو دیکھ کر اُس کی فکری جہتوں اور نظریاتی سرحدوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انسانی فکر و فلسفہ کی تاریخ مرتب کرنے میں اُن کی تہذیبی و تمدنی آثار نے بڑی مدد فراہم کی ہے جو زیر زمین کھنڈرات کی کھدائی کے نتیجے میں برآمد ہوئے ہیں۔

نظریہ دراصل ایک تخلیقی اور اثر انگیز قوت کا نام ہے۔ یہ کسی بھی انسانی گروہ یا معاشرہ کا وہ گوہر نایاب ہوتا ہے جس میں اُس کی تمام تر طاقت و قوت اور سارا حسن و جمال پنہاں ہوتا ہے۔ اقوام عالم ہمیشہ سے اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتی آئی ہیں اور یہ معاملہ اُس وقت اور شدت اختیار کر جاتا ہے۔ جب انسانی نظریات کی بنیاد کسی مذہبی یا روحانی اساس پر قائم ہو۔ دینی و روحانی افکار و نظریات کو ہمیشہ تقدس (Devinity) کا درجہ حاصل رہا ہے۔ یہ کسی بھی قوم کے لیے عظیم روحانی و اخلاقی اثاثہ ہوتا ہے۔ جس پر اُس کے قومی و ملی وجود کی ساری عمارت قائم ہوتی ہے۔ اُسی سے اُس کو وہ پہچان

Marfat.com

نصیب ہوتی ہے۔ جو اقوام عالم کے درمیان اُسے ایک امتیاز اور تمیز عطا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظریاتی لوگ اپنے نظریہ کو کبھی جنس بازار نہیں بننے دیتے اور نہ اُسے مصلحت وقت کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ بلکہ وہ ہر حال میں اپنے نظریاتی تشخص کو قائم رکھتے ہیں۔ چاہے اُس کے لیے اُنہیں کتنی ہی بڑی قیمت کیوں نہ چکانی پڑے

دو قومی نظریہ (Two Nations Theory)

مسلمان ایک قوم ہے جو ایک خدا پر یقین رکھتی ہے اور ایک رسول کو اپنا ہادی اور رہبر سمجھتی ہے۔ وہ قرآن حکیم کی تعلیمات کو اپنی دینوی واُخری فوز و فلاح کا واحد سرچشمہ قرار دیتی ہے۔ رنگ، نسل، جغرافیہ اور علاقہ و وطن سے قطع نظر جو ایسا ہے وہ مسلمان ہے اور اسلامی برادری میں شامل ہے اُس کے جملہ حقوق و فرائض بعینہٖ وہی ہیں جو کسی بھی دوسرے مسلمان کے ہیں اور جو ایسا نہیں ہے وہ مسلم قومیت کے وجود کا حصہ بھی نہیں ہے اُس کے ساتھ انسانی بنیادوں پر تو رشتہ استوار ہو سکتا ہے مگر اُسے اسلامی برادری کا فرد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لحاظ سے یقیناً وہ ایک علیحدہ قوم ہے اور مسلم ایک علیحدہ قوم ہے رنگ و نسل، حسب و نسب اور علاقہ و وطن کا اشتراک خواہ کتنا ہی مضبوط اور گہرا کیوں نہ ہو اُسے مسلم قومیت میں داخل نہیں کر سکتا کیوں کہ

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

یہی وہ وجہ تھی جس کی بنا پر ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار برس تک مخلوط رہنے والی دو قومیں یعنی ہندو و مسلم اتنے طویل عرصہ کے بعد بھی ایک نہ ہو سکیں۔ اُن کی تاریخ، مذہب، کلچر سیاست اور رشتے ناطے سب ایک ہی تھے بلکہ وہ پہلے دو قومیں تھی ہی نہیں۔ پھر آخر وہ کون سی لکیر تھی جو اچانک ان کے درمیان کھنچ گئی اور وقت کے ساتھ ساتھ گہری ہوتی چلی گئی جس نے ہندیوں کو نہ صرف دو حصوں میں تقسیم کر دیا بلکہ ایک ہزار برس تک ساتھ رہنے کے باوجود بھی انہیں ایک ہونے سے باز رکھا۔ نہ ہندووانہ کلچر مسلم ہندی کو برداشت کر سکا اور نہ مسلمانوں ہی نے کبھی اپنی تہذیب اور تمدن کے نشانات کو محو ہونے دیا۔ ان دونوں کے درمیان کبھی نہ مٹنے والی لکیر دراصل ''دو قومی نظریہ'' ہے جس نے آگے چل کر بالآخر ایک مستقل مملکت کا روپ اختیار کر لیا۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے اس دو قومی نظریہ کی لکیر کو درمیان سے ہٹا کر دیکھا جائے تو اسلامی ہند کی ساری تاریخ ایک خوبصورت خواب بن کر رہ جاتی ہے اور مسلم قومیت کا وجود موہوم ہو جاتا ہے لیکن مردان حق آگاہ سے یہ حقیقت کبھی

Marfat.com

لمحہ بھر کے لیے بھی روپوش نہ ہوئی اور وہ اس کو جھٹلانے کا کبھی تصور بھی نہ کر سکے قائداعظم محمد علی جناح کانگریس کا تجربہ کرنے کے بعد اور ہندو ذہنیت کا نہایت قریب سے جائزہ لینے کے بعد جب حقائق کی دنیا میں داخل ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ "سرزمینِ ہند پر پاکستان اُسی وقت وجود میں آچکا تھا جب یہاں پہلا آدمی مسلمان ہوا تھا" چنانچہ معلوم ہوا کہ پہلے آدمی کے مسلمان ہو جانے سے جس تحریک کا آغاز ہوا تھا وہ تحریک بعینہ مجسم پاکستان کی صورت میں نمودار ہوئی ہے اور اسی کا نام "دو قومی نظریہ" ہے یعنی پاکستان اور دو قومی نظریہ لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کی نفی دوسرے کی نفی کو مستلزم ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب پاکستان دو لخت ہوا تو بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ "آج ہم نے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا۔"

دو قومی نظریہ کی اصطلاح تو غالباً سب سے پہلے برصغیر کی مخصوص سیاسی و معاشرتی فضا میں تیار ہوئی ہے مگر اس کی روح روزِ اوّل سے ہر مسلمان کے ایمان میں داخل رہی ہے اس لیے یہ کہنے میں قطعاً باک نہ ہونا چاہئے کہ دو قومی نظریہ ہی مسلم قومیت کی اساس اور اُس کی پہچان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قوم ایک نظریاتی قوم کہلاتی ہے ایک، مکمل نظریاتی مملکت کو ہی اسلامی ریاست کہا جاسکتا ہے اور حقیقی مسلم سوسائٹی وہی ہو سکتی ہے جو صحیح معنی میں اسلامی اقدار کی حامل ہو۔ مسلم معاشرے میں سیکولرازم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت مجدد کا عہد :

اگر دنیا کبھی فکر و نظر کی دولت سے خالی نہیں رہی ہے تو فکر و نظر کے پاسبانوں اور حریت فکر کے مجاہدوں سے بھی کبھی تہی دامن نہیں ہوئی ہے۔ اللہ کے شیروں نے ہر زمانے میں ناموس ملت کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے اور نظریہ اسلام کی پاسبانی کا حق ادا کیا ہے "سرمایہ ملت" کے ان پاسبانوں اور نگہبانوں میں ایک نام امام ربانی، قطب لاثانی حضرت خواجہ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی علیہ رحمتہ الباری کا بھی ہے۔

آپ کی ولادت ۱۴ شوال المکرم بروز جمعتہ المبارک ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں شہر سرہند میں ہوئی۔ صغر سنی ہی سے آپ میں رشد و ہدایت کے آثار نمایاں تھے۔ لہٰذا جلد ہی مرتبہ کمال پر فائز ہوئے۔

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

Marfat.com

حضرت مجدد کا ظہور ایسے وقت میں ہوا ہے جب عالم سالام اپنی عمر کے ایک ہزار برس مکمل کر رہا تھا اور اسلامی تقویم دوسرے ہزارے میں داخل ہوا ہی چاہتی تھی۔ سرسری اور روایتی طور پر تو یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو قابل التفات قرار پاتی۔ اس لیے کہ ماہ و سن گزرتے ہی رہتے ہیں اور ہر صدی کے اختتام پر ایک دور گزر جایا کرتا ہے گویا کتاب کا ایک ورق اُلٹ جاتا ہے اسی طرح ایک ہزارے کے بعد دوسرے ہزارے کا شروع ہو جانا ایسا ہی ہے جیسے ایک ہی کتاب کا دوسرا چیپٹر شروع ہو جانا لیکن اگر ایک کے بعد دوسرا دور اتنا مختلف واقع ہونے لگے کہ وہ اپنے پچھلے دور کے تمام نشانات اور روایات کو مٹا دینے کی راہ پر چل دے اور دوسرا ہزارے اُمت کے لیے فکری افلاس نظریاتی انخلاء، ذہنی انتشار اور اخلاقی اور روحانی انحطاط اور معاشرتی و اجتماعی گشت کا دروازہ کھولتا ہوا آرہا ہو تو یقیناً یہ کسی بھی قوم کے لیے نیک شگونی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا امت مسلمہ کے لیے خصوصاً اہلِ ہند کے لیے یہ بات قطعی اہم تھی کہ آنے والے ہزار سالہ دور کا دیباچہ انہیں ایک خوفناک انجام کی خبر دے رہا تھا۔ الف ثانی کے آغاز پر تجدید و احیائے دین اور اصلاح احوال کی ایک ایسی ہمہ گیر تحریک کی ضرورت تھی جو آئندہ ہزار برس کا رُخ درست کر سکتی اور قوم مسلم کی فکری، اعتقادی اور عملی رہنمائی کا کام انجام دیتی۔

برِ صغیر کے مخصوص حالات :

سیاسی اور انتظامی لحاظ سے بر صغیر پر مغلیہ سلطنت قائم ہو چکی تھی ابھی اکبر تیرہ سال کا نوجوان تھا کہ ۱۵۵۶ء میں اپنے باپ شہنشاہ ہمایوں کی اچانک حادثاتی موت واقع ہو جانے کی وجہ سے اسے عنان اقتدار سنبھالنی پڑ گئی اور جب ۱۵۶۰ء میں بیرم خان کی معزولی ہوئی تو تمام امور سلطنت کا حاکم خود مختار صرف اکبر تھا۔ جب کہ اُس کی عمر صرف سترہ سال تھی۔ سترہ سالہ یہ نوجوان جو جنوبی ایشیا کے ایک وسیع و عریض رقبہ پر اپنی حکومت قائم کیے ہوئے تھا، فن سپاہ گری سے تو خوب واقف تھا مگر بعد میں امور مملکت کو چلانے کا بھی خوب ماہر ہو گیا۔

تمام مورخین اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ اکبر کے عہد حکومت کی ابتدا مذہبی جوش و خروش اور بزرگان اسلام اور علمائے وقت کی بھرپور عقیدت مندی اور ادب و احترام سے ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ علمائے وقت کو غزالی اور رازی سے بھی بہتر جانتا تھا۔ وہ ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان تھا اور تمام دینی تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ نماز روزہ کا پابند تھا۔ صدقہ و خیرات کا سلسلہ بھی جاری رکھتا اولیاء اللہ سے خاص عقیدت و محبت رکھنے کے باعث اہل اللہ کے مزارات پر اکثر حاضری دیتا، وہاں

Marfat.com

جاکر نذریں مانتا اور لنگر تقسیم کرتا تھا۔ شاہ محمد غوث گوالیار کے ہاتھ پر بیعت بھی ہو گیا تھا۔ علماء و صلحاء کی صحبت کا باقاعدہ التزام رکھتا اور مجلس سماع میں بھی شریک ہوتا۔ اکبر کی اس ساری دینداری کے باوجود یہ بات نہایت عجیب معلوم دیتی ہے کہ اُس نے ہندو گھرانوں میں شادیاں بھی کر رکھی تھیں اور ہندوؤں سے راہ ورسم قائم ہو جانے کے بعد اُن سے جذیہ بھی اُٹھالیا تھا جسے عالم گیر نے ۱۰۹۰ھ میں دوبارہ نافذ کیا۔ اس قسم کے واقعات سے اکبر کی دینی ناپختگی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ تعلیم کے لحاظ سے اکبر بالکل اَن پڑھ تھا۔ وہ خالص علمی و دینی مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا اس لیے اُس کا ذہن علمی اختلافات کا متحمل بالکل نہ ہو سکتا تھا جب کہ دوسری طرف اُسے اصولی و فروعی مسائل دینیہ کی بحث و تحقیق کا شوق بھی تھا۔ چنانچہ اپنے اس شوق کو پورا کرنے کے لیے ۹۸۳ء میں عبادت خانہ کے نام سے ایک عمارت تعمیر کروائی اور ہر مکتب فکر کے علماء کو دعوت دی کہ وہ وہاں آکر علمی و شرعی مسائل پر گفتگو کریں۔ ایسی صورت میں علما و فضلا کے درمیان اختلافات کا واقع ہونا ناگزیر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دربار کا ماحول جلد اُس کی شدت بلکہ حدت کی لپیٹ میں آگیا۔ اکبر نے چونکہ تحائف کا سلسلہ بھی رکھا ہوا تھا اس چیز نے اُن کے اندر جذبہ مسابقت کو اور بڑھا دیا اور نوبت بایں جا رسید کہ دنیا کے طلبگاران ظاہر پرست عالموں نے بادشاہ کا قرب پانے کے لیے اپنے جبہ و دستار کی حرمت کو بھی پامال کر کے رکھ دیا۔ ہر ایک دوسرے پر چڑھا چلا جاتا اور دربار کا ماحول مچھلی بازار بن جاتا۔ ملا عبدالقادر بدایونی آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔

تیغ زبان کھینچ کر آپس میں مقابلہ پر آجاتے ایک دوسرے کو کھلم کھلا کافر اور گمراہ کہتے۔ غصہ سے علمائے عصر کی رگیں پھول جاتیں اور پھر خوب ہی غل مچتا۔

علمائے وقت کے اس انداز کو دیکھ کر اکبر کا غیر علمی اور ناپختہ ذہن یک دم پلٹ گیا اور وہ محض چند علماء کی غیر ذمہ دارانہ روش کی بنا پر تمام اہل علم سے متنفر ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اُس کی نفرت بغض و عناد میں تبدیل ہو گئی اور وہ دین متین سے بھی بد ظن ہو گیا۔ بقول ملا عبدالقادر بدایونی "دوسرے مذاہب والے جو احکام بیان کرتے تھے اسلام کی ضد میں بادشاہ اُس کو نص قطعی سمجھتے تھے اُس کے برعکس ملت اسلامیہ اور دین اسلام کو نامعقول و حادث اور بدوؤں کا گھڑا ہوا خیال کرتے تھے۔"

دربار میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی روایات کا مذاق اُڑایا جاتا مگر اکبر پر چنداں گراں نہ گزرتا۔ اسلام کی ضد میں سور اور شراب کو بھی تکریم حاصل ہونے لگی۔ یہاں تک کہ سور کی پوجا ہوتی اور شراب کے جام پر جام لنڈھائے جاتے۔

Marfat.com

مذہب اسلام کے ساتھ اکبر کی نفرت اور عداوت نے اُسے دوسرے مذاہب کی طرف دھکیل دیا تھا۔ چنانچہ جینی، ہندو، زردشتی اور بدھ علما بھی دربار میں باریاب ہونے لگے۔ عیسائی مبلغین اور پادریوں نے جب یہ رنگ دیکھا تو وہ بھی پیچھے نہ رہے۔ پہلے تو مدعو کیے گئے اور پھر مستقل آمدورفت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ان سب کی یہی کوشش ہوتی کہ اکبر کی نگاہوں میں اسلامی تعلیمات کو بالکل بے وقعت اور باطل ثابت کر کے کسی طرح اپنے دین دھرم کی باتیں اُس کے دل و دماغ میں پیوست کر دیں۔ غیر مسلموں کی صحبت رنگ لائی اور اکبر نے ہندو رشویں سے متاثر ہو کر مہابھارت اور رامائن وغیرہ کے ترجمہ کا حکم دے دیا اور دوسری طرف پادریوں سے متاثر ہو کر ابوالفضل کو توریت و انجیل وغیرہ کا ترجمہ کرنے کو کہا۔

ہندو گھرانوں سے ازدواجی تعلقات تو پہلے ہی سے تھے مگر اب ہندوؤں کو امور سلطنت اور انتظامی معاملات میں بھی بڑی حد تک مداخلت کا حق دیا جانے لگا۔ اُنہیں اعلیٰ عہدوں اور اہم مناصب پر فائز کیا جانے لگا۔ ہندو راجپوتوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے گاؤکشی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ قشقہ لگوایا گیا، مساجد کے بجائے مندروں کی تعمیر پر توجہ دی جانے لگی۔ ہندو رانیوں کے ساتھ مل کر ہندورانہ رسوم میں حصہ لیا جاتا۔ اکبر کی ایک بیوی راجہ بہاری مل کی بیٹی اور راجہ بھگوان داس کی بہن تھی اور دوسری جودھابائی جودھ پور کی رانی..... ان ہندو رانیوں کا اور ان کے واسطے سے اُن کے بھائیوں اور عزیزوں کا اکبر پر اچھا خاصا اثر قائم ہو گیا۔ بادشاہ جلال الدین اکبر انہی اثرات کے نیچے دبا چلا گیا۔

پارسیوں سے موافقت پیدا کرنے کے لیے اُس نے سورج اور روشنی کی از حد تعظیم کرنا شروع کر دی۔ عجمی بادشاہوں کی طرح محل شاہی میں دن رات آگ سلگتی رہی تھی اور اُس کی نگرانی ابوالفضل کیا کرتے تھے۔

موقع کا فائدہ اُٹھا کر ابوالفضل اور فیضی اور اُن کے دونوں کے والد ملا مبارک نے اکبر کے دماغ میں یہ بات بھی ڈال دی کہ بادشاہ مطلق اختیار کا مالک ہوتا ہے وہ لوگوں کی بہتری کے لیے ان کے دینی و دنیاوی امور میں جس قسم کا فیصلہ چاہے صادر کر سکتا ہے۔ عدل، عقل اور علم میں کوئی اُس کا ہمسر نہیں ہے۔ انہی لوگوں کے تیار کردہ محضر نامہ کی رو سے بادشاہ کا مرتبہ کسی بڑے سے بڑے مجتہد سے بھی زیادہ ہوتا ہے اگر بادشاہ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں لوگوں کی آسانی کے لیے اپنے ذہن ثاقب اور رائے صائب سے کام لے کر کسی ایک پہلو کو ترجیح دے اور اُس کے مطابق اپنا فیصلہ صادر فرمائے تو ایسی صورت میں بادشاہ کا یہ فیصلہ اجماعی اور قطعی ہو گا اور تمام رعایا پر اُس کی پابندی

Marfat.com

حتمی اور لازمی ہو گی۔

دین الٰہی کی طرف پیش قدمی :

ملا مبارک کا تیارہ کردہ محضر نامہ اور اس پر فرزندوں کی تصدیق و تائید نے بالآخر اکبر کو گمراہی اور ضلالت کی اُس آخری حد تک پہنچادیا جس سے آگے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ فرمان شاہی کی رد سے یہ حکم صادر ہوا کہ کلمہ طیبہ لَااِلٰہَ اِلَّاللّٰہُ، کے ساتھ /مُحَمَّدٌرَسُوْلُ اللّٰہ ، کے بجائے اکبر خلیفت اللّٰہ کہا جائے اور دربار میں حاضر ہوتے وقت بادشاہ کی روبرو تعظیماً سجدہ کیا جائے۔

مورخین کی مطابق شہنشاہ اکبر ایک ایسا دین تیار کرنا چاہتا تھا جو مروجہ تمام مذاہب کا مجموعہ ہو تاکہ اس طریقے سے وہ تمام لوگوں کو خوش کر سکے اور اپنی سلطنت کو نوید دوام اور استحکام بخش سکے یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ تو ان سارے معاملات کو صلح کل کی پالیسی قرار دیتے ہیں اور بعض نے اسے نئے دین اور نئی شریعت کے اجراء سے تعبیر کیا ہے یہاں تک کہ کلمہ طیبہ وغیرہ میں تصرف دیکھ کر بعض نے اسے الوھیت کا دعویدار قرار دیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے متقی اور محتاط بزرگ بھی یہ سب کچھ دیکھ کر نہ رہ سکے اور اسے ایک نئی نبوت سی تعبیر فرمایا۔

بہر حال دینی اور شرعی معاملات میں اکبر کی یہ ظالمانہ اور معاندانہ حرکات دیکھ کر عالم اسلام میں شدید بے چینی اور مایوسی پیدا ہو گئی۔ درد مند لوگوں کا کلیجہ اندر سے غم کے مارے پھٹا جاتا تھا مسلمانوں کے چاروں طرف یاسیت و قنوطیت کے دبیز سائے منڈلاتے تھے وہ اپنے مستقبل کو تاریکی کے وسیع سمندر میں ڈوبتا دیکھتے تھے جس میں روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تھی ان کی متاع گرانمایہ سر عام نیلام ہو رہی تھی، ان کا تشخص اور ان کی پہچان دم توڑتی تھی یعنی دو قومی نظریہ کا وجود خطرات میں گھرا ہوا تھا۔ جدھر کا رخ کرتے اذھبو الی غیری کی صدا سنتے گویا قیامت سے پہلے قیامت کا منظر دیکھتے تھے۔ گلہ منتشر ہو رہا تھا مگر گلہ بان کا سراغ نہ ملتا تھا۔ سفینہ غرقاب دریا ہو رہا تھا مگر کشتی بان کا پتہ نہ چلتا تھا۔ چاند، سورج اور ستارے بھٹک رہے تھے مگر آسمان نظر نہ آتا تھا۔ الف ثانی (دوسرا ہزارہ) نظریاتی کشمکش، فکری انتشاء، ذھنی ہراگندگی عملی انحطاط اور سیاسی ادبار کی سوغات ہاتھوں میں لیے قوم مسلم کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ یکایک سرہند کی سرزمین پر ہزار سال کے بعد خون فاروقی پھر جوش مارتا ہے جسکے نتیجے میں مجدد اعظم وجود پاتا ہے۔

Marfat.com

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جسکو خبردار

دو قومی نظریہ کا احیاء :

حضرت مجدد علیہ الرحمتہ نے عہد اکبری میں آنکھ کھولی۔ اکبر کے انتقال کے وقت آپ کی عمر شریف تقریباً 43 سال تھی اسطرح آپ نے اکبری عہد کی نشیب و فراز بچشم خود ملاحظہ فرمائے۔ اکبر کے بعد اسکا بیٹا جہانگیر تخت و تاج کا وارث بن گیا۔ جہانگیر کا مزاج اپنے باپ سے مختلف تھا اسے اپنے باپ کی طرح دین اسلام سے کوئی عناد تو نہ تھا اور اسے اکبر کے اختراع کردہ دین و آئین سے کوئی دلچسپی بھی نہ تھی۔ مگر حالات جوں کے توں تھے۔ خرابیاں اپنی جگہ موجود تھیں۔ حتیٰ کہ سجدہ تعظیمی جیسی ملعون رسم تاحال آداب شاہی میں شامل تھی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کے لیے یہ حالات یقیناً نا قابل برداشت تھے۔ آپ حدود سلطنت کے اندر پھیلی ہوئی تمام خرابیوں پر پوری طرح نظر رکھے ہوئے تھے اور حکمرانوں کی بے پرواہی اور بے راہ روی کا اچھی طرح جائزہ لے رہے تھے غیرت فاروقی سے رہا نہ گیا اور آپ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور باطل کے جبر و استبداد سے ٹکرانے کے لیے میدان عمل میں نکل آئے۔ اس راہ میں پیش آنے والی تکالیف کا یقیناً آپ کو اندازہ تھا مگر امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا غم اس سے کہیں زیادہ تھا۔

آپ کو کس قدر مسلمانوں کے تباہ حال تشخص کی فکر دامن گیر رہتی تھی اور اس بات کا افسوس لاحق رہتا کہ کفر زور پکڑ رہا ہے۔ اس کا اندازہ آپ کے مکتوبات سے ہوتا ہے چنانچہ دربار اکبری کے اہم رکن خان اعظم کو اس طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طنز اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور کوچہ و بازار میں نڈر ہو کر کفر کے افعال جاری کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی بے بسی اور مجبوری کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں اور شرائع کے اجالانے میں مذموم اور مطعون ہیں۔

Marfat.com

پری نہفتہ رُخ ودیو کرشمہ و ناز
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ترجمہ :- چھپائے رُخ کو پری دیو ناز کرے۔ حواس وہوش یہ سن کر میرے جانہ رہے۔
اعیان مملکت کو احساس ذمہ داری یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔
یہ قومی جہاد جو آج آپ کو حاصل ہے یہی جہاد اکبر ہے۔ اسکو غنیمت جانیں اور ھل من مزید کہیں اور اس جہاد قولی کو جہاد قتال سے بہتر سمجھیں ہم جیسے بے دست وپا فقراء اس دولت سے محروم ہیں۔
اور مکتوب نمبر ۸۱ میں ایک اور اھم شخصیت لالہ بیگ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
عرصہ تخمیناً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھارہی ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں صرف کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ احکام اسلامیہ بالکل دور ہو جائیں اور اسلام اور اھل اسلام کا کچھ اثر نہ رہے۔ اور اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمانوں شعارِ اسلامی کو ظاھر کرتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے۔
آپ کو مسلمانوں کے قومی وملی وجود کا کس قدر احساس تھا فرماتے ہیں۔
سلطنت کی ابتداہی سے مسلمان نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کرلیا تو بہتر ورنہ نَعُوْذُباللہ اگر توقف ہو گیا تو مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جائے گا **الغیاث الغیاث ثم الغیاث**
اسلامی شعائر کو مٹتا ہوا دیکھ کر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ فرماتے ہیں۔
اسلام کمزور ہو گیا ہے کفار بے تماشہ مسجدوں کی منہدم کررہے ہیں اور ان کی جگہ مندر بنارہے ہیں۔
آپ ایک ہمدرد، مشفق اور حاذق طبیب کی مانند اپنا ہاتھ زمانہ کی نبض پر رکھ دیتے ہیں اور معاشرہ کی رگ وپے میں سرایت کردہ ایک ایک خرابی کی تشخیص فرماتے ہیں اور اسکے اسباب وعلل کا جائزہ لیتے ہیں بعدہٗ امت مسلمہ کے قومی وملی وجود کو ان برائیوں سے پاک کرنے کے لیے نسخہ وعلاج تجویز فرماتے ہیں۔
ایک ہمہ گیر اصلاحی تحریک کے آغاز کے طور پر آپ نے ۱۰۲۶ھ میں اپنے بہت سے خلفاء کو رشد وھدایت عام کرنے کے لیے مختلف مقامات کی طرف روانہ فرمایا۔ ستر 70 مشائخ مولانا محمد قاسم کی قیادت میں ترکستان کی طرف روانہ کیے گئے۔ چالیس 40 مولانا فرخ حسین کی امارت میں عرب، یمن، شام اور روم کی طرف بھیجے گئے۔ اور دس ذمہ دار تربیت یافتہ افراد کو مولانا محمد صادق کابلی کے

Marfat.com

ماتحتی میں کاشغر کی طرف روانہ فرمایا اور تیس 30 خلفاء کرام مولانا شیخ احمد برکی کی سرداری میں توران، بدخشاں اور خراسان کی مہم پر روانہ فرمائے۔ صاحب روضۃ القیومیۃ کے مطابق ان حضرات نے اپنے اپنے علاقوں میں زبردست کامیابیاں حاصل کیں اور خلق خدا کو خوب نفع بخشا۔

آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب بلد ھند سے باہر آپکی تبلیغی مساعی کا یہ عالم ہے تو اھل ھند کے لیے آپ کی کوششوں کا کیا عالم ہوگا۔ بلاشک، شبہ آپ کو مسلمانانِ برصغیر کے مستقبل کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہی ہے۔ آپ کے مکتوبات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مسلمانانِ ھند کی طرف سے نہ صرف یہ کہ کبھی غافل نہ ہوئے بلکہ اصلاح احوال اور اُمت مسلمہ کی بہتری اور بھلائی کے لیے کبھی کسی موقع کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اھل ھند کے لیے خصوصاً اور عالم اسلام کے لیے عموماً آپکی خدمات عالیہ کا سلسلہ اتنا طویل ہے کہ اس کا احاطہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ آپ کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں عہد جہانگیری میں ہی تبدیلی کے آثار اور اصلاح احوال کی لہر پیدا ہو چکی تھی۔ خود شہنشاہ جہانگیر آپ کی پرکشش شخصیت سے مرعوب اور متاثر ہو کر آپ کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو گیا تھا۔ دربار سے سجدہ کی رسم کا خاتمہ ہوا، شعائر اسلام کی حرمتیں بحال ہونا شروع ہوئیں اور مسلمانوں کے قومی و ملی وقار میں پھر سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ آپ کے دوررس اثرات کے نتیجے میں اعیان مملکت اور سربراہان فوج میں اسلامی ذھن رکھنے والوں کی خاصی تعداد بن گئی۔ جو مستقبل میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی خالص اسلامی حکومت کو قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوئی۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
ہے جس کے نفس گرم سے گرمئی احرار

الغرض آپ کے ہر عملی، فکری اور روحانی اثرات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ کے نور باطن سے ایک عالم نے فیض پایا۔ مردہ دلوں کو زندگی مل گئی۔ مایوسیوں کا خاتمہ ہوا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں میں زندہ رہنے، آگے بڑھنے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر سے بازیاب کرانے کا ناقابل تسخیر جذبہ پیدا ہو گیا۔ عالمگیر کا پچاس سالہ اسلامی دور، 1857 کی جنگ آزادی اور پورے ھندوستان میں جابجا آزادی کی تحریکیں، اور آخر میں دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قیام پاکستان کی شکل میں مسلمانان ھند کا وہ عظیم الشان کارنامہ جو اس دور میں کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ یقیناً یہ حضرت

Marfat.com

مجدد علیہ الرحمتہ کے لامحدود فیوض برکات کا وہ حصہ ہے جو قیامت تک فراموش نہ کیا جائے گا اور آخر میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے تاثرات پیش کر کے اپنے مضمون کو ختم کرونگا۔ اس سے بہ خوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اصحاب علم ودانش نے آپ کی شخصیت کو اور خدمات کو کس طرح سراھا ہے۔

His influence spread from Indonesia to Turky and from there to many silsilahs. For this great work he was haild as the Mujadid-i-alf-i-thani, the man who revived Islam in the second millenium. (P. 97/98)

آپ کے اثرات انڈونیشیا سے ترکی تک اور وہاں سے بہت سے سلسلوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ عظیم کام سرانجام دینے کی وجہ سے آپ کو مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ ہستی جس نے الف ثانی (دوسرے ہزارے) میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی۔

مراجع

۱۔ شیخ احمد سرہندی: مکتوبات شریف (ترجمہ اردو)، ۳ مجلدات، مطبوعہ کراچی

۲۔ پروفیسر محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی اور ترک موالات

۳۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی: علماء سیاست میں (انگریزی) مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۲ء

۴۔ ڈاکٹر حفیظ ملک: پاک وہند میں مسلم قوم پرستی (انگریزی) مطبوعہ واشنگٹن، ۱۹۶۳ء)

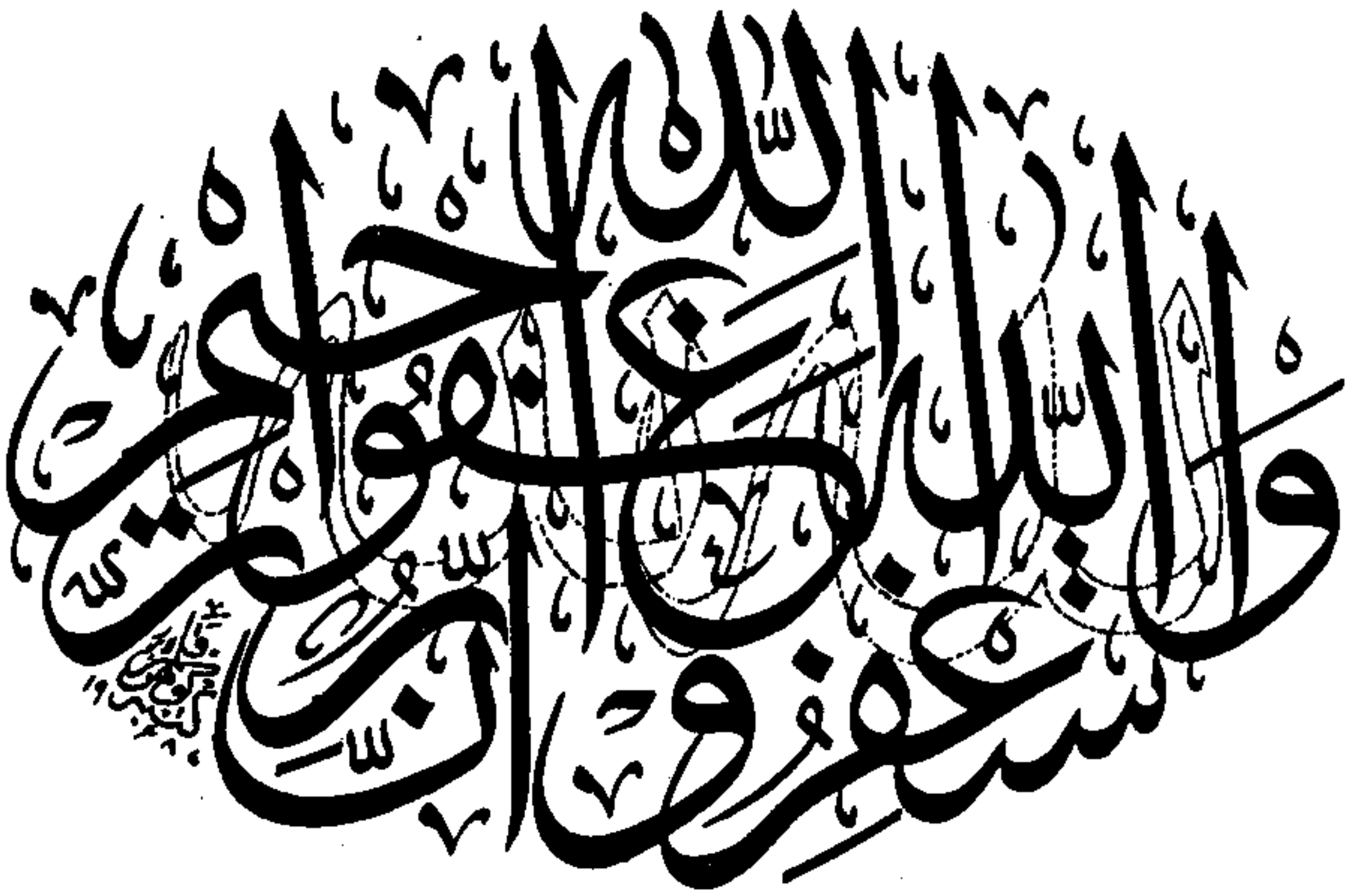

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اہمیت

ڈاکٹر محمد انصار نقشبندی
میڈیکل ٹیکنالوجسٹ سندھ میڈیکل کالج، کراچی
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیہم o[1]
ترجمہ: یااللہ سیدھی راہ دکھا۔انعام یافتہ بندوں کی جن پر تو اپنا فضل فرماتا رہا۔
o انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکوۃ و ھم راکعون۔[2]
ترجمہ: مسلمانو! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع و خضوع) کرنے والے ہیں۔

o.....اللہ عزوجل کی یہ سنت رہی ہے کہ ہر دور کی گمراہ اور راہِ ہدایت سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست عطا کرنے کے لیے اپنے خاص بندوں کو مبعوث فرماتا رہتا ہے جو اندھیرے میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے مینارہ نور ثابت ہوں اور جنہیں دیکھ کر لوگ سیدھی اور سچی راہ پائیں۔ جب تک دنیا آباد ہے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری رہے گی۔ تاریخ گواہ ہے کہ رشد و ہدایت کا سلسلہ بشکل انبیاء کرام اسی لیے جاری ہوا۔ ختمی مرتبت آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین (سورہ الاحزاب) ۳

ترجمہ : محمد (ﷺ) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

مگر انعمت علیہم (سوائے انبیاء کرام) کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ انبیاء کرام کے بعد روشنی پھیلانے اور نور بکھیرنے کا یہ فریضہ صدیقین، شہداء و صالحین انجام دیتے رہیں گے اور مجددین انہی میں سے ہوں گے۔

o..... دین اسلام کے ہزار سالہ دور کے آخر اور الف ثانی کے شروع میں جبکہ مغلیہ سلطنت عروج پر تھی۔ جلال الدین اکبر بادشاہ نے ہندو رانیوں سے شادیاں رچا کر اپنے دادا کے مصرع

"بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست"

پر اپنا ایمان قربان کر دیا اور اپنی مطلب براری کے لیے ہر طرح کے حیلے تراش کر غلط اجتہاد کے دروازے کھول دیے جس قدر برائیاں اور بدعتیں ممکن تھیں وہ سب عہد اکبری میں خوب پھلی پھولیں۔ اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر تخت شاہی پر بیٹھا تو وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چل نکلا۔

o..... اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اللہ نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کو پیدا فرمایا۔ جنہوں نے بادشاہ وقت کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا جس کی پاداش میں جہانگیر بادشاہ کی طرف سے اذیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ کا مال و اسباب ضبط کیا گیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن آپ غیر اسلامی باتوں کے خلاف ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑے رہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے اس موقع کی مناسبت سے فرمایا :

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

عالم اسلام پر آپ کے ناقابلِ فراموش احسان کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر محمد فرمان لکھتے ہیں۔

"آپ کی دو کرامتیں دنیا کے لیے بڑے فیوض کا باعث ہوئی ہیں۔ ایک آپ کی نیک صالح اولاد، دوسری کرامت جناب کے تاریخی مکتوبات شریف جن کے مطالعے سے آپ کی علمیت، معرفت،

Marfat.com

خلوص اور شرع کی پابندی کا ایک ایسا حسین و دلکش اور مستحکم منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جس سے پڑھنے والا اپنے دل میں ایک سرور و سوز محسوس کرتا ہے اور اپنے مزاج اور افعال میں نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔"

o..... حضرت مجدد نے تبلیغ دین کے لیے مکتوبات کا ذریعہ اختیار کیا تاکہ ہر علاقے کے ماحول اور حالات کے تقاضوں کے مطابق مکتوبات لکھے جائیں اور ان کے ذریعے لوگوں کے عقائد کی درستگی اور اخلاق و اعمال میں اخلاص کی پختگی پیدا ہو سکے اور لوگ صحیح معنوں میں سچے اور پکے مسلمان بن سکیں۔ امام ربانی نے اپنے جس تبلیغی اصول سے دنیا کو روشناس کرایا وہ انہی کا حصہ ہے۔ یہ وہ زندہ تھیوری ہے ہے جو قابل عمل بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔

خصوصاً حکمرانوں کی اصلاح کے لیے آپ نے جو بھی عملی پروگرام پیش کیا اس کی آج بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی حضرت مجدد کے دور میں تھی۔ علماء کرام، دانشوروں، ادیبوں اور تمام اہل قلم حضرات کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ حکمرانوں اور علماء سوء کی اصلاح کے لیے بھرپور کوشش کریں ان کو اس بات کا احساس بار بار دلایا جائے کہ عملی طور پر نفاذ اسلام میں سب کی فلاح و خوش حالی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وتواصوا بالحق۔ وتواصو بالصبر۔

ترجمہ: ایک دوسرے کو وصیت (تاکید) کرتے رہو حق کی اور وصیت (تاکید) کرتے رہو صبر کی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمتہ شیخ فرید بخاری کو تحریر فرماتے ہیں۔

"دنیا جہاں کے ساتھ بادشاہ کی نسبت ایسی ہے جیسی کہ بدن کے ساتھ دل کی نسبت کہ اگر دل اچھا اور درست ہے تو بدن بھی درست و صحیح ہے اور اگر دل خراب ہو جائے تو بدن بھی بے کار ہو جاتا ہے۔ بادشا کے درست و بہتر ہونے میں دنیا جہاں کی درستی و بہتری ہے اور اس کے بگڑنے پر جہاں کا بگڑنا موقوف ہے۔"

آپ نے نفاذ شریعت کے لیے ارباب اقتدار کے کردار پر سب سے زیادہ زور دیا ہے کیوں کہ ان کی غفلت و تساہلی سے ہر طرف فتنہ و فساد پھیل جاتا ہے۔

حضرت مجدد کی اولاد میں سے اس وقت حضرت محمد ابراہیم جان فاروقی سرہندی مجددی تھرپارکر سندھ کے ایک گاؤں گلزار خلیل میں رہائش پذیر ہیں جن کے فیوض و برکات سے بے شمار لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم کے شیدائی دور دراز علاقوں سے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔ آپ کی زیر سرپرستی مدرسہ مجددیہ گلزار خلیل میں قائم ہے۔ جہاں قرآن ناظرہ، حفظ،

Marfat.com

فارسی عربی و دیگر اسلامی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ طالب علموں کی رہائش اور خوراک کا بھی معقول بندوبست ہے۔

زندگی کے لیے جیتی جاگتی اور سچی مسرتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مجدد کی سیرت مبارکہ اور آپ کی نیک صالح اولاد کی سیرت مبارکہ اور حضرت مجدد کے مکتوبات شریف خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ مکتوبات میں ایک کیف و سرور ہے۔ ایک جوش و خروش ہے۔ ایک وجد انگیز روانی ہے۔ بات بڑی سادگی کے ساتھ اور پر اثر انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

o..... مکتوبات شریف میں اکثر مسائل شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت پر مشتمل ہیں۔ بعض میں جادۂ شریعت سے ہٹے ہوئے صوفیائے خام کی روش پر تنقید کی ہے اور بعض میں علماء سوء کی جاہ پسندی پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ پھر ہندوؤں کے میل جول سے پیدا ہونے والی غلط رسوم کا رد اور شرک و بدعات پر کاری ضرب لگائی ہے۔ شریعت و طریقت کو دو خانوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جس سے گمراہی کا راستہ کھلا اور اصلاح کی راہیں مسدود ہو گئیں۔ امام ربانی نے بتایا کہ شریعت و طریقت الگ الگ نہیں۔

شریعت اگر گلاب کا پھول ہے تو طریقت اس کی خوشبو ہے۔

مکتوبات شریف کی کل تعداد (۵۴۰) پانچ سو چالیس ہے۔

دفتر اوّل انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جنگ بدر کی مناسبت سے (۳۱۳) تین سو تیرہ مکتوبات پر مشتمل ہے۔ اسے آپ کے خلیفہ مولانا یار محمد بدخشی طالقانی علیہ الرحمہ نے ۱۰۲۵ھ میں مرتب کیا اور تاریخی نام "دار المعرفت" رکھا۔ پھر آپ کی ہدایت پر وہ تین عریضے بھی شامل کر دیے گئے جو حضرت محمد صادق مرحوم نے آپ کی خدمت میں ارسال کیے تھے۔

دفتر ثانی اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی مناسبت سے (۹۹) ننانوے مکتوبات پر مشتمل ہے۔ اسے خواجہ عبدالحیٔ ابن خواجہ چاکر حصاری نے ۱۰۲۸ھ میں مرتب کر کے تاریخی نام "نور الخلائق" رکھا۔

دفتر ثالث کے ابتدائی تیس مکتوبات آپ کے محبوب خلیفہ میر بزرگ محمد نعمان بدخشی علیہ الرحمہ نے مرتب کیے۔ پھر آپ کی گرفتاری کے دوران اس دفتر کی تدوین عارضی طور پر ملتوی رہی۔ آپ کی رہائی کے بعد باقی مکتوبات میر شمس الدین علی نے ترتیب سے ایک بیاض میں محفوظ کر لیے تھے اسی دفتر کے مکتوب اوّل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی ترتیب و تدوین میر محمد نعمان بدخشی کی نگرانی ہی میں مکمل ہوئی۔ اسی مکتوب میں آپ نے ہدایات صادر فرمائیں کہ مکتوبات کے کئی نسخے تیار کر کے ایک نقل سرہند بھیج دی جائے اور مسودات کو احتیاط کے ساتھ سنبھال کر رکھا جائے تاکہ بوقت ضرورت ان

Marfat.com

سے استفادہ کیا جا سکے۔(مکتوب اوّل دفتر سوم)

دفترِ سوم تین اعتبار سے لفظ "باقی" کی مناسبت سے ایک سو تیرہ مکتوبات پر مشتمل تھا۔

اوّل۔ یہ لفظ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی یاد دلاتا ہے

(دوم) ان مکتوبات کے معارف تا قیامت باقی رہیں گے اور

(سوم) یہ "مقام بقاء" کی طرف اشارہ ہے پھر بطور "مسکتہ الختام" ایک اور مکتوب شامل کر کے قرآنی سورتوں کے مطابق ان کی کل تعداد ایک سو چودہ ہو گئی۔ یہ آخری خط علوم و اسرار غریبہ کا خزینہ ہے۔

دفتر سوم کا تاریخی نام "معرفتہ الحقائق" ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد دفتر چہارم کی تدوین کا کام شروع ہوا۔ ابھی چودہ مکتوبات ہی جمع ہوئے تھے کہ آپ واصل حق ہو گئے۔ اس لیے یہ بھی دفتر سوم میں شامل کر دیئے اس طرح دفتر سوم ایک سو اٹھائیس مکتوبات پر مشتمل ہے۔

عقائد و احکام کا علم حاصل ہونے کے بعد ان پر عمل کرنا ضروری ہے اسی لیے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ

"آدمی را ہم چنانکہ از درستی اعتقادات چارہ نیست، از اتیان اعمال صالحہ نیز چارہ نیست"

(مکتوب ۵۵ دفتر دوم)

یعنی جس طرح درستی اعتقاد لابدی ہے اسی طرح اعمال صالحہ کی تعمیل کے بغیر کوئی اور چارہ کار نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ علم و عمل دونوں کا سر چشمہ شریعت ہے۔

"بالجملہ علم و عمل مستفاد از شرع است" (مکتوب ۵۹ دفتر اول)

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد عبادتوں میں سے بہترین عبادت نماز ہے۔ نماز کے حسن و خوبی کا کمال یہ ہے کہ اپنی ذات میں حسن ہے جب کہ دوسری عبادات اپنی ذات میں حسن نہیں ہیں (بلکہ ان کا حسن کسی اور وجہ سے ہوتا ہے) جیسا کہ کتب شرع میں وضاحت سے آیا ہے نماز کو کامل طہارت کے بعد اہتمام سے ادا کرنا چاہئے اور قرأت، رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ میں سکون اور طمانیت (یعنی آرام سے ادا کرنے کو لازمی جاننا چاہئے۔) سستی اور لاپرواہی سے کام نہ لینا چاہئے۔ نماز کو اوّل وقت میں ادا کیا جائے اور سستی و کاہلی اور جہالت کی وجہ سے تاخیر نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ وہ ہے جو اپنے مالک کا حکم ملتے ہی تعمیل

ا۔ یہ مکتوبات شریفہ مطبعۃ الامیریہ، مکہ معظمہ سے بعنوان الدر المکتوبات النفسیہ ۱۸۹۹ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئے۔ پہلی جلد کے حاشیے شیخ حسین کی کتاب الرحمتہ الھابطہ فی تحقیق الرابطہ ہے۔ دوسری جلد کے حاشیے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے رسالہ مبداو معاد کا عربی ترجمہ ہے۔ تیسری جلد کے حاشیے میں محمد بیگ الازہلی کا رسالہ عطیۃ الوھاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب ہے۔

Marfat.com

کرے کیونکہ حکم کی تعمیل میں دیر کرنا سرکشی اور بے ادبی ہے۔(مکتوب ۷ ادفتر سوم)

آپ فرماتے ہیں :

کوشش کرنی چاہئے کہ ہر فرض نماز ادا کرنے کے بعد آیت الکرسی پڑھی جائے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا بہشت اور اس کے درمیان سوائے موت کے کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔اس کے علاوہ پنج گانہ نماز میں ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اللہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھے اور ایک بار یہ پڑھے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت و ھو علی کل شئی قدیر. تاکہ گنتی پوری ۱۰۰ ہو جائے۔

۱۲ (مکتوب ۷ ادفتر سوم)

آپ فرماتے ہیں انسان کے حسن اسلام کی علامت یہ ہے کہ اپنے آپ کو بامقصد کاموں میں مشغول رکھے۔بے کار باتوں سے پرہیز کرے۔اپنی زندگی کی کتاب کے اوراق کو بار بار ملاحظہ کرنا چاہیے اور باتیں بنانے کی نسبت خاموش رہ کر اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔(۱۳ مکتوب ۷۶ ادفتر اوّل)

آپ فرماتے ہیں :

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ "احسان" کیا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا جواب دیا جو اپنے اختصار اور معنی کی گہرائی کے باعث قابلِ غور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا اللہ تمہارے سامنے موجود تمہاری حرکتوں کو دیکھ رہا ہے۔اگرچہ تم اسے نہیں دیکھتے باالفاظ دیگر حضور خاموشی کا تصور انسان اپنے اندر اس طرح لائے کہ اسے اللہ اپنے سامنے محسوس ہو گویا کہ اللہ اس کے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)

نماز کی اہمیت کا اندازہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف ظاہر ہے۔اصل چیز ہے علم کا حاصل کرنا اس پر عمل کرنا اور عمل میں اخلاص پیدا کرنا اور آخرت کی فکر کو مد نظر رکھنا تاکہ نماز پڑھنے کے اثرات بھی آپ کی عملی زندگی میں نظر آئیں۔

مکتوبات امام ربانی اہل علم و دانش کی نظر میں

o..... اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے بے مثل قرآن پاک نازل فرمایا جو اپنے ظاہری اور معنوی محاسن کے لحاظ سے ہر زمانے میں ایک معجزہ بن کر رہا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ایک اور بہت عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ کو بھی اپنے بندوں کے لیے ایسے ہی محاسن والا ایک نسخہ کیمیا بنا دیا جس کا فارسی ادب میں کوئی جواب نہیں۔

کفر و شرک کے رئیس ولید بن مغیرہ نے قرآن پاک کی بعض آیات سن کر کہا تھا۔

"بے شک اس کلام میں شیرینی اور دلپذیری ہے، اس میں سیرابی ہے، اس میں ثمر ہے۔ واللہ یہ کلام بشر نہیں۔"

مکتوبات شریفہ کے متعلق ہم اتنی بڑی بات تو نہیں کہہ سکتے البتہ علامہ سید عبدالحکیم ابن المصطفی آلادوسی علیہ الرحمہ کے اس قول کو دہرائیں گے۔

"کتاب اللہ اور احادیث کے بعد اسلامی کتب میں سب سے افضل مکتوبات امام ربانی ہیں جن کا پوری دنیا میں کوئی جواب نہیں۔"

کتاب جتنی عظیم ہوتی ہے اسی قدر وہ قبول عام حاصل کرتی ہے پھر اس کے مختلف تراجم ہوتے ہیں اور شرح بھی تیار کی جاتی ہیں۔ یہی مکتوبات شریفہ کے حق میں بھی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان لکھتے ہیں۔

o..... حضرت مجدد نے مکتوبات شریف میں اسلامی نظریہ حیات کو اس خوبی سے نبھایا ہے کہ جس کے پڑھنے سے شوق عمل اور ذوق کار پیدا ہوتا ہے اور ایک طالب و سالک صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اسی لیے اکابر طریقت نے سالکین کے لیے مکتوبات شریفہ کا مطالعہ لازمی قرار دیا ہے۔ اس کے معانی کی بلندی تو اپنی جگہ مسلم ہے لیکن عبارت بھی ادبی حیثیت میں اتنی بلند پایہ اور دلنشین ہے کہ اس کے پڑھنے سے روح وجد میں آجاتی ہے اور دل و دماغ دونوں کیف اندوز ہوتے ہیں۔

مکتوبات شریف کے سلسلے میں یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ مختلف حالات اور ہر دور کے لیے اس میں ہدایتیں موجود ہیں۔ دسویں صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک عالم اسلام کے تاریخی حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس عرصے میں ملت اسلامیہ میں جو جو امراض پیدا ہوئے یا جو مشکلات ہوئیں سب کا حل مکتوبات شریف میں موجود ہے گویا یہ مکتوبات ملت اسلامیہ کے لیے تریاق و اکسیر ہیں۔ ایک فاضل نے سچ کہا :-

AFTER THE QURAN AND THE HADITHS OF PROPHET MUHAM-MAD (PEACE BE UPON HIM (THE MOST SUPERIOR BOOK IS MAK-

Marfat.com

TUBAT BY IMAM RABBANI

(حسین حلمی ایشیق، انتخابات، ترکی، استانبول)

o..... مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد کی سب سے بڑی علمی اصلاحی و تجدیدی یادگار اور ان وھبی کمالات مجتہدانہ و مجددانہ مقام تحقیق و معرفت اور ان کے دلی جذبات و احساسات کا آئینہ ہے جن کی بناء پر ان کو مجدد الف ثانی کا لقب دیا گیا۔ مکتوبات شریف میں قران حکیم، حدیث شریف اور فقہ حنفی کے مطابق زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہدایات موجود ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن ندوی علیہ الرحمہ

o..... اولیاء اللہ کے ملفوظات و حالات پڑھنے لکھنے اور سننے میں ان گنت فائدے ہیں۔ ان کا کلام ایک غیبی لشکر ہے۔ جب ہم ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہیں تو اس لشکر سے اچانک ہمارا دل قوی ہو جاتا ہے اور کام کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔

زندگی کے لیے جیتی جاگتی اور سچی سیرتوں کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سیرت مبارکہ اور آپ کے مکتوبات شریف خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ مکتوبات شریف حضرت مجدد کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کی ایک تاریخ ہے جس کو پڑھ کر روح کو تازگی اور دل کو زندگی ملتی ہے۔

تعمیر سیرت اور تشکیل مملکت اسلامیہ کے لیے مکتوبات شریف کا مطالعہ ضروری ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

o..... آج ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے آسمان پر جتنے نام تارے بن کر چمک رہے ہیں۔ اس جھرمٹ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا نام سب سے زیادہ فائق اور ممتاز ہو کر جگمگا رہا ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف تصوف اور علم حقیقت کے اسرار و معارف سے لبریز ہیں۔ آپ نے ان میں تصوف اور معرفت کے عظیم الشان اور معرکۃ آلاراء مسائل کو نہایت خوبی اور شرح وبسط کے ساتھ حل کر دیا ہے۔ جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد ٹھہرا کر احکام قرآن و حدیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

مراجع

۱۔ شیخ احمد سرہندی: مکتوبات شریف (ترجمہ اردو) ۳ مجلات، مطبوعہ کراچی

۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری: شیخ احمد سرہندی کے منتخب مکاتیب، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۸ء

۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۹۸۹ء

۴۔ حسین حلمی ایشیق: مذہبی مصلحین (انگریزی) استانبول، ۱۹۷۲ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

علامہ قاضی مفتی محمد احمد مجددی نعیمی
مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم غوثیہ مجددیہ، ملیر کراچی

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ کے جانشین، مرجع خلائق، مصلح، انتہائی پابند شرع، قاطع بدعت، اسلاف کے صحیح ترین مقلد اور پیروکار تھے۔

آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے تیسرے فرزند تھے (حضرات القدس ۲ / ۶۲۸ اسرر ربانی ۱ / ۲۲۰)۔ آپ کی ولادت شوال المکرم ۱۰۰۷ھ بمطابق مئی ۱۵۹۹ء کو ہوئی (مقدمہ روضہ قیومیہ ۲ / تیس اسرار ربانی ۱ / ۲۲۰) آپ کی ولادت پر حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے فرمایا "میرے فرزند محمد معصوم کی ولادت ہمارے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی کہ ان کی ولادت کے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی اور یہ تمام علوم و معارف حاصل ہوئے (حضرات القدس ۲ / ۲۸۰) اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ ۱۰۰۷ھ (حاشیہ روضہ قیومیہ ۲ / تیس) یا ربیع الآخر ۱۰۰۸ھ (حاشیہ حضرات القدس ۲ / ۲۸۰) میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں دہلی تشریف لے گئے تھے۔ لہٰذا آپ کی ولادت کا صحیح سال ۱۰۰۷ھ ہے جیسا کہ اس کی تصدیق زبدۃ المقامات اور مقامات معصومیہ سے بھی ہوتی ہے (مقامات خیر ۵۹) جبکہ مؤلف حضرات القدس علامہ بدر الدین سرہندی نے آپ کا سال ولادت ۱۰۰۹ھ تحریر کیا

Marfat.com

ہے (حضرات القدس ۲ / ۲۸۰) جو کہ درست نہیں ہے۔ آپ کا اسم گرامی محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد الدین اور خطاب عروۃ القوثقیٰ ہے۔ آپ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے۔ (مقدمہ روضہ قیومیہ ۲ / تیس) حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری خلیفہ حضرت مجدد اور اخوند سجاول سرہندی (مولف شرح وقایہ) اور سلطان العلماء ملا بدر الدین سلطانپوری سے آپ نے تحصیل علم کی اور قیام حرمین الشریفین کے دوران آپ نے اپنے خلیفہ مولانا سید زین العابدین محدث مدنی سے اجازت حدیث بھی لی (مقامات معصومیہ ۴۸، ۸۳۱)۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور برادر مکرم خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ سے منقولات و معقولات کا علم حاصل کیا (مقدمہ روضۃ القیومیہ ۲)

حضرت مجدد علیہ الرحمہ آپ کے بچپن ہی سے آپ کی عالی استعداد کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ "یہ فرزند ولایت محمدی کی استعداد رکھتا ہے اور محمدی المشرب ہے" اور یہ بھی فرماتے تھے کہ "محمد معصوم نے تین سال کی عمر میں کلمہ توحید (جو تجلی ذات اور وسعت استعداد رکھتا ہے) سے متعلق بات شروع کی اور در و دیوار اور گل و گلزار میں سے ہر چیز پر جب اس کی نظر پڑتی تھی تو کہتا تھا۔ "یہ میں ہوں وہ میں ہوں۔" اس کے بعد فرمایا کہ اس (انعام) کے معاملے میں چھوٹا، بڑا، جوان بوڑھا، آزاد، قیدی، عورت، مرد، بڑی عمر والا، چھوٹی عمر والا، ضعیف، قوی اور زندہ، مردہ سب برابر ہیں اور اصول میں مساوی ہیں ذالِکَ فَضل اللّٰہ یوتِیہِ من یشاء واللّٰہ ذُوالفَضلِ العظِیم (اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے) (حضرات القدس ۲ / ۲۸۱)

آپ جیسے برگزیدہ اور عالی شان والے فرزند کے متعلق یہ بھی فرماتے تھے کہ "وہ محبوبوں میں سے ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ایک خادم جو سفر و حضر میں ساتھ رہتے تھے۔ فرماتے تھے جس زمانے میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ دہلی تشریف لے گئے تھے تو یہ مخدوم زادہ (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) بھی ساتھ تھے۔ ایک روز حضرت حلقہ سے فارغ ہو کر حجرہ میں تشریف لائے تاکہ تھوڑی دیر آرام فرمائیں لیکن دیکھا کہ یہ فرزند آپ کے بستر پر سو رہے ہیں۔ آپ فوراً واپس ہوئے۔ خادموں نے عرض کی حضرت کیوں واپس ہوئے۔ حکم ہو تو مخدوم زادہ کو بیدار کر دیا جائے تاکہ آپ لیٹ سکیں آپ نے فرمایا "میں غیرتِ خداوندی سے ڈرا اور لرز گیا اور بے چینی کے ساتھ واپس ہوا کہ خدا کا ایک دوست آرام کر رہا ہے کہیں میرا جانا موجب ملال نہ ہو جائے۔" پس آپ واپس تشریف لائے اور

Marfat.com

دھوپ میں بیٹھ گئے۔ ہوا بہت گرم تھی اور مسجد فروزی (فیروز شاہ کوٹلہ۔ دہلی) کا فرش پتھر کی وجہ سے توے کی طرح گرم ہو رہا تھا یہاں تک کہ وہ فرزند والا گہر خود ہی بیدار ہوئے اور دیکھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرش پر دوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بے چین ہو کر اُٹھے اور آپ کے لیے جگہ خالی کر دی (حضرت القدس ۲ / ۲۸۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمہ اس مخدوم زادہ کی بلندی استعداد، کمال فطرت اور بارگاہ الٰہی میں سے شدتِ مناسبت کو دیکھتے ہوئے ان کے کمالات خفیہ کے دیکھنے کے منتظر رہتے اور حصول عجائب و غرائب امور کی خاص توقع کے پیش نظر ان سے فرماتے رہتے تھے۔ تحصیل علوم ظاہری سے جلد فارغ ہو جاؤ کیوں کہ تم سے عظیم خدمت لینی ہے۔ (حضرت القدس ۲ / ۲۸۲) چنانچہ تحصیل تعلیم کے زمانے میں گیارہ سال کی عمر میں انہوں نے طریقہ نقشبندیہ کی بھی تعلیم شروع کر دی اس طرح حال اور قال دونوں کی ساتھ ساتھ تکمیل ہونے لگی (حضرات القدس ۲ / ۲۸۲) جب آپ نے عظیم احوال اور واردات، نیز اعلیٰ مقامات، کمالات تک رسائی حاصل کر لی تو حضرت مجدد علیہ الرحمتہ نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (حضرات القدس ۲ / ۲۸۳) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا اور اپنے ایک مکتوب بنام حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم میں بہت واضح طور پر تحریر فرمایا (مقدمہ حسنات الحرمین ۱۶)

"بعد از نماز بامداد مجلسی سکوت داشتم ظاہر شد کہ خلعتے کہ داشتم از من جدا شد و خلعت دیگر متوجہ شد کہ جائے آن خلعت نشیند بخاطر آمد کہ ایں خلعت زائلہ را بکسے خواہند داد یا نہ و آرزوئے آن شد کہ اگر آں را بدہند بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند بعد از لمحہ دید کہ بفرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بہ اہتمام پوشانیدند و ایں خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ الخ (مکتوبات امام ربانی ۳ / ۱۰۴)

ترجمہ: نمازِ صبح کے بعد مجلس سکوت اختیار کی۔ ظاہر ہوا کہ جو خلعت میں نے رکھا وہ مجھ سے جدا ہوا اور خلعت دوسرا متوجہ ہوا جو جائے اس خلعت کے دیا جائے۔ دل میں یہ گزرا کہ یہ خلعت زائلہ دوسرے کو عنایت فرمائیں گے یا نہیں اگر کسی اور کسی کو عنایت فرمائیں تو میرے فرزند ارشد محمد معصوم کو عطا کیا جائے۔

ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ فرزند ارجمند کو مرحمت فرمایا گیا اور وہ خلعت ان کو زیب تن کیا گیا اور

Marfat.com

خلعت زائلہ کنایہ معاملہ قیومیت کا تھا جو تربیت اور تکمیل سے وابستگی رکھتا ہے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ خلعت خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد پوری ظاہری باطنی استقامت کے ساتھ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور کمال شرع و تقویٰ سے آراستہ ہو کر سنت سنیہ کی متابعت اور عزیمت مرضیہ کے عمل سے پیراستہ ہو کر اخلاق واوضاع، اقوال واعمال اور صورت و معنی میں اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمہ سے پوری مناسب اور کمال متابعت کی رعایت رکھتے اور اس اہتمام میں رہتے کہ آداب سلوک میں اور اعمال صالحہ میں سنن و مستحبات کے ادا کرنے میں اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ کی پیروی میں سر مو فرق نہ آنے پائے اسی لیے آپ کا ہر عمل بعینہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا عمل ہوتا۔ آپ نے اپنے اوقات ہر عمل صالح کے لیے تقسیم کر دیے۔

فجر کی نماز کے بعد مقررہ وظائف سے فارغ ہو کر آپ حلقہ ذکر میں اصحاب کے ساتھ بیٹھتے، مراقبہ کرتے۔ ظہر کی نماز کے بعد حافظ صاحب سے کلام مجید سننے کے لیے حلقہ فرماتے اکثر اوقات ظہر کے حلقہ کے بعد کتب متداولہ مثلاً بیضاوی، عضدی، تلویح، مشکوٰۃ اور ہدایہ کا درس دیتے۔ ایک دو سبق دیتے مگر بڑی متانت کے ساتھ تعلیم فرماتے۔ اور بعض اوقات ظہر کے حلقہ کے بعد صحرا کی طرف تشریف لے جاتے اور اطراف شہر کے گوشوں اور ویرانوں میں خلوت میں بیٹھتے اور کبھی کبھی ظہر کے بعد دوگانہ میں مشغول ہو جاتے۔ ایک ہی دوگانہ میں عصر کا وقت ہو جاتا اور فرماتے حالت نماز میں تلاوتِ قرآن۔ بہت لذت بخش ہے آپ نے قرآن تجوید کے ساتھ پڑھا اور تین ماہ میں اس کا حفظ کر لیا اور اس کی تلاوت میں مداومت رکھتے۔ تراویح میں رمضان المبارک میں ایک ختم قرآن خود کرتے اور دو قرآن حافظ سے سنتے شہروں کے اطراف واکناف سے اور دور دراز کے قریوں سے لوگ آپ کی تلاوت سننے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے مسجد اپنی وسعت کے باوجود لوگوں کے لیے ناکافی ہوتی تو بعض لوگ روزہ افطار سے قبل ہی سمجھ میں آکر بیٹھ جاتے (حضرات القدس ۲ ۲۸۳)

آپ نے نصف صدی میں نہ صرف اپنے خانوادے کی روحانی تربیت کی بلکہ مغل سیاست معاشرتی اقدار اور علمی درسگاہوں کو شریعت اسلامیہ کے زیرِ اثر رکھنے میں بڑا موثر کردار ادا کیا۔ آپ نے مغل سیاسیات کو نشہ اقتدار سے محفوظ رکھنے کے لیے دن رات کام کیا۔ علماء کو شاہی محضر ناموں پر آنکھیں بند کر کے دست خط کرنے سے روکا۔ پھر صوفیاء خام کی پھیلائی ہوئی بدعات کے استیصال میں موثر اقدام کیا (مقولہ روضۃ القیومیہ ۲/بائیس)

Marfat.com

آپ کا باقاعدہ ایک مکتب تھا۔ آپ مکتب کے اساتذہ کی نگرانی فرماتے اور بذات خود طلباء کو تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ شریف، ہدایہ، عضدی اور تلویح کے اسباق دیتے اور آپ کی بیعت وارشاد کا سلسلہ وسیع ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ مغل دربار کے امراء و سپہ سالار آپ کے سلسلہ ارادت میں شریک ہوئے۔ پھر دور دراز کے صاحبِ اثر اعیان مملکت اور سربراہان ممالک اسلامیہ کو خط و کتابت کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کی سربلندی کے لیے کام پر آمادہ کیا۔ (مقدمہ روضہ قیومیہ ۲ بائیس)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نفس گرم، توجہ مبارک اور صحت میں کچھ ایسی برکت دی تھی کہ آپ کے حین حیات ہی میں آپ کے خلفاء پورے عربستان، ماوراالنہر اور افغانستان سے سرہند تک اس طرح پھیل گئے کہ معلوم ہوتا تھا کہ دعوت عزیمت کے مبارک منصب پر فائز ہو کر آپ جہان کو منور فرما رہے ہیں (مقدمہ حسنات الحرمین ۱۸) حضرت شاہ سعید احمد نے لکھا ہے کہ آپ کے دست مبارک پر نو لاکھ افراد نے بیعت کی اور آپ کے خلفاء تقریباً سات ہزار تھے (مناقب احمدیہ و مقالات سعیدیہ ۳۴)

حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی قدس سرہ نے برصغیر پاک و ہند کی معاشرتی اور روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ سارے عالم اسلام کو سلوک مجددیہ سے مالا مال کیا۔ آپ کے خلفاء نے شمالی ترکستان سے نکل کر وسطی روس تک اپنی خانقاہیں اور درس گاہیں قائم کیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی ایک جماعت چین کے شمالی صوبوں تک جا پہنچی اور کاشغر کے آگے علاقوں میں نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کی اشاعت کی اور آپ کی کوششوں سے عرب اور مصر سے آگے بڑھ کر کئی افریقی ممالک میں سلسلہ مجددیہ کو رواج ملا۔ آپ کے خلیفہ شیخ محمد مراد شاہی رحمتہ اللہ علیہ کے آثار و انوار تو آج تک ممالک عرب و شام میں ملتے ہیں۔ مقدمہ روضہ قیومہ ۲ پچیس) شیخ محمد مراد شاہی کے والد شیخ علی سمرقند کے نقیب الاشرف تھے اور شیخ مراد خود بہت بڑے عالم تھے انہیں دس ہزار حدیثیں مع اسناد حفظ تھیں۔ انہوں نے اپنے علاقے میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا جو مدرسہ نقشبندیہ کہلاتا تھا۔ (مقدمہ حسنات الحرمین ۲۶)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے عرب خلفاء میں سید زین العابدین یمنی محدث مدنی کا نام سرفہرست ہے۔ ان کے علاوہ حضرت خواجہ نے کئی علماء حرمین کو اجازت ارشاد دی تھی ان میں سے بعض کے اسما تذکروں میں محفوظ ہیں۔ شیخ عمرو شافعی یمنی نے بھی آپ سے خلافت پائی اور حضرت کی اتباع میں حنفی مسلک اختیار کرنا چاہا۔ ان سے بھی آپ کے سلسلے کو بڑا فروغ ملا (مقدمہ حسنات الحرمین ۲۸، ۲۹)

Marfat.com

خواجہ محمد صادق بخاری آپ کی طرف سے عرب ہی میں مصروف کار تھے (روضہ القیومیہ ۲.....۲۸)

حضرت خواجہ قدس سرہ صاحب کرامت ولی اللہ تھے آپ کے کرامات بے شمار ہیں۔ مؤلف حضرات القدس مولانا بدرالدین سرہندی لکھتے ہیں کہ "آپ کے خوارق، کرامات اور تصرفات کیا تحریر کروں وہ تو مادر زاد ولی ہیں۔ تفصیلات کے لیے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے (حضرات القدس ۲ / ۳۱۲)

ایک بار آپ کے حضور ایک شخص کا ذکر ہوا جو شیعہ تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برا بھلا کہتا تھا آنحضرت سن کر سخت ناراض ہوئے۔ خربوزہ کھا رہے تھے۔ چھری ہاتھ میں لے کر خربوزے کو دو ٹکڑے کیا اسی روز رافضی مرگ مفاجات سے مر گیا (روضیہ قیومیہ ۲ / ۲۵۳)

حضرت کے ایک مرید کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ماں باپ ناامید ہو گئے لڑکے کو آنحضرت کی خدمت میں لائے اور لڑکا مر گیا اور باپ بھی بے قراری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور قریب المرگ ہو گیا۔ جب آپ نے لڑکا مرا ہوا اور باپ کو مردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا تو اس کے حال پر رحم آ گیا۔ آپ نے اس لڑکے پر توجہ فرمائی اور دیر تک کھڑے رہ کر مراقبہ کیا۔ کچھ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھیں۔ دم کر کے وہ پانی لڑکے پر چھڑکا جس کے چھڑکتے ہی لڑکا اُٹھ بیٹھا گویا مرض کا نام و نشان نہ تھا۔ حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا۔ (روضہ القیومیہ ۲ / ۲۵۱)

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خانقاہ میں بیٹھے تھے اچانک جناب کا دست مبارک ور آستین تر ہو گئے۔ لوگ حیران رہ گئے وجہ پوچھی تو فرمایا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا اس نے میری طرف توجہ کی اور اپنی نجات کے لیے مجھ سے مدد طلب کی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے جہاز کو غرقاب سے نکال کر ساحل تک پہنچا دیا ہے۔ مدت بعد وہ سوداگر نذرانے لے کر حاضر خدمت ہوا تو اس نے غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا (روضۃ القیومیہ ۲ / ۲۴۷)

فضائل دست گاہ، حقائق آگاہ خواجہ محمد صدیق جو حضرت خواجہ معصوم قدس سرہ کے خلیفہ ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ "سلطان ذکر" کا مجھ پر غلبہ ہو گیا۔ تمام روز جنگل میں رہا کہ وہاں کسی کی رسائی نہ تھی۔ اس وقت جہاں نظر ڈالتا تھا آپ کا چہرہ مبارک ہزاروں لاکھوں جگہوں پر دیکھتا تھا۔ بہت

Marfat.com

عرصے تک آپ مجھے نظر آتے رہے پھر نظر سے غائب ہو گئے (حضرات القدس ۲ / ۳۱۳)

آپ کے حالات میں مذکور ہے کہ آپ سال میں دو عرس کرتے ایک عرس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا (یعنی محفل میلاد منعقد کرتے) اور دوسرا عرس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ان دونوں عرسوں پر حافظ لوگ قرآن شریف پڑھا کرتے طرح طرح کے کھانے حلوے میوے اور مٹھائیاں لوگوں میں بانٹی جاتیں (روضۃ القیومیہ ۲ / ۲۶۲)

آخری ایام میں آپ علیل ہوئے کوئی علاج کارگر نہ ہوا اور وصال سے ایک روز قبل آپ نے اپنے وصال کی خبر دی جیسا کہ روضہ قیومیہ میں ہے۔ بیسویں ربیع الاول کے دن مسجد میں نماز جمعہ پڑھ کر فرمایا کہ ہم کل اسی وقت تک دنیا میں رہیں گے۔ پھر چند ایک نصیحتیں کر کے خلوت میں تشریف لے گئے (روضہ قیومیہ ۲ / ۲۷۰)

آپ پر تب اور دیگر امراض کا اسقدر غلبہ ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت نہ رہی لیکن آپ بدستور عبادت قدیم و وظائف میں مشغول رہے۔ فریضہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اس شدت مرض میں کبھی بے قرار نہ ہوئے کبھی اُف تک نہ کیا بلکہ بڑے وقار سے عبادت میں مشغول رہتے (روضیہ قیومیہ ۲ / ۲۷۰) اورنگ زیب عالمگیر صبح شام آپ کی صحت کی خبر منگاتا۔ اس خبر رسانی کا سلسلہ اس طرح قائم تھا کہ شاہ جہاں آباد سے سرہند تک ہر کوس پر ایک ایک آدمی بیٹھا رہتا تھا جو ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے۔ اس طرح ہوتے ہوتے بادشاہ کو خبر پہنچتی تھی۔ بادشاہ آپ کی بیماری کے سبب بے قرار تھا کئی بار آپ کی بیماری پرسی کے لیے آپ کی خدمت میں آنا چاہا لیکن آنحضرت نے منع فرما دیا بادشاہ نے اپنے ارکان سلطنت کو آپ کی خدمت کے لیے بھیجا (روضہ قیومیہ ۲ / ۲۷۰)۔

کواکب الدریہ میں ہے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی۔ جب کان لگا کر سنا گیا تو آپ سورہ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے (روضہ ۲ / ۲۷۱)

مرأت جہاں نما میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں السلام علیک یا نبی اللہ فرمایا۔ صحیح روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مروج الشریعۃ سے اپنے وصال کے وقت بھی یہی کہا (روضیہ قیومیہ ۲ / ۲۷۱)

اور اسی میں ہے کہ آپ وصال کے وقت مسکرا رہے تھے۔

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی

Marfat.com

اللہ عنہ مجھ پر ظاہر ہوئے میں نے پوچھا کہ کارخانہ خدائی کی کیفیت آنجناب نے کیا دیکھی فرمایا تمام کارخانہ الٰہی میں سوائے رحمت کے اور مجھے کچھ نہ ملا۔ ایک روز مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے روضہ پر فراق میں پرنم یہ شعر پڑھتے ہوئے گئے۔

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ
دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

یعنی ہم آپ کے روضہ کے گرد دیوانہ وار گھومتے ہیں۔ ہمارے دل درد فراق سے پارہ پارہ ہو گئے ہیں بعد ازاں روضہ کا دروازہ کھول کر اندر گئے آپ فرماتے ہیں کہ جب میں روضہ مبارک میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں آنحضرت کی قبر شق ہو گئی ہے اور قبر سے نکل کر آپ مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ گھر چلا جاؤں لیکن ایسا کرنے سے امت محمدی میں فساد برپا ہو جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے تسلی ہوئی۔ یہ واقعہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے (روضہ قیومیہ ۲ / ۲۷۷، ۲۷۸)

آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ خواجہ محمد صدیق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت سے رخصت ہو کر وطن جا رہا تھا۔ راستے میں سلطان پور کے پل کے نیچے (ندی کے راستہ میں) اپنے کپڑے پاک کر رہا تھا کہ میرا پاؤں لڑکھڑایا اور میں پانی میں سر تا پا غرق ہو گیا میں تیرنا نہیں جانتا تھا پانی کبھی مجھے اوپر پھینکتا تھا اور کبھی تہہ میں لے جاتا تھا۔ مجھے زندگی کی امید نہیں رہی۔ یکایک اس وقت حضرت تشریف لے آئے اور ہاتھ ڈال کر مجھے پانی سے باہر کھینچ لیا اور غائب ہو گئے (حضرات القدس دفتر دوم ۳۱۲)

آپ کے ایک نہایت مخلص مرید مولانا محمد محسن کابلی ہیں، وہ بتاتے تھے کہ آپ رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں اعتکاف میں تھے۔ ایک دن چاشت کے وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کو سوتا ہوا پایا مجھے خیال ہوا کہ آج آپ معمول سے زیادہ سو رہے ہیں اور ریب بھی گمان ہوا کہ یہ غفلت کی نیند ہے اتنے میں بیدار ہو گئے اور فرمایا

خواب میں وصل اس کا دیکھا ہے
خواب بہتر ہے یا کہ بیداری

میں بہت شرمندہ اور معذرت خواہ ہوا۔ حضرات القدس دفتر دوم ۳۱۴ اور یہ بھی بیان کرتے

Marfat.com

تھے کہ جس خلوت میں مجھے نفی اثبات کی تعلیم دی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو اپنے دل سے گزارو اور اس کا طریقہ بھی سمجھایا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ تحت اللفظ کو بھی خیال میں لایا کرو کہ ''سوائے ذات پاک کے میرا کوئی مقصود نہیں'' میرے دل میں خیال گزرا کہ کلمے کے معنی تو یہ ہیں سوائے ذات پاک مقصود نہیں'' لفظ کوئی زیادہ ہے۔ یہ بات کئی مرتبہ میرے دل میں گزری لیکن عرض کرنا گستاخی سمجھتا (آخر) آپ کو میرے دل کا حال ظاہر ہوا فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ نکرہ کا نفی کے مقابل واقع ہونا عموم کا فائدہ دیتا ہے آپ کے اس ارشاد سے وہ خطرہ میرے دل سے دور ہوا اور میرا اعتقاد آپ پر پہلے سے دس گنا زیادہ ہو گیا۔ حضرات القدس دفتر دوم ۳۱۴۔

احقر الوریٰ

ناچیز
محمد احمد نعیمی النقشبندی المجددی

مراجع

۱۔ خواجہ معصوم : مکتوبات معصومی، ۳ مجلدات۔ قلمی (۱۱۵۰۔۔۱۱۳۰)

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد : سیرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

۳۔ محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات، مطبوعہ لکھنؤ)

۴۔ شیخ احمد سرہندی : مکتوبات شریف، ۳ مجلدات مطبوعہ مرتسر

۵۔ بدر الدین سرہندی : مجمع الاولیاء، قلمی ورق ۴۵۰

محمد امین چشتی : مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، مطبوعہ لاہور

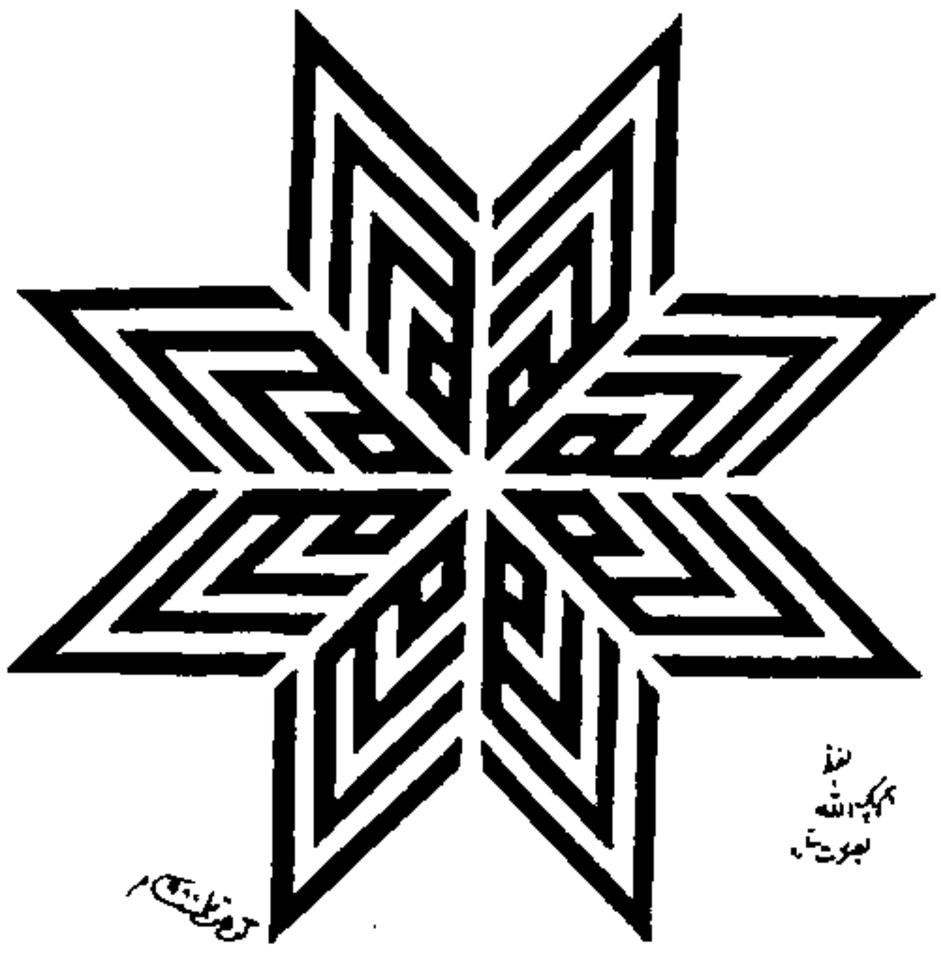

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

عہد جدید میں حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیق کا ایک جائزہ

ابو السرور محمد مسرور احمد
چیئرمین ادارۂ مسعودیہ، کراچی

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شخصیت ہمہ گیر و عالمگیر ہے۔ آپ نے ملت اسلامیہ کو بہت کچھ دیا۔ آپ کی تعلیمات میں زندگی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تعلیمات اب تک زندہ ہیں اور فیض رساں ہیں۔ آپ کے مکتوبات شریف اور تصانیف پاک و ہند اور اسلامی ممالک میں دُور دُور تک پھیل گئیں۔ ۱۰۹۳ء میں علماء حجاز نے اپنی نگارشات میں آپ کو بہترین القاب و آداب سے نوازا۔ آپ کے مکتوبات شریف کا عربی میں ترجمہ ہوا اور تینوں جلدیں مکہ معظمہ سے شائع ہوئیں[1]

حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت و تعلیمات سے متعلق کتابیں آپ کے عہد مبارک ہی سے لکھی

۱۔ یہ مکتوبات شریفہ مطبعۃ الامیریہ، مکہ معظمہ سے بعنوان الدر المکنونۃ النفیسہ ۱۸۹۹ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئے۔ پہلی جلد کے حاشیے شیخ حسین کی کتاب الرحمۃ الھابطہ فی تحقیق الرابطہ ہے۔ دوسری جلد کے حاشیے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے رسالہ مبدأ و معاد کا عربی ترجمہ ہے۔ تیسری جلد کے حاشیے میں محمد بیگ الازہکی کا رسالہ عطیۃ الوھاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب ہے۔

Marfat.com

جانے لگیں۔ ان میں خواجہ محمد ہاشم کشمی کی زبدۃ المقامات اور خواجہ بدرالدین سرہندی کی حضرات القدس نہایت ممتاز ہیں۔ بعض اہم کتابوں کا ایک انگریز فاضل C.A. Storey نے بھی اپنی کتاب "The Persian Litrature" (ج۔۱، حصہ دوم، لندن ۱۹۵۳) میں ذکر کیا ہے مثلاً "برکات الاحمدیہ" (مؤلفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء)، "نسمات القدس" (۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۲ء)، "مجمع الاولیا" (مولفہ خواجہ بدرالدین سرہندی ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۳ء) اور "مناقب آدمیہ و حضرات احمدیہ" (مؤلفہ محمد امین بدخشی ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۸ء) وغیرہ وغیرہ۔

گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں بہت سی عربی اور فارسی کتابوں میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ذکر کیا گیا اور آپ پر کتابیں لکھی گئیں اور چودھویں صدی ہجری میں اردو اور انگریزی میں کام ہوا۔ اختصار کی خاطر میں یہاں چند انگریزی حوالوں اور انگریزی میں کیے جانے والے کام کا سرسری ذکر کروں گا اور چند اہم اردو مقالات کا بھی ذکر کروں گا۔

۱۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے استاد پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ نے اپنی کتاب "The Preaching of Islam" (۱۸۸۶ء، لاہور، ص ۴۱۲) میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ذکر کیا ہے اور موصوف ہی نے "Encyclopedia of Religion and Ethics" (ج۱۱، نیویارک، ۱۹۵۴ء، ص ۶۹) میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ Prof. D.S. Margolioth اور Prof.H.A.R.Gib نے اپنی کتاب "Muhammadanism" (نیویارک، ۱۹۶۶ء، ص ۶۳) میں حضرت مجدد الف ثانی کی فضیلت اور مجاہدانہ مساعی کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ ڈاکٹر اقبال ۱۹۳۲ء میں انگلستان گئے تھے وہاں انہوں نے مذہب کے امکان اور اہمیت پر ایک Lecture دیا تھا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی کا ذکر کیا ہے اور طریقت میں آپ کے بلند مقام کو واضح کیا ہے۔

(M.Iqbal. Reconstruction of Religious Thought in Islam. Lahore. 1962. P. 181)

۴۔ لندن یونیورسٹی کے فاضل Prof. Petter Hardy نے بھی ایک مقالہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ پروفیسر عزیز احمد نے ایک اطالوی رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر مندرجہ ذیل عنوان سے ایک مقالہ شائع کیا ہے۔

"Religious and Political Ideas of Shaykh Ahmed Sirhindi"

(Prof Aziz Ahmed, Deptt. of Islamic Studies, University of Torinto, Canada)

Marfat.com

۶۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے Mc Gill University Montreal, Canada میں مکتوبات شریف کے انتخاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جو کراچی سے شائع ہوا۔ (Selected letters of Shaykh Ahmed Sirhindi, ۱۹۶۸ء)

۷۔ پروفیسر قدیر مرزا نے لندن یونیورسٹی میں اور پروفیسر محمد اسلم مرحوم نے Manchester University میں حضرت مجدد الف ثانی پر اپنے اپنے مقالات پیش کیے۔

۸۔ Dr. Freeland Abbott کے Tufts University. America نے بعض مقالات میں آپ کا ذکر کیا جو "Muslim World" (شمارہ اپریل 1962، اپریل 1965، اپریل 1952ء) میں شائع ہوئے۔

۹۔ پروفیسر ڈاکٹر حفیظ ملک نے اپنی کتاب "Muslim Nationalism in India and Pakistan (Washington, ۱۹۶۳ء) میں حضرت مجدد الف ثانی کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۔ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ نے ہالینڈ سے شائع ہونے والے "Encyclopaedia of Islam" میں حضرت مجدد الف ثانی پر ایک تحقیقی مقالہ شامل کیا ہے۔

۱۱۔ استنبول (ترکی) میں حسین حلمی ایشیق گزشتہ تیس سال سے اہل سنت و جماعت کی کتابیں چھاپ چھاپ کر دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ انہوں نے مکتوبات امام ربانی اور آپ کی تصانیف و رسائل بھی بکثرت شائع کر کے دنیا میں پھیلائے۔

۱۲۔ امریکہ میں ڈاکٹر احمد مرزا نے نقشبندی فاؤنڈیشن قائم کی ہے جو ہر سال عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب منعقد کرتی ہے جس میں بہت مفید مقالات پڑھے جاتے ہیں اور حضرات نقشبندیہ میں شیخ معصوم نقشبندی و شیخ ھشام کبانی نقشبندی وغیرہ تشریف لاتے ہیں۔

مندرجہ بالا دنیا کے فضلاء کی تحقیقات کے علاوہ مختلف فضلاء نے حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت و تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر مختلف یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ مثلاً

(۱)۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے "حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے تصورِ توحید" پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا۔

(۲)۔ ڈاکٹر سراج احمد خان نے "مکتوبات امام ربانی کی دینی و معاشرتی اہمیت" پر سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا۔

(۳)۔ ڈاکٹر اے۔ ایچ رضوی نے کشمیر یونیورسٹی سے مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کیا۔

Marfat.com

"سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں شمالی ہند میں مسلمانوں کی تجدیدی تحریکیں" (لکھنؤ ۱۹۶۶ء) اس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا تفصیلی ذکر ہے۔

(۴)۔ Dr. Fredman Yuhanna نے Mc Gill University Montreal, Canada سے مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کیا۔

"Shaykh Ahmed Sirhindi--- An Outline of His Thought and a Study of His Image in The Eyes of Posterity" (Montreal,۱۹۷۱)

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر اے۔ ایف۔ ایم ابوبکر صدیق نے حضرت مجدد الف ثانی پر ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلہ دیش سے ڈاکٹریٹ کیا۔

۶۔ ڈاکٹر بابر بیگ مطائی نے مکتوبات شریف میں بیان کی گئی احادیث کی تحقیق پر پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے ڈاکٹریٹ کیا۔

۷۔ ڈاکٹر محمد انصار نے "مکتوبات شریف کے مکتوب الیہم" پر تحقیق کر کے سندھ یونیورسٹی، جامشورو سے ڈاکٹریٹ کیا۔

۸۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کی "اردو میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر ایک طویل تحقیقی مقالہ شامل ہے۔

الغرض حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر تحقیق کا سلسلہ گزشتہ ایک صدی سے جاری ہے۔

جب امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے سلسلے میں گزشتہ ماہ دنیا سے رابطہ کیا گیا تو e-mail کے ذریعہ مندرجہ ذیل مزید معلومات حاصل ہوئیں :-

۱۔ ایک اطالوی فاضلہ Prof.Annabelle Bottcher نے اپنے مکتوب (مورخہ ۲۲ اپریل ۲۰۰۱ء) میں یہ اطلاع دی کہ ایک فاضل J.G.J.Tarhar نے ایک کتاب لکھی ہے جو (Holland) Lei don سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی اس کا عنوان ہے :-

"Followers and Heirs to the Prophet --Shaykh Ahmed Sirhindi (۱۵۶۴-۱۶۲۴) As Mystic"

اسی فاضلہ نے لکھا ہے کہ وہ Internet کے ذریعے Harvard University کے Cata-logue سے حضرت مجدد الف ثانی کے کام پر تفصیلات تلاش کر رہی ہیں۔ پھر انہوں نے یہ تفصیلات ۲۳ صفحات پر e-mail کے ذریعے ارسال کیں جس کو پڑھ کر حیرت ہوئی۔ اس میں

Marfat.com

سب حوالے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بارے میں تھے۔انہوں نے لکھا ہے کہ اگرچہ وہ مسلمان نہیں ہیں لیکن تصوف سے دلچسپی رکھتی ہیں چنانچہ شیخ قفطار اور امریکہ و مشرقی وسطی کے دوسرے شیوخ کا مطالعہ کیا ہے اور آج کل لبنان میں چند صوفیہ کا مطالعہ کر رہی ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر احمد مرزا نے شکاگو (امریکہ) سے اپنے مکتوب (۴ اپریل ۲۰۰۱ء) میں یہ اطلاع دی ہے کہ امریکی نو مسلم ڈاکٹر آرتھر بوہیلر سالم عبداللہ نے مندرجہ ذیل عنوان سے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کا اشاریہ مرتب کیا ہے جو لاہور سے عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

"Index of Letters of Imam Ahmed Sirhindi"

۳۔ ڈاکٹر احمد مرزا نے یہ بھی اطلاع دی کہ ایک اطالوی فاضل امام ربانی کی تصانیف پر کام کر رہے ہیں موصوف "عین الحیات" کے نام سے ایک مجلّہ بھی شائع کرتے ہیں۔

۴۔ اٹلی سے Abd-al-Rahman Giordani نے اپنے مکتوب (مورخہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۱ء) میں لکھا ہے کہ وہ اطالوی نو مسلم ہیں۔ حضرت شیخ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہیں۔ آج کل وہ حضرت مجدد کی کتاب "مبداء و معاد" کا انگریزی اور فرانسیسی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اٹلی میں عبدالملک ویسورا نے پہلی بار ہمارے پیر بھائیوں میں مکتوبات امام ربانی اور نقشبندی طریقہ سے متعلق دوسری کتابوں کو متعارف کرایا۔ عبدالرحمٰن گیوردانی نے حضرت مجدد الف ثانی پر اطالوی میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا عنوان ہے:

"Profezia e Santita Secondo Shaykh Ahmed Sirhindi"

(Universita di Cagliari, 1990)

اس مقالہ میں عہد جدید میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر تحقیق کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ عنوان اتنا وسیع ہے کہ اس پر ایک ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ برادرم ڈاکٹر عدنان خورشید صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شخصیت اور تعلیمات سے متعلق ماٰخذ و مراجع یعنی References کی ایک طویل فہرس مرتب کی ہے جو ایک ماہ کی محنت میں ۲۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ سن کر آپ کو یقیناً حیرت ہو گی کہ عالمی سطح پر ۱۱ ویب سائٹس میں حضرت مجدد الف ثانی کا تعارف کرایا جا رہا ہے اور تقریباً ۴۴۷ ویب سائٹس میں دوسرے صوفیہ کرام کے ساتھ ساتھ آپ کا ذکر خیر بھی ملتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کتنی عظیم و ہمہ گیر ہے۔

Marfat.com

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

گشت آفاق منور زِ ضیائے سرہند

یعنی سرہند کی روشنی سے دنیا روشن ہو گئی۔

بیشک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے انوار سے دنیا جگ مگا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان انوار سے منور فرمائے، آمین.....

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

شکریہ
احقر محمد مسرور احمد

o..... مقالہ نگار : ابوالسرور محمد مسرور احمد
o..... عنوان مقالہ : عہد جدید میں حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیق کا ایک جائزہ
o..... مقام : پی ای سی ایچ کمیونٹی سینٹر، شاہراہ قائدین، کراچی
o..... تاریخ : ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء / ۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ
o..... وقت : ۱۱ بجے رات

Marfat.com

خطبۂ صدارت

حضرت پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی زید مجدہ،

صدر ادارۂ معارف مجدد الف ثانی، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسول اکریم

مژدہ اے دل و مژدہ اے ارباب وفا
کہ مسیحا نفسے چارہ گرے پیدا شد

مہمان گرامی و حاضرین محفل السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ!

آج ہم اس عظیم ہستی کی یاد منا رہے ہیں، جس نے دسویں صدی ہجری میں اس عالم رنگ و بو کو رونق بخشی، جس نے گیارہویں صدی ہجری میں ایک حسین انقلاب برپا کیا، جس کے لیے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے سچ کہا تھا۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

تاریخ اسلام میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شخصیت انقلاب آفریں ہے۔ آپ نے اسلامی انقلاب کے لیے یہ حکمت عملی اختیار فرمائی:

(۱) مکتوبات شریف کے ذریعے بادشاہ وقت، وزیروں اور گورنروں کو ہدایت و نصیحت فرمائی۔ (مکتوبات شریف کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس کا عربی ترجمہ تین جلدوں میں مکہ معظمہ میں

Marfat.com

شائع ہوا) حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جہانگیر بادشاہ اور وزراء میں شیخ فرید بخاری، خان خانان، صدر جہاں، خان اعظم، خواجہ جہاں، خان جہاں اور بہادر خان وغیرہ اور گورنروں میں مرزا محمد قلیچ خان کو پے در پے خطوط ارسال کیے اور رفتہ رفتہ ان کے ذہنوں میں اسلامی انقلاب برپا کیا۔ اس طرح بغیر کسی فساد اور احتجاج کے سلطنت میں اسلامی انقلاب آگیا جو ترقی کرتے کرتے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے مبارک عہد میں شباب تک پہنچ گیا۔ وہ عالمگیر بادشاہ جس کی شان میں ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

(۲) مکتوبات شریف کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مختلف ممالک اور مختلف علاقوں میں دینی و روحانی تبلیغ کے لیے وفود بھیجے۔ مثلاً شیخ محمد قاسم بدخشی علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں ستر مشائخ و علما کرام پر مشتمل ان ممالک میں ایک وفد بھیجا۔ ترکیہ، قازان، تاتارستان، باشقرستان، قفقازات، جزیرہ نمائے کریمہ، خوارزم، آذربائیجان اور وسطی ایشیا میں شیخ فرخ حسین لاہوری کی قیادت میں چالیس علماء کرام پر مشتمل دوسرا وفد ان ممالک میں بھیجا حجاز، یمن، بغداد، شام، مصر اور دوسرے عرب ممالک، تیسرا وفد حضرت شیخ محمد صادق کابلی کی قیادت میں تیس مشائخ و علما کرام پر مشتمل ترکستان مشرقی اور سرزمین چین بھیجا۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے خلفا کو تبلیغ و ارشاد کے لیے ان کے اپنے اپنے وطن بھیجا مثلاً بدخشاں، بخارا، ثمرقند، اصفہان، بغداد، استنبول، یمن، تبریز، مکہ معظمہ، بنگال، کشمیر، لاہور اور برصغیر کے بہت سے شہروں اور جنوب مشرقی ایشیا تک وفود بھیجے۔ ہر شہر اور ہر ملک میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا خصوصاً خلافت اسلامیہ سلطنت عثمانی میں اس میں شک نہیں تصوف کی تاریخ میں اس قسم کا نظم و ضبط اور اہتمام نظر نہیں آتا جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے عالم اسلام کی اصلاح حال کے لیے کیا۔ اس طرح عالم اسلام میں آپ کی تعلیمات نے اثر دکھایا، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پھیلا اور بے شمار لوگوں نے ہدایت پائی۔ آپ کے ہدایت یافتہ حضرات کے فیض یافتہ آج بھی جہاد میں مصروف ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقہ کو اپنایا جو امن و آشتی کا طریقہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسلام کی دعوت اور ہدایت کے لیے شاہان وقت اور سرداران قبائل کو مکتوبات شریف ارسال فرمائے اور مختلف وفود بھیجے رفتہ رفتہ پوری فضا بدل گئی اور ہر طرف اجالا ہو گیا۔

اس وقت ہر طرف اندھیرا نظر آرہا ہے۔ اس اندھیرے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات مینارہ نور ہیں۔ آپ کا طریقہ تبلیغ و ارشاد اور تعلیمات ہمارے دور کے لیے اکسیر ہیں ادارہ

Marfat.com

معارف مجدد الف ثانی، کراچی نے ادارہ مسعودیہ، کراچی کے پر جوش تعاون سے یہ کانفرنس اس لیے منعقد کی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی اور پیغام کو پھر زندہ کیا جائے اور ملت اسلامیہ کے ہر فرد تک پہنچایا جائے اس سلسلے میں مختلف علماء و فضلا کو مقالات لکھنے کی دعوت دی گئی۔ جو سب نے بغیر کسی عذر کے قبول فرمائی۔ ہم سب مقالہ نگار حضرات کے تہ دل سے ممنون ہیں کہ وہ تشریف لائے اور اپنے اپنے مقالات پیش کر کے ہماری معلومات میں اضافہ کیا اور ہماری رہ نمائی فرمائی۔ اس سلسلے میں کمانڈر محمد ظفر صاحب نے جس سرگرمی سے حصہ لیا وہ قابل تعریف ہے، ہم نعت خواں حضرات کے بھی ممنون ہیں۔ ان کے علاوہ جن حضرات نے اس کانفرنس کے لیے اندرون ملک اور بیرون ملک سے ہم کو جو پیغامات بھیجے یا اپنے خطوط میں کانفرنس کی پذیرائی کی ان سب کے ہم ممنون ہیں، یہ خطوط ہم کو پاکستان، ہندوستان، انگلستان، امریکہ، کینیڈا ملائشیا وغیرہ سے برقی ڈاک کے ذریعے موصول ہوئے ہیں۔

ہم ادارۂ معارف مجدد الف ثانی کے جملہ اراکین بالخصوص ادارہ مسعودیہ کے تمام اراکین و ممبران اور تمام معاونین اور کانفرنس کے شرکاء کے بھی ممنون ہیں خصوصاً صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کے ممنون ہیں جنہوں نے تعاون فرمایا۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ اتحاد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے عقائد و تعلیمات کی تائید و حمایت سے ممکن ہے کیوں کہ آپ "صلہ" ہیں یعنی مختلف فرقوں کو ملانے والے اور دلوں کو جوڑنے والے، ہر مکتب فکر کے علماء آپ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آرہے ہیں، بر صغیر میں آپ کے علاوہ کوئی ایسا عالم نظر نہیں آتا جس کی آواز پر سب لبیک کہہ رہے ہوں۔ ضرورت ہے کہ ہر مسلک کے ماننے والوں کو آپ کی ذات و تعلیمات کی طرف دعوت دی جائے کیوں کہ آپ کا راستہ وہی راستہ ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھا ہے یہ کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم کو اتحاد و اتفاق کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ ہم وہی دعا کرتے ہیں جو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دربار میں کی تھی ؎

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

Marfat.com

اور جو دعا عابد حسین عابد شہسوانی نے کی تھی ؎

بکن زنور یقین خانۂ دلم روشن
چناں کہ مہر دہد ذرّہ را درخشانی

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وازواجہ وصحبہ اجمعین!

۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ
۸ مئی ۲۰۰۱ء

فضل الرحمٰن مجددی
(صدر ادارہ معارف مجدد الف ثانی، کراچی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادات

یہ اس کے ارشادات ہیں جو اسلام کا داعی تھا اور سنت نبوی کا بہترین نمونہ۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس کا پیغام عالمگیر و ہمہ گیر ہے۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس کو سب جانتے، مانتے اور چاہتے ہیں۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس کی صحبت میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بگڑے ہوئے انسان بن سنور گئے اور ایمان سے محروم، ایمان سے آراستہ و پیراستہ ہو گئے۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس کا ہاتھ ملت اسلامیہ کی نبض پر تھا۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جو مومنانہ فراست اور مدبرانہ حکمت کا مالک تھا۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس نے دین و ایمان کی حفاظت میں اپنے جان و مال اور عزت و ناموس کی پرواہ نہ کی۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس نے کسی مرحلے پر دشمنان اسلام سے دوستی نہ کی۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس نے ملت اسلامیہ کو گستاخان رسول کے شر سے آگاہ کیا۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس نے بدعات کے اندھیروں میں سنت کا اُجالا کیا۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس کے دامن سے وابستہ مجاہدین نے سپر طاقت کے دعویداروں کے ہوش اڑا دیئے۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جس کے ماننے والے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ اس کے ارشادات ہیں جو اہل سنت جماعت کا مقتدا اور رہنما تھا اور ہے۔

Marfat.com

(۱)

اے سعادت مند (سب سے پہلے) ہم پر اور آپ پر بھی لازم ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق اپنے عقائد کی تصحیح کریں جس طریقہ (پر کہ) علماء اہل حق شکر اللّٰہ تعالی سعیہم نے کتاب وسنت کو سمجھا ہے اور اس سے اخذ کیا، اگر ہمارا اور آپ کا سمجھنا ان بزرگواروں کے فہم اور رائے کے موافق نہیں ہے تو وہ حدود اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے باطل احکام کو کتاب وسنت کے احکام کے مطابق سمجھتا ہے اور ان کو وہیں سے اخذ کرتا ہے..... دوسرے احکام شرعیہ حلال وحرام، فرض وواجب کا علم حاصل کرنا..... تیسرے علم کے مطابق عمل کرنا..... چوتھے تصفیہ وتزکیہ جو کہ خاص صوفیہ کرام قدس اللہ تعالی اسرار ھم کے ساتھ مخصوص ہے..... لہٰذا جب تک اپنے عقائد کو درست نہ کریں، احکام شرعیہ کا علم کچھ فائدہ نہیں دیتا اور جب تک یہ ہر دو (یعنی عقائد وعلم شریعت) متحقق نہیں ہو جائیں، علم نفع نہیں دیتا اور جب تک یہ تینوں (یعنی عقائد، علم شریعت اور علم کے مطابق عمل) میسر نہ ہو جائیں تزکیہ وتصفیہ کا حاصل ہونا محال ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب نمبر ۱۵۷ بنام حکیم عبدالوہاب، ص ۳۴۸، کراچی ۱۹۸۸ء)

(۲)

آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ نے فرمایا:

''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔''

اور آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔''

لہٰذا لازمی طور پر حق جل وعلا اور تمام حقائق کے درمیان آپ واسطہ ہیں اور آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ کے واسطہ کے بغیر کسی کو بھی مطلوب تک وصول محال ہے۔ پس آپ انبیاء ومرسلین کے نبی ہیں اور آپ کو بھیجنا تمام جہان والوں کے لیے رحمت ہے، یہی وجہ ہے انبیاء الوالعزم اصالت کے باوجود آپ کی اتباع کے خواہاں ہیں اور آپ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی امتیوں میں داخل ہونے کے آرزومند ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

(مکتوب نمبر ۱۲۳، جلد سوم، ص ۳۷۸، بنام مولانا حسن دہلوی)

Marfat.com

(۳)

اگر چہ یہ مقام والا دوسرے لوگوں کے ساتھ بشریت میں شرکت رکھتا ہے اور بشریت کی صفات کے صادر ہونے میں دوسروں کے ساتھ برابر ہے لیکن اس سے..... بشریت کی صفات کا ظہور عرضی ہے جو کہ ہمسائیگی کی وجہ سے آیا ہے اور دوسروں میں یہ ذاتی اور اصلی ہے، ان دونوں میں بڑا فرق ہے..... عام لوگ ظاہری شرکت کو دیکھتے ہیں اور خواص بلکہ اخص خواص کو اپنے رنگ میں تصور کر کے مقام انکار اور اعتراض میں آ جاتے ہیں اور محروم رہ جاتے ہیں۔

(مکتوب نمبر ۹۴، جلد دوم، ص ۳۰۴، بنام مولانا عبدالقادر انبالوی)

(۴)

جن محروموں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح اُن کو تصور کیا تو لازمی طور پر وہ (اُن کے) منکر ہو گئے، اور جن سعادتمندوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسالت اور رحمتِ عالمیان کے عنوان سے جانا اور باقی تمام لوگوں سے ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے۔

(مکتوب نمبر ۶۴، سوم، ص ۱۸۸، بنام مخدوم زادگان خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم سلمہما اللہ تعالیٰ)

(۵)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو اس دنیا میں کیا پا سکتے ہیں اور آپ کی عظمت و بزرگی کو اس جہاں میں کیا پہچان سکتے ہیں کیونکہ اس دار ابتلا (دنیا) میں سچ جھوٹ کے ساتھ اور حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے لیکن قیامت کے دن آپ کی عظمت و بزرگی معلوم ہو جائے گی جبکہ آپ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام، ان کے علاوہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیمات اکملہا ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(جلد دوم، مکتوب نمبر ۷، ص ۴۱، بنام مولانا عبدالحیٔ جامع مکتوب شریف جلد دوم)

Marfat.com

(۶)

دونوں جہاں کی سعادت سید کونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ افضلھا ومن التسلیمات اکملھا کی اتباع سے وابستہ ہے اور بس اور آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت، اسلام کے احکام بجالانے میں اور کفریہ رسومات کے دُور کرنے میں ہے کیونکہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کو اختیار کرنا دوسرے کو رد کرنا ہے، ان دوضدوں کے جمع ہونے کا احتمال محال (ناممکن) ہے اور ایک کو عزت دینے سے دوسرے کی تذلیل لازم آتی ہے..... حق سبحانہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والتحیہ سے فرماتا ہے:

''اے نبی! کفار ومنافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔''

(۲۸ سورۂ تحریم، آیت نمبر ۹)

پس حق (تعالیٰ) نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام کو جن کی صفت خلق عظیم ہے کفار سے جہاد اور سختی کا حکم فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان (کفار) کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنا بھی خلق عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزت، کفر اور کفار کی ذلت وخواری میں ہے، جس نے کفار کو عزیز رکھا اس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔ ان کو عزت دینے کا مطلب یہی نہیں ہے کہ ان کی (خواہ مخواہ) تعظیم کریں یا ان کو اونچی جگہ بٹھائیں بلکہ ان کو اپنی محفلوں میں جگہ دینا یا ان کے ساتھ ہمنشینی رکھنا اور ان سے خلط ملط ہونا بھی ان کو عزت دینے میں داخل ہے، ان کو کتوں کی طرح اپنے سے دور رکھنا چاہئے اور دنیاوی ضرورتوں میں سے کوئی غرض ایسی آن پڑے جو اُن سے متعلق ہو اور بغیر اُن کے حل نہ ہو سکے تو بے اعتنائی کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے ضرورت کے مطابق ان سے کام لینا چاہئے اور اسلام کا کمال تو یہ ہے کہ اس دنیاوی غرض کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے۔ لہٰذا خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ میل جول اور محبت رکھنا بڑے بھاری گناہوں میں سے ہے۔ (جلد اوّل، مکتوب نمبر ۱۶۳، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۳۶۱)

(۷)

اور آنحضرت ﷺ سے کمال درجہ محبت کی علامت آپ کے دشمنوں سے کامل درجہ بغض رکھنا اور آپ کی شریعت کے مخالفین کے ساتھ عداوت کا اظہار کرنا ہے، محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں، محبّ، محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے اور وہ مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفین سے کسی طرح بھی صلح وآشتی نہیں کرتا۔

Marfat.com

دو مختلف محبتیں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں..... تضادات کا جمع ہونا امر محال سے ہے..... ایک سے محبت کے لیے دوسرے کی عداوت لازم ہے..... خوب اچھی طرح غور کرنا چاہئے، ابھی معاملہ ہاتھ سے نہیں نکلا ہے، گزشتہ کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ کل جب کام ہاتھ سے نکل جائے گا تو سوائے ندامت وشرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(جلداول، مکتوب نمبر ۱۶۵، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۳۶۷۔۳۶۶)

(۸)

تمام وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا لب لباب یہ ہے کہ دین دار لوگوں اور صاحب شریعت حضرات کے ساتھ میل جول میں خوش رہنا ہے..... دین وشریعت کا پابند ہونا، اہل سنت وجماعت کے طریقہ حقہ کے سلوک سے وابستہ ہے..... ان بزرگوں کی اتباع وپیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان لوگوں کی آراء کی پیروی کے بغیر فلاح دشوار ہے، اس بات پر تمام عقلی ونقلی اور کشفی دلائل شاہد ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے..... اگر یہ معلوم ہوجائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں کے صراط مستقیم سے رائی کے دانے کے برابر بھی ہٹ گیا ہے تو اسکی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہئے اور اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہئے.....

(جلداول، مکتوب نمبر ۱۲۳، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۹۳)

(۹)

بے باک (آزاد خیال) طالب علم چاہے کسی بھی فرقے سے ہوں دین کے چور ہیں..... ان کی صحبت سے پرہیز کرنا ضروریات دین میں سے ہے، یہ فتنہ فساد جو دین میں پیدا ہوگیا ہے اسی جماعت کی بدبختی کی وجہ سے ہے کیونکہ انہوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ وبرباد کردیا ہے۔

(جلداول، مکتوب نمبر ۲۱۳، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۹۳)

(۱۰)

علماء کے لیے دنیا کی محبت اور اس میں رغبت کرنا ان کے جمال کے چہرے کا بدنما داغ ہے۔ مخلوقات کو اگرچہ ان سے بہت سے فائدے حاصل ہوئے ہیں لیکن ان کا علم ان کے اپنے حق میں نفع بخش نہ ہوا..... یہ

Marfat.com

علماء سوء) پارس پتھر کے مانند ہیں کہ تانبے لوہے کی جو چیز بھی اس کے ساتھ رکھی جاتی ہے سونا ہو جاتی ہے اور وہ خود اپنی ذات میں پتھر ہی رہتا ہے۔ بیشک قیامت کے دن، لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب کا مستحق وہ عالم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے کچھ نفع نہ دیا۔ (جلد اول، مکتوب نمبر ۳۳، بنام ملا حاجی محمد لاہوری، ص ۱۳۳-۱۳۲)

(۱۱)

اے میرے بھائی! آپ نے ظاہری طور پر فقراء کی ہمنشینی سے تنگ دل ہو کر دولت مندوں کی مجلس اختیار کر لی ہے (یہ کام) بہت برا کیا..... آج (دنیا میں) اگر آپ کی آنکھ بند ہے تو کل (قیامت کے دن) کھل جائے گی، اس وقت ندامت و پشیمانی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا، آگاہ کر دینا ضروری ہے اے بوالہوس! تمہارے معاملہ دو حال سے خالی نہیں، دولت مندوں کی مجلس میں دلجمعی ملے گی یا نہیں، اگر اس سے (دلجمعی) مل جائے تو برا ہے اور اگر نہ ملے تو اس سے بدتر ہے

(مکتوب نمبر ۱۳۲، جلد اول، ص ۳۲۱، بنام ملا محمد صدیقی بدخشی)

(۱۲)

گزشتہ صدی (دسویں صدی ہجری) میں جو بھی مصیبت اسلام اور اہل اسلام کے سر پر آئی وہ اسی جماعت کی بدبختی اور بے باکی کی وجہ سے تھی..... بہتر (۷۲) فرقے جنہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ان سب کے مقتداء و پیشوا یہی برے علماء ہوئے ہیں، بہت کم لوگ ہیں جو علماء کے بغیر گمراہ ہوئے ہوں اور ان کی گمراہی کا اثر دوسرے لوگوں تک پہنچا.....

(جلد اول، مکتوب نمبر ۴۷، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۱۷۳)

(۱۳)

جس طرح مخلوق کی نجات علماء کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے، دنیا کا خسارہ بھی انہیں پر موقوف ہے..... علماء میں سے بہترین عالم تمام دنیا کے انسانوں میں سب سے بہتر ہے اور علماء میں سے بدترین عالم تمام دنیا کے انسانوں میں سب سے بدتر ہے (کیونکہ) ہدایت و گمراہی انہیں کی ذات کے ساتھ وابستہ

Marfat.com

ہے ۔۔۔ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ و بیکار بیٹھا ہے، انہوں نے اس (بیکاری) کا سبب پوچھا اس (ابلیس) نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء (علماء سو) میرا کام کر رہے ہیں اور بہکانے اور گمراہ کرنے میں وہ کافی ہیں۔

(جلد اوّل مکتوب نمبر ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۱۸۳)

(۱۴)

شرعی احکام علماء آخرت سے دریافت کرنے چاہئیں، ان کی بات میں بڑی تاثیر ہے شاید ان کے الفاظ کی برکت سے اس پر عمل کی توفیق بھی حاصل ہو جائے۔ علماء دنیا سے جنہوں نے علم کو مال و جاہ کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے دور رہنا چاہئے۔

(جلد اول، مکتوب نمبر ۷۳، بنام قلیج اللہ بن قلیج خان، ص ۲۲۴)

(۱۵)

علماء سوجودین کے چور اور ڈاکو ہیں، ان کا مقصود جب جاہ و ریاست اور مخلوق کے نزدیک قدر و منزلت حاصل کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے فتنے سے بچائے.....

(جلد اول، مکتوب نمبر ۱۵۴، بنام صدر جہاں، ص ۵۴)

(۱۶)

اس میں شک نہیں کہ نفس کی مخالفت کی رعایت تمام طریقوں سے زیادہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں ہے کیونکہ ان بزرگوں نے عزیمت پر عمل کیا ہے اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ عزیمت میں ہر دو جز یعنی حرام اور فضول سے پرہیز کی رعایت کی گئی ہے بخلاف رخصت کے جس میں حرام سے اجتناب کیا گیا ہے۔

(جلد اول، مکتوب نمبر ۲۸، بنام خلیفۂ اجل مولانا امان اللہ فقیہہ، ص ۳۶۶)

Marfat.com

(۱۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی نیک کام کی بنیاد رکھی تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس شخص کا بھی ثواب ملے گا جو اس پر عمل کرے گا..... اسی طرح ہر وہ نیک کام جو کسی امتی سے وجود میں آتا ہے اس عمل کا جس قدر عامل کو ثواب ملے گا اسی قدر اجر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ملتا ہے بغیر اس کے کہ عامل کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع ہو.....

(مکتوب نمبر ۵۷، جلد دوم، ص ۳۰۸، بنام ملا غازی نائب)

(۱۸)

پس اکابر دین اور بزرگوارانِ اسلام پر طعن وندامت کرنے سے بہت ڈرنا چاہئے ..... یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کلمۂ اسلام بلند کرنے کی خاطر اور حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد میں سر توڑ کوششیں کی ہیں اور رات دن خفیہ واعلانیہ دین کی تائید کے لیے اپنے اموال خرچ کیے ہیں اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ کی محبت میں اپنے خویش واقارب، مال واولاد، ازواج، گھربار، وطن، کھیتی باڑی، باغ ودرخت، کنوؤں اور نہروں سب کو چھوڑ دیا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو اپنی ذات پر ترجیح دی اور اپنے اموال واولاد کے مقابلے میں آپ کی محبت کو اختیار کیا۔

(مکتوب نمبر ۳۶، جلد دوم، ص ۱۱۹، بنام خواجہ محمد تقی)

مرتبہ

ابن مسعود ملت ابوالسرور محمد مسرور احمد

کراچی

(اسلامی جمہوریۂ پاکستان)

صفر المظفر ۱۴۲۲ھ/مئی ۲۰۰۱ء

Marfat.com

(۱۴۰)

سیرت

مجدّدِ الفِ ثانیؒ

تالیف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مدینہ پبلشنگ کمپنی
ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حالات، افکار و خدمات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے ؛ پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارہ مسعودیہ
۶/۲، ۵۔ ای، ناظم آباد
کراچی۔ پاکستان

Marfat.com

مجدّدِ ہزارۂ دوم

(حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ معارفِ مجدّد الف ثانی، کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ

(بنما راہ راست راہِ آنان کہ برایشان تو احسان کردی) فاتحہ ۵-۶

صراطِ مستقیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے ؛ پی۔ایچ۔ڈی

ترجمۂ فارسی

الحاج محمد یونس باڑی مظہری

ادیب فاضل؛ ایم۔اے (فارسی)

ادارۂ مسعودیہ، ۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء

Marfat.com

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے احوال و معارف پر

ایک تحقیقی کتاب

تجلیاتِ امامِ ربّانی

مصنف:

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ادارہ مظہرِ اسلام

لاہور، پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

Marfat.com

انتخاب مکتوبات

شیخ احمد سرہندی

ترتیب و مقدمہ

از

ڈاکٹر فضل الرحمٰن

ڈائرکٹر ، ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد

اقبال اکادمی ، کراچی

Marfat.com

مکتوباتِ امام ربّانیؒ

کی

دینی اور معاشرتی اہمیت

از

ڈاکٹر سراج احمد خاں

ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

۳۲۸۔ پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی ۵

Marfat.com

ISLAM IN THE INDIAN SUBCONTINENT

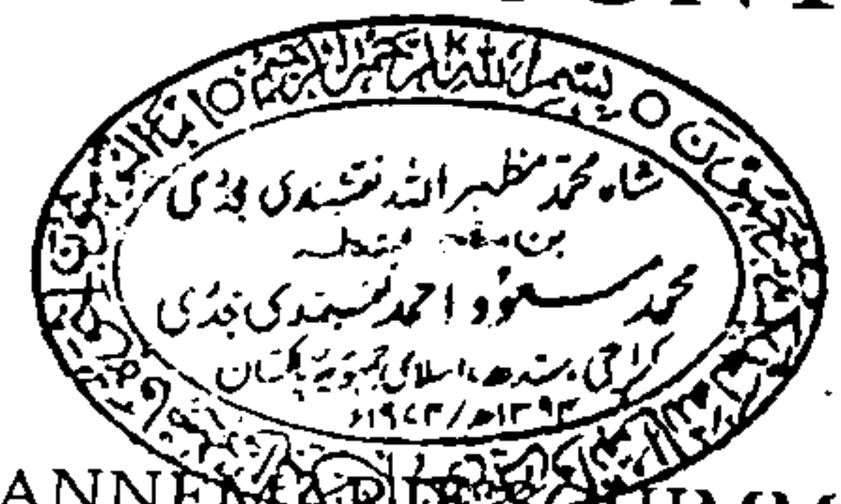

ANNEMARIE SCHIMMEL

E. J. BRILL / LEIDEN-KÖLN / 1980

Marfat.com

Sufi Heirs of the Prophet

The Indian Naqshbandiyya and the Rise of the Mediating Sufi Shaykh

ARTHUR F. BUEHLER
Foreword by Annemarie Schimmel

University of South Carolina Press

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

بشائر الحسنات
فی
الصلوٰۃ والسلام علی سید السادات

مجموعۃ صیغ الصلوات التی اوردھا المجدد
للالف الثانی قدس سرہٗ فی جمیع تالیفاتہ المبارکۃ

دار العلوم السلطانیہ
جہلم ◉ پاکستان

Marfat.com

الشذرات الذهبية

من المكتوبات المجددية

للامام الربّاني المجدد للالف الثاني

الشيخ احمد الفاروقي السرهندي

المترجم

الشيخ محمد مراد المكي

مؤسسة الافكار المجددية

Marfat.com

ارشادات

از(مکتوبات شریفه) امام ربانی

مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز

مؤسسة الافکار المجددیه الصالمیه
باکستان

Marfat.com

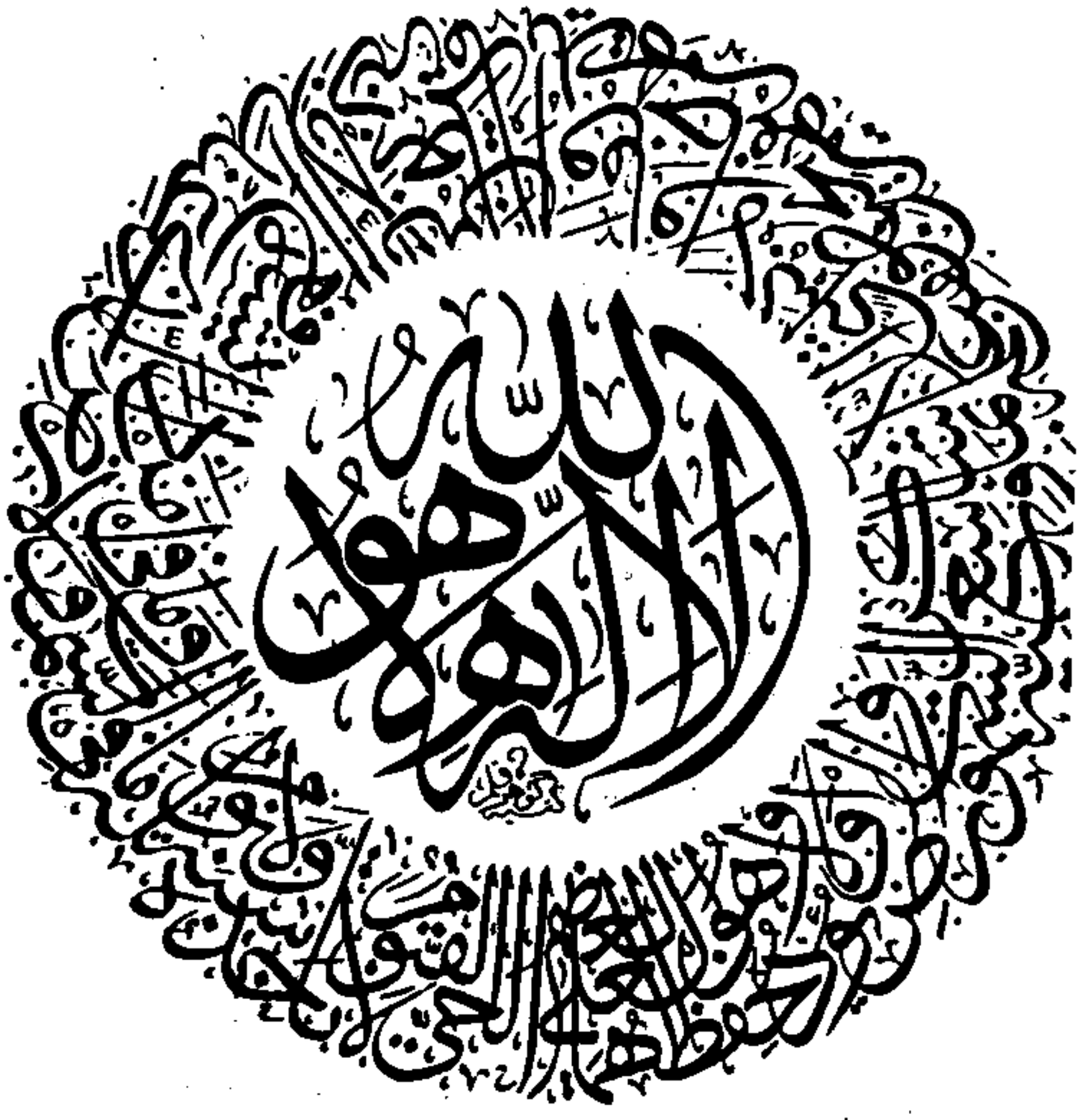

Marfat.com

Marfat.com

IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI
ادارہ مسعودیہ کراچی
IDARA-E-MAS'UDIA KARACHI
SINCE 1992
IDARA-E-MAS'UDIA KARACHI
Islamic Republic of Pakistan
اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI
ادارہ مسعودیہ کراچی
IDARA-E-MAS'UDIA KARACHI
SINCE 1992
IDARA-E-MAS'UDIA KARACHI
Islamic Republic of Pakistan
اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com